كُنتُ اَوَّلَ النَّبِيِّينَ خَلقًا
علامہ محمد اشرف سلوی کے باطل موقف
(کہ امام الانبیاء پیدائشی نبی نہیں ہیں) کا ردِ بلیغ
تجلّیات علمی
فی ردِّ
تحقیقات سلوی
المعروف
پیدائشی نبی
جلد اوّل
از قلم
مفتی محمود حسین شائق ہاشمی
چیئرمین تحریک امامت کبریٰ انٹرنیشنل
امیر جماعت اہلسنت ضلع جہلم
ناشر: مکتبہ مخدومیہ۔ (دربار شریف) سوئیں حافظاں
نزد بیول تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی: 0300-9120291

كُنتُ اَوَّلَ النَّبِيِّينَ خَلْقًا

علامہ محمد اشرف سلوی کے باطل موقف

(کہ امام الانبیاء پیدائشی نبی نہیں ہیں) کا ردِ بلیغ

تجلّیاتِ علمی

فی ردِّ

تحقیقاتِ سلوی

المعروف

پیدائشی نبی

جلد اوّل

از قلم

مفتی محمود حسین شائق ہاشمی

چیئرمین تحریک امامت کبریٰ انٹرنیشنل

امیر جماعت اہلسنت ضلع جہلم

ناشر: مکتبہ مخدومیہ۔ (دربار شریف) سوئیں حافظاں

نزد بیول تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی: 0300-9120291

نام کتاب.................. تجلیات علمی فی ردتحقیقات سلوی (المعروف پیدائشی نبی)

تصنیف: .... مفتی محمود حسین شائق ہاشمی

اشاعت 2010ء

تعداد.................. 1100

قیمت.................. -/250روپے

مطبع.................. مکتبہ مخدومیہ (دربار شریف) سوئیں حافظاں تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی

☆☆☆☆☆

ملنے کے پتے

(۱) جامعہ مخدومیہ۔(دربارشریف سوئیں حافظاں) نزد بیول تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی۔ 0300-9120291

(۲) جامعہ اسلامیہ سلطانیہ۔مرکزی جامع مسجد منگلا کالونی واپڈا۔ 0300-5160237

(۳) شاہد برادرز۔ برال منگلا کینٹ۔ 0344-5820132, 0544-639024

(۴) جامعہ قادریہ۔نزد پیپسی کولا سمندری روڈ فیصل آباد۔ 0300-7614891

(۵) قریشی ہاؤس۔ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 0300-4186575

(۶) کشمیر دواخانہ۔عقب سبزی منڈی، دینہ۔ 0300-9525549

انتساب

میں اپنی اس کتاب "**تجلیات علمی** فی رد **تحقیقات سلوی** المعروف **پیدائشی نبی**" کو اپنے مرشد پاک اور اپنے مربی حضرت قبلہ قاضی محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المعروف سرکار چیچوی ثم جہلمی ثم کوٹلوی آستانہ عالیہ فتحیہ صادقیہ گلہار شریف کوٹلی (آزاد کشمیر) کے نام نامی اسمِ گرامی کی طرف انتساب کرتا ہوں۔ جن کے فیضان، خصوصی توجہ اور مشفقانہ تربیت کی برکت سے میں اس قابل ہوا۔

نیاز کیش

خاک پائے اولیاء

مفتی محمود حسین شائق ہاشمی

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ

تقریظ

از پیر طریقت، رہبر شریعت، پیکر اخلاص، محافظ ختم نبوت، مجاہد ملت، وارث فیوضات مشائخ نقشبندیہ

مجددیہ صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمٰن سجادہ نشین آستانہ عالیہ فیض پور شریف

وزیر اوقاف آزاد کشمیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَامِدًا وَّ مُصَلِّيًا وَّ مُسَلِّمًا اَمَّا بَعْدُ

تمام محدثین، مفسرین، علماء مشائخ کا متفقہ عقیدہ چلا آرہا ہے کہ رحمت دوعالم ﷺ ازلی اور پیدائشی نبی ہیں بلکہ ہر نبی پیدائشی نبی ہے البتہ نبوت کا اظہار اللہ کی طرف سے مقررہ مخصوص وقت میں ہوتا ہے ۔ ہمارے سلسلہ عالیہ کے تمام پیران عظام اسی عقیدہ کے پابند اور داعی تھے بلکہ بعض اولیاء اللہ کو بھی پیدائشی ولی ہونے شرف حاصل ہے۔

جو شخص رسول کریم ﷺ کو پیدائشی نبی تسلیم نہ کرے وہ رحمت خداوندی سے محروم رہتا ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمود حسین شائق ہاشمی ایک علمی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب نسبت ہیں انہوں نے ''تجلیات علمی فی رو تحقیقات سلوی المعروف پیدائشی نبی'' کتاب لکھ کر عقلی نقلی دلائل سے مبرہن کر کے موضوع کا حق ادا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بصد عجز و نیاز دعا کرتا ہوں کہ مفتی صاحب کی اس مخلصانہ کاوش کو قبول فرمائے اور مفتی صاحب کو سعادت دارین نصیب فرمائے۔ آمین

فقیر محمد عتیق الرحمٰن فیض پوری

8 رمضان المبارک بروز جمعرات 1431ھ

بمطابق 19 اگست 2010ء

تقریظ

قبلہ وکعبہ جناب پیر طریقت راہبر شریعت ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی دامت برکاتھم العالیہ

آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ ترنول اسلام آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد اللہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ وعلی آلہ الاتقیاء و اصحابہ الازکیاء اما بعد

صوفیاء کے ہاں مرکزی نکتہ عشق رسول اور آداب رسول ہے اس سے اعراض صوفیاء کیلئے ممکن نہیں ہے حضور سرور کائنات ﷺ وجہ تخلیق کائنات ہونے کے ساتھ ساتھ کل کائنات میں فیوض و برکات تقسیم کرنے کیلئے پیدا فرمائے گئے لہذا ضروری تھا کہ آپ ﷺ کی خلق سب سے اول ہو اور آپ کی خلافت عظمیٰ اور نبوت سب سے پہلے ہوتا کہ فیوضات تقسیم کرنے کی حقیقت سامنے آسکے۔

عزیز گرامی مولانا مفتی محمود حسین شائق ہاشمی نے اپنی تصنیف تجلیات علمی فی رد تحقیقات سلوی میں اسی حقیقت کو واضح کرنے میں محنت شاقہ سے کام لیا ہے لہذا اس فقیر کو یہ کتاب اور اس کے مضامین پسند ہیں کیونکہ انکا مقصد عظمت مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ اور شان رسالت کا اظہار ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اور کتاب کے مصنف کو اپنی بارگاہ لایزال میں شرف قبولیت عطا فرمائے آمین

فقیر محمد سرفراز محمدی سیفی اسلام آباد

17 رمضان المبارک (یوم الفرقان) 1431ھ

اجمالی تاثرات

حضور شیخ المشائخ زبدۃ العارفین پیر خواجہ محمد حمید الدین سیالوی مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ (شمسیہ قمریہ) سیال شریف

(بندہ نے حضور خواجہ محمد حمید الدین سیالوی مدظلہ العالی کی خدمت میں اپنے شاگرد (مشہور نعت خوان) لیاقت علی خان چشتی کو سیال شریف بھیجا تا کہ کتاب ''تجلیات علمی'' کے حوالے سے دو سوالات کا آپ سے جواب حاصل کیا جائے حضرت نے بندہ کا رقعہ پڑھا اور تفصیلی جواب تحریر کرنے کا وعدہ فرمایا عرس شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کے پروگرام مصروفیات کے باعث چار دن وقت لیا لیکن وقتی طور پر آپ نے حسب ذیل ارشاد فرمایا)

محمد اشرف نام کا ایک آدمی اِدھر (سیال شریف) رہتا تھا یہاں سے کہیں چلا گیا پتہ نہیں کہاں گیا ہے کثرت علم نے بگاڑ پیدا کر دیا ہے۔

موضوع بہت نازک ہے میں عرس شریف کے اختتام کے دو دن بعد تفصیلی تبصرہ لکھ کر بذریعہ ڈاک آپ کو بھیج دونگا۔

تقریظ

از پیر سیّد محمد جرجیس الحسن شاہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیر بھچر شریف منگلا روڈ دینہ ضلع جہلم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ!

بندہ ناچیز اس قابل نہیں ہے کہ کسی کتاب پر تبصرہ یا تقریظ کو احاطہ تحریر میں لا سکے۔ مگر اشتیاق اور حکم نے چند الفاظ لکھنے پر مجبور کر دیا۔ کتاب لاجواب "پیدائشی نبی" کو بالاستیعاب پڑھنے کا موقع ملا۔ شہسوار تحریر و تدریس حضرت علامہ مفتی محمود حسین شائق ہاشمی صاحب نے اپنی قلم کی جولانیوں کا محور و مرکز حضور ﷺ کا پیدائش سے ہی نبی ہونے پر دلائل قاطعہ سے ثابت فرما کر اہلسنت و جماعت مسلک حق کی خوب خوب نہ صرف ترجمانی فرمائی' بلکہ مسلک حق کی پاسبانی بھی کی۔ رئیس المتکلمین جناب مفتی صاحب نے اپنی ٹیکنیکل بحث سے دلائل کو چار چاند لگا دیئے۔ مناظر اسلام مجاہد ملت مفتی محمود حسین شائق صاحب کی یہ قلمی کاوش' رسالت کے پروانوں کیلئے بیش بہا قیمتی تحفہ سے کم نہیں۔

از خواندن علم ہرگز عالم نشوی   شیریں نہ شود دھن ز نام شکر

آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب مکرم کے صدقہ اور وسیلہ سے حضرت علامہ مفتی محمود حسین شائق کی اس کاوش کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبولیت کا درجہ عطا فرمائے۔ اور مصنف کو اجرِ عظیم، قلب سلیم اور روحِ نعیم سے مالا مال فرمائے۔

آمین ثم آمین بحق سید المرسلین ﷺ

خادم العلماء

سید محمد جرجیس الحسن شاہ   پیر بھچر شریف دینہ

2 رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک 1431ھ

تقریظ

حضرت علامہ حافظ محمد عبد الغفور قادری

بانی ؤ مہتمم جامعہ غوثیہ مظہر الاسلام فتح پور ضلع گجرات

اسلام ایک مکمل دین ہے۔ جو عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاقیات پر مستقل نظام رکھتا ہے۔ ان میں بھی عقائد کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور عقائد میں بھی عقیدہ رسالت ایسے اہم جیسے درخت کیلئے بیج' تو گویا عقیدہ رسالت ہی وہ بنیادی چیز ہے۔ جس پر شجر اسلام کے پھلنے پھولنے کا انحصار ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے ''عقیدہ رسالت'' جتنا اہم ہے اس سے زیادہ نازک بھی۔ جیسا کہ حضرت شاہ فضل رسول بدایونی'' حضرت قاضی عیاض'' کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ ''جو ان اُمور سے بے خبر ہو' جو نبی کیلئے واجب ہیں یا ممکن' یا ان کے حق محال ہیں' اور وہ اِن اُمور کی صورتوں سے غافل ہو' وہ اس اندیشے سے محفوظ نہیں کہ وہ بعض باتوں میں واقع کے خلاف عقیدہ رکھے گا۔

" وذالك هو الخسران المبين "

زیر نظر کتاب'' پیدائشی نبی'' بھی عقیدہ رسالت کی ایک اہم مگر نازک ترین جزئی کو بیان کرتی ہے یعنی حضور ختمی مرانبت ﷺ پیدا ہوتے ہی نبی تھے نہ کہ چالیس برس کی عمر میں نبی بنے۔ جیسا کہ صاحب ''تحقیقات'' مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب نے موقف اختیار کیا ہے۔

کتاب کے مصنف استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمود حسین شائق خطیب مرکزی جامع مسجد واپڈا کالونی منگلا ملک کے علمی اور تدریسی حلقوں میں ایک قدآور شخصیت کے مالک اور ملک المدرسین حضرت علامہ مولانا عطا محمد بندیالوی نور اللہ مرقدہٗ کے قابل فخر شاگرد اور متعدد تحقیقی کتب کے مصنف ہیں۔

ثبوت مسئلہ کے لیے قرآن وسنت میں سے ایک بھی نص کافی ہوتی ہے۔ مگر حضرت مفتی صاحب نے متعدد آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پیش کر کے تفسیرات وتشریحات اکابر کی روشنی میں جس خوبصورت انداز میں حضور ختمی مرتبت ﷺ کے پیدائشی نبی ہونے کے مسئلہ پر استدلال کیا وہ حضرت جیسے کسی محقق عالم دین ہی کا حصہ ہو سکتا ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ کریم اس کتاب کو عوام اور خواص کیلئے نفع بخش بنا کر حضرت مفتی صاحب اور آپ کے معاونین کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم

حررہ

حافظ محمد عبدالغفور قادری

خادم: جامعہ غوثیہ مظہر الاسلام فتح پور۔ ضلع گجرات

تقریظ

حضرت مولانا حافظ محمد عرفان ہاشمی (نائب مفتی)

ایم اے ، فاضل بھیرہ شریف، خطیب قدیمی جامع مسجد بڑل گاؤں منگلا

مدرس درس نظامی جامعہ اسلامیہ سلطانیہ منگلا کالونی

الحمدللّٰہ المتوحد الاحد، والصلوة علی من کان نبیا وآدم بین الروح والجسد و علیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین اما بعد.

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ رسول اکرم شفیع معظم ﷺ جس طرح اوّل الخلق ہیں، اوّل المسلمین ہیں، اُسی طرح اوّل النبیین ہیں۔ نبوت کی ابتداء بھی آپ سے اور نبوت کی انتہاء بھی آپ پر ہوئی۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیّد عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "کنت اوّل النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث"۔ (طبقات ابن سعد۔ ج ا۔ ص ۱۴۹)

ترجمہ: میں خلق میں سب سے پہلا نبی ہوں اور ظہور میں ان سے آخر ہوں۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "الفقہ الاکبر" میں منقول "محمد رسول الله نبیہ و عبدہ ورسولہ" پر بحث کرتے ہوئے "نبی اور رسول میں فرق ہے یا نہیں"؟ اس مسئلہ پر تفصیلی تبصرہ کیا ہے۔ فرمایا "رسول" وہ ہے جسے تبلیغ احکام کا حکم دیا گیا ہو۔ اور "نبی" وہ ہے جس پر وحی کا نزول ہو۔ عام ازیں کہ تبلیغ کا اُمر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں: والا ظھر انھما متغایران۔ زیادہ ظاہر یہی ہے کہ دونوں میں تغایر ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ صحیح مذہب جس پر جمہور ہیں یہی ہے۔ کہ "ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر جو نبی ہو ضروری نہیں کہ وہ رسول بھی ہو"۔

اسی بحث میں ملا علی قاری نے حدیث نقل فرمائی ہے جس میں کہ شب معراج ہمارے نبی ﷺ کو خدا کی طرف "خصوصی عطا" کا اظہار ہوا۔

"جعلتك اوّلَ النبیین خلقاً و آخرھم بعثاً" اے پیارے حبیب! میں نے آپ کو خلق میں "اوّل النبیین" اور ظہور میں اُن سے "آخر" بنایا نیز فرمایا..... کہ امام فخر الدین کا ارشاد گرامی ہے

"حق یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ رسالت کے ظہور سے پہلے کسی نبی کی شریعت پر عمل نہ کرتے تھے بلکہ وحی خفی پر عمل کرتے تھے۔ محققین حنفیہ کا یہی مختار ہے کیونکہ آپ کسی نبی کی اُمت میں شامل نہیں ہیں۔

لیکن آپ ﷺ "کان فی مقام النبوۃ قبل الرسالۃ" رسالت (جس میں تبلیغ احکام معتبر ہے) سے پہلے مقامِ نبوت پر فائز تھے۔ آپ اس پر عمل کرتے تھے جو وحی خفی کے ذریعے آپ پر ظاہر کیا جاتا ہے۔ خواہ شریعت ابراہیمی کے مطابق ہو یا غیر کے۔

وفیہ دلالۃ علی ان نبوتہ لم تکن منحصرۃ فیما بعد الاربعین

اس میں دلالت ہے کہ آپ کی نبوت چالیس سال کے بعد میں منحصر نہیں ہے۔ (بلکہ پہلے بھی موجود ہے) جیسا کہ ایک گروہ نے کہا ہے

اشارۃ الی انہ من یوم ولادتہ متصف بنعت نبوتہ

اشارہ ہے کہ آپ پیدائش کے وقت سے ہی وصفِ نبوت کے ساتھ متصف تھے۔ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مزید فرماتے ہیں

وھذا وصف خاص لہ، لا انہ محمول علی خلقہ للنبوۃ واستعدادہ للرسالۃ.

"ہمارے نبی ﷺ کا خاص وصف ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ نبوت کے لیے آپ کی خلق ہوئی اور رسالت کی استعداد کے لئے

آپ کی نبوت ورسالت معجزات کے ذریعہ ثابت ہے۔

بلکہ نبوت خود ایک معجزہ ہے۔ صاحب قصیدہ بردہ نے کیا خوب کہا!

کفاک بالعلم فی الامی معجزۃ فی الجاھلیۃ والعادیب فی الیعم

اُستاذی ووالدی حضرت علامہ مولانا العلامہ عالمی مبلغ اسلام مفتی محمود حسین شائق ہاشمی مدظلہ العالی نے اس موضوع پر سیر حاصل بحث فرما کر قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، اور عقلی نقلی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ

امام الانبیاء ﷺ نہ صرف "پیدائشی نبی" ہیں بلکہ ازلی اور اوّل النبیین ہیں۔ آپ کی تصنیف لطیف "تجلیات علمی فی ردّ تحقیقات سلوی" المعروف "پیدائشی نبی" جلد اوّل آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کا بغور مطالعہ فرمائیں اور جائزہ لیں کہ حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی (المعروف سلوی) کہاں کہاں لغزش کا شکار ہوئے۔

اس کتاب کی چند خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

1) تجلیات علمی کا پورا مسودہ مدینہ پاک میں تیار ہوا۔

2) تجلیاتِ علمی میں جو لکھا گیا اسے معتبر حوالہ جات کے ساتھ مزین کیا گیا۔

3) تحقیقاتِ سلوی کے ایک ایک نکتہ کا جواب تفصیلاً دینے کا التزام کیا گیا اِسی لیے تجلیات علمی کی جلد اول کے بعد جلد ثانی بھی تحریر کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔

4) تجلیات میں سنجیدگی اور متانت کا دامن کسی جگہ بھی چھوڑا نہیں گیا۔

5) جمہور اہل سنت، علماء مشائخ نے اس کتاب کے مضامین کی زبانی تحریری تائید و تصدیق فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ پاک مولیٰ تجلیات کے فیضان کو عام فرمائے اور تحفظ رسالت ناموس کیلئے یہ کتاب سنگ میل کا کردار ادا کرے۔

آخر میں حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی سے بصد اَدب گزارش کرتا ہوں کہ ''ناکارہ خلائق'' اور ''ضدی صاحبزادہ صاحب'' کی فکر سے اپنی فکر بلند کریں اور فوراً اپنے باطل موقف سے رجوع فرما کر عزت دارین حاصل کریں بصورت دیگر آپ کے خلاف 'تلمیذ مجہول اور نصیرالدین کے غلام کے خلاف 295-C کا کیس دائر کرنے کا میں حق محفوظ رکھتا ہوں۔ انشاء اللہ علماء و مشائخ اور عوام اہلسنت میرے اس مسئلہ میں حامی ہوں گے۔

خادم العلماء

حافظ محمد عرفان ہاشمی

۵ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ

تقریظ

عاشقِ رسول، مجاہدِ اسلام **ملک محبوب الرسول قادری زیدہ مجدہٗ**

مدیر اعلیٰ: سہ ماہی "انوارِ رضا" جوہر آباد • مدیر: ماہنامہ "سوئے حجاز" لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میزانِ حروف

جس کی حیات پاک کا ہر لمحہ پیغمبر ہوا

حضور اقدس ﷺ کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے سید الاولین و آخرین بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ کی نظیر کائنات میں پیدا ہی نہیں کی۔ آپ ﷺ لولاک لما کا تاج پہن کر جلوہ گر ہوئے۔ عالم ارواح میں انبیاء و مرسلین کی ارواح مقدسہ سے آپ کی نبوت و رسالت کا عہد لیا گیا۔ عالم اجسام میں جانے پر امکانی کیفیت کے ساتھ بھی ان کی نبوت اور شان و شوکت کو آپ ﷺ کے تابع قرار دیا گیا۔ حتیٰ کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے ارشاد فرمایا: **لولاک لما خلقت الافلاک ولولاک لما اظہرت الربوبیہ۔**

آپ ﷺ کی عظمت و شان کے سامنے کائنات کی ہر ایک شے اس لیے بھی ہیچ ہے کہ آپ وجہ تخلیق کائنات ہیں

تیرے سر کے سوا سجتا بھی کہاں؟ | لولاک لما کا تاج بھلا

اے صلی علیٰ یہ شان تیری | اے صاحب تخت و تاج ہمی

خوش نصیب لوگ ہمیشہ سے حضور رحمت عالم و عالمیان ﷺ کی رفعتِ شان و مقام کا اعلان و اظہار کر کے رضائے رب کے حصول کا سامان کرتے آئے ہیں اور دوسروں کو یہ سعادت نصیب نہیں۔ فتنے ہر دور میں جنم لیتے رہے اور ہر عہد میں اہل حق ان فتنوں کی سرکوبی کا اہتمام کرتے رہے۔ فتنہ گروں نے امت مسلمہ کے مقابلے کے لیے ہمیشہ ذات مصطفیٰ ﷺ کو متنازعہ بنانے کی کوششیں کیں اور ہر دور میں اہل ایمان نے حضور انور ﷺ کی محبت و غلامی ہی میں ایمان کی جلا کا اہتمام والتزام کیا۔ ماضی قریب میں علم غیب نبوی، اختیاراتِ مصطفوی نورانیتِ محمدی جیسے مسلمہ کمالات کا انکار کیا گیا۔ بلکہ معاصرین میں سے ایک نے حضور اقدس ﷺ کے نور حسی کا واضح انکار کر دیا۔ اپنے اکابر اور جمہور علمی و روحانی موقف کو اپنی نام نہاد تحقیق کے نام پر غلط کہہ ڈالا۔ اپنے اساتذہ اور روحانی پیشوا سمیت چودہ سو سال سے امت کے اجتماعی عقیدے کے خلاف اپنی ذاتی اختراع کو مضبوط اور درست سمجھ بیٹھے۔ یونہی عصمتِ پیغمبر کے خلاف زبان درازیاں کی گئیں۔ اس وقت حیاتِ مصطفیٰ ﷺ کے کسی بھی لمحہ کو خالی از نبوت تسلیم نہ کرنے کے مسلمہ عقیدے کے خلاف "تحقیقات" کی بنیاد پر چیلنج دیا جا رہا ہے

۔حالانکہ یہ اختراع گھڑنے والے کل تک اس موقف کے مبلغ رہے کہ حیاتِ مصطفیٰ ﷺ کا کوئی بھی لمحہ خالی از نبوت نہیں۔
عالم ارواح و عالم اجسام ہر جگہ آپ کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے نبوت و رسالت کی سرفرازیاں عطا فرمائیں۔ عالم برزخ میں آپ ﷺ کی جلوہ گری سے اہل ایمان کو برزخی زندگی میں انوار و تجلیات نصیب ہوں گی۔ اور حشر میں بھی آپ ﷺ ہی کی عظمت و مرتبہ محبوبیت کو ظاہر کرنا مقصود ہے۔ بقول سیدی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ:

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا   کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

سوچنا چاہیے کہ حضور ﷺ کے پیدائشی نبی ہونے پر تو "عقیدہ عصمت نبوت" بجائے خود مضبوط دلیل ہے کہ اہل سنت کے نزدیک انبیاء و مرسلین اور ملائکہ کے علاوہ کوئی معصوم نہیں۔ اگر حضور ﷺ کو معصوم ماننے والے چالیس سال تک آپ کی نبوت ہی کے قائل نہ تھے (معاذ اللہ) تو پھر غیر نبی کیسے معصوم ہو گیا۔ یعنی یہ بجائے خود عقیدہ عصمت کی نفی ہو گی۔
اللہ تعالیٰ عالم نبیل فاضل جلیل عمدۃ المحققین آبروئے مسند تدریس ترجمان اہل سنت حضرت علامہ مولانا مفتی محمود حسین شائق ہاشمی مدظلہ العالی کو جزائے خیر دے اور ان کے علم و قلم سے اہل سنت کو مزید نفع و خیر عطا فرمائے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے پیدائشی نبی ہونے کے موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور تحقیق کے تقاضوں کا حق ادا کر دیا ہے۔ انہوں نے محض کتاب کی ضخامت بڑھانے کی فکر میں کسی امر کی تکرار کو روا نہیں رکھا بلکہ دلائل قاہرہ کے ساتھ روح پرور تحریر کے ذریعے اسلامی موقف پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ درد دل ان کی تحریر سے ٹپکتا ہے۔ روانی و سلاست ان کی تحریر کا حصہ ہے جو عوام کو نفس مسئلہ سے آگاہی کے لیے آسانی کا باعث ہے، حوالہ جات حقائق کے در وا کرتے جاتے ہیں۔ اور حضرت مفتی صاحب کی ظرافتِ طبع تحقیق کی خشکی کو تفہیم میں آسانی کے ساتھ بدل دیتی ہے۔ کتاب کی ہر ہر سطر محبت رسول ﷺ کی نورانی کرنوں سے منور اور روشن ہے تاہم کہیں کہیں فریق مخالف کے لیے سخت احتسابی انداز تحریر کی روانی میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے جسے رواں دواں رہنا چاہیے تھا زیر نظر کتاب "پیدائشی نبی" اسلاف کے موقف کی حقیقی ترجمان اور منحرفین کے لیے حقائق و دلائل کی طرف بہترین رہنمائی ہے اللہ تعالیٰ فاضل مصنف کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرما کر قبول حق کا ذریعہ بنائے۔ ان اللہ علی کل شیء قدیر
میرے لیے یہ بات مسرت اور اعزاز کا باعث ہے کہ میں اس عظیم تصنیف کے لیے چند سطور کا خراج تحسین پیش کر رہا ہوں۔
میری دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب مکرم نور مجسم رحمت عالم ﷺ کی نورانیت و رحمت کے طفیل ہمیں ہدایت کے نور سے سرفراز رکھے اور اکابر امت کی راہ پر استقامت نصیب کرے۔ آمین

20 اگست 2010ء   غبارِ راہِ حجاز
9 رمضان المبارک 1431ھ   ملک محمد محبوب الرسول قادری
بعد از نماز فجر   mahboobqadri787@gmail.com
نزیل: اسلام آباد   0321/0300-9429027

تقریظ

صوفی باصفا، صاحب نسبت وصاحب عطاء حضرت مولانا ابوالسرمد قاری محمد یوسف زید مجدہ ضلع چکوال

کتاب فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا
تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا وجود لوح قلم نہ ہوتا
وہ محفل کن فکاں نہ ہوتی جو وہ امام امم نہ ہوتا
زمیں نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا

کعب بن لوئی جو رسول اللہ ﷺ کے جد اعلیٰ ہیں وہ یوم العروبہ (جمعۃ المبارک) کو اکثر ایک قصیدہ پڑھتے جن میں ایک یہ شعر بھی تھا جسے ابونعیم اصفہانی نے دلائل النبوۃ میں نقل فرمایا ہے۔

عَلٰی غَفْلَۃٍ یَأْتِی النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ فَیُخْبِرُ اَخْبَارًا صَدُوْقًا خَبِیْرُھَا

ایسی غفلت میں نبی محمد ﷺ تشریف لے آئیں گے جو سچے خبر دینے والے (اللہ عزوجل) کی طرف سے سچی خبریں دیں گے۔

آپ ﷺ کا اپنا قول مبارک

کَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَّبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً

ہر نبی کسی خاص قوم کی طرف بھیجا گیا میں پوری نوع انسانی کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔

اور صحابہ کرام کا یہ سوال

مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ؟

جیسے الفاظ کوئی اتنے مشکل نہ تھے جس کیلئے کسی بڑے علامہ فہامہ کی ضرورت پڑتی مجھ جیسا کم علم بھی مفہوم بیان کرے گا کہ اس سے مراد ہے آپ کی نبوت کا سورج اتنا روشن تھا اور ہے کہ جو آدم علیہ السلام کے زمانہ میں بھی نصف النھار پہ چمک رہا تھا تمام انبیاء ورسل کی رسالتوں پہ روشنی بکھیرتا رہا اور جسکے ابدالاباد کے اندھیروں میں بھی مدھم یا غروب ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ لیکن کچھ لوگ تھوڑی سی بات کو بڑھا کر اسے داستان بنادیتے ہیں اسی لئے ان کے نام کے بجائے ہم علامہ کہتے ہیں اس کی تفصیل دیکھنا ہو تو تحقیقات پڑھ لو۔

ستم کو وہ کرم ثابت کریں گے ذہانت ان کو بخشی ہے خدا نے

ہم اہلسنت بھی عجیب سادگی کا پیکر ہیں کہ جب کوئی تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جود سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عظمت کی بات کرتا ہے تو ہم اسے فخر اہلسنت، امام اہلسنت استاذ الاساتذہ، مناظر اہل سنت اور اشرف العلماء جیسے القابات نچھاور کردیتے ہیں یہ تو ہر کسی کا اپنا ظرف ہے کہ ان القابات کی پاسداری کرے اور جس بنیاد پر اہلسنت نے یہ مقام عطا کیا اسے قائم ودائم رکھے یا پھر اس بات کا اعلان کرے کہ میرا اہلسنت سے کوئی تعلق نہیں رہا لیکن اتنا اعلیٰ ظرف بہت کم لوگوں میں ہوتا ہے ورنہ اہلسنت کے عقائد اور مرشد خانہ چھوڑنے پر ''سنی'' اور ''سیالوی'' کہلانا زیب نہیں دیتا۔

تجھے کیا بتاؤں میرے ہمنشین میرے غم کا قصہ طویل ہے
میرے گھر کی لٹ گئی آبرو ہوا جب سے غیر دخیل ہے

اس سے بڑی حیرانگی کی بات یہ ہے کہ جو شخص پوری زندگی مسند علم پر بیٹھ کر وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اور وَیٰقَوْمِ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِیْۤ کا سبق پڑھائے وہ کسی عام انسان (صاحبزادہ نصیر الدین نصیر) کی مخالفت میں فخر انسانیت اور باعث تخلیق کائنات ﷺ ہستی کی ایک صفت کی نفی ثابت کرنے کیلئے عصمت و تقدیس کے بخیے ادھیڑنا شروع کردے اور جس ہستی کے نام کا صدقہ ساری زندگی کھایا اس کی ارفع و اعلیٰ شان تولنے کیلئے عقل کا ترازو لے کر بیٹھ جائے میرے خیال میں اظہار علم اور جوش خطابت کا نہایت بھونڈا انداز ہے جس کیلئے اہل سنت کے ہاں کوئی جگہ نہیں۔ کیونکہ اہلسنت کا منشور اور دستور حب رسول ﷺ اور تعظیم رسول ﷺ ہے۔

یہ مسئلہ علماء میں بحث کیلئے بیان بھی ہوجائے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر اسے علم کی بلند مسندوں سے اتار کر بازیچہ اطفال کی زینت بنالیا جائے تو حال یہی ہوگا ورنہ رونمائی تقریب کتاب ''تحقیقات'' منانے والوں کو اس جشن کی ضرورت نہ تھی جو معرکہ اکابرین دیوبند سے نہ مارا جاسکا وہ معرکہ اشرف العلماء نے سرانجام دے دیا کیونکہ اب انہیں کتاب تحقیقات میسر آگئی۔

اس کتاب کا اہلسنت علماء ومشائخ کی نگاہ میں کیا مقام ہے اس کیلئے آپ کو تجلیات علمی کا مطالعہ کرنا ہوگا اہل سنت پر بہت بڑا احسان فرمایا مولانا مفتی محمود حسین شائق ہاشمی صاحب نے جنہوں نے ''تجلیات علمی فی ردتحقیقات سلوی المعروف پیدائشی نبی'' بڑی محنت دکاوش سے لکھ کر مذہب حقہ اہل سنت والجماعت کی حقیقی ترجمانی کی جس میں آپ نے علامہ سلوی کے دلائل باطلہ اور خیالات فاسدہ کا منہ توڑ جواب دیا جس کتاب نے ثابت کر دیا کہ

عقل کی فوج نے ہر جنگ میں منہ کی کھائی
عشق میدان میں آیا تو ظفریاب ہوا

خاکپائے اولیاء
حافظ قاری محمد یوسف
آف چکوال
13 رمضان المبارک 1431ء

تعارف مصنف

از مولانا خادم حسین مان

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب تجلیات علمی کے مصنف حضرت مولانا مفتی محمود حسین شائق ہاشمی ہیں آپ علاقہ پوٹھوہار کے مشہور صوفی قطب الاقطاب ابوالحفاظ پیر مخدوم ابراہیم قریشی ہاشمی کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔

جائے ولادت پکا کھوہ داخلی سوئیں حافظاں۔

تاریخ ولادت 5 مئی 1952ء۔

ابتدائی تعلیم دوسری جماعت تک آپ نے گورنمنٹ ہائی سکول بیول میں پڑھا اس کے بعد کوٹلی آزاد کشمیر جامع الفردوس کلہار شریف میں داخلہ لیا۔ یسرنا القرآن اور ناظرہ قرآن پڑھنے کے بعد دس ماہ میں قرآن مجید حفظ کرنے کا اس دور میں ریکارڈ قائم کیا۔

اعلیٰ تعلیم بعد از حفظ 1963ء میں آپ فیصل آباد (لائل پور) جامعہ امینیہ رضویہ محمد پورہ فقیہ العصر مفتی محمد امین مدظلہ العالی کے زیر سایہ بحکم مرشد پاک درس نظامی کی ابتداء کی 6 سال اسی جامعہ میں تعلیمی سلسلہ جاری رہا ساتویں سال فیصل آباد کے مشہور مدرس امام النحو حافظ غلام نبی مدظلہ کے پاس درس نظامی کی بڑی کتب (سُلّم العلوم، ہدایہ، مشکوۃ شریف) پڑھنے کا شرف حاصل کیا 1969ء کے آخر میں جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال تشریف لے گئے۔ وہاں ملک المدرسین علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد اسلام صاحبزادہ محمد عبدالحق زید مجدہ سے دو سال کے عرصہ میں اپنے ساتھی پروفیسر محمد عبدالرشید قمر فیصل آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں مثالی محنت کر کے مختلف علوم وفنون کی بے شمار کتب پڑھنے کی سعادت حاصل کر کے دورہ حدیث شریف کیلئے جامعہ قادریہ سرگودھا روڈ فیصل آباد تشریف لے آئے اس زمانہ میں شیخ الحدیث کے فرائض مفتی سید افضل حسین شاہ مونگیری رحمۃ اللہ علیہ سرانجام دے رہے تھے دورہ حدیث کے دوران ہی

شیخ الحدیث صاحب کی نگرانی میں درس نظامی کی تدریس کا آپ نے آغاز کیا جو کہ 1975ء تک جاری رہا اور ساتھ ہی جامع مسجد موسیٰ اور اس کے بعد موتی جامع مسجد ڈی ٹائپ کالونی میں خطابت امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اسی دوران آپ نے میٹرک ایف اے بی اے کے امتحانات بھی پاس کر لئے۔

دینی خدمات 1975ء میں بحکم مرشد پاک مرکزی جامع مسجد منگلا کالونی میں آپ تشریف لے آئے اس کلاس ون مسجد میں 23 جون 1975 کو آپ کی تعیناتی کا سرکاری آرڈر ہوا اس مسجد میں آپ خدمات کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر 1 ناظرہ قرآن کی تعلیم آپ نے ہزاروں واپڈا ملازمین اور ان کے بچوں کو مختلف کورس کی مدد سے ناظرہ قرآن حکیم پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔

نمبر 2 شعبہ حفظ آپ نے چالیس سے زائد طلباء کو حافظ قرآن بنایا۔

نمبر 3 درس نظامی کی تعلیم آپ کا محبوب مشغلہ درس نظامی کی تعلیم دینا ہے 260 طلباء کو مکمل عالم دین بنا چکے ہیں۔

نمبر 4 درس تفسیر قرآن آپ نے 14 کے عرصہ میں عوام میں اسلامی شعور بیدار کرنے کیلئے تفسیر قرآن کا درس مکمل کیا 8 سال کے عرصہ میں مشکوۃ شریف کا درس مکمل کیا۔ بخاری شریف کا درس بھی جاری رہا۔

آجکل دوبارہ عوام کیلئے درس قرآن کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔

تنظیمی و جماعتی خدمات مفتی صاحب کا ذہن تنظیمی اور جماعتی ہے مذہبی تنظیم جماعت اہلسنت کے ہمیشہ کارکن اور عہدے دار چلے آ رہے ہیں سنی کانفرنس ملتان، سنی کانفرنس رائیونڈ، یارسول اللہ ریلی اسلام آباد میں آپ کا مثالی کردار رہا۔

سماجی خدمات مفتی صاحب کا سماجی خدمات میں بھی اہم کردار رہا ہے مسلمانوں پر کوئی آفت مصیبت نازل ہو آپ سخت پریشان ہو جاتے ہیں اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کیلئے کمر ہمت باندھ لیتے

ہیں۔دریائے راوی کے سیلاب نے لاہور میں تباہی مچادی تو آپ نے کئی ٹرک سامان سے لدے ہوئے لاہور پہنچائے اور کارکنوں کے ہمراہ دشوار راستوں سے گزر مستحقین میں سامان اور نقدی رقوم تقسیم کیں۔

1992 کے سیلاب نے جب پنجاب کے کئی اضلاع کو اپنی لپیٹ میں لے لیا مفتی صاحب نے جماعت اہلسنت کے پلیٹ فارم پر 15 لاکھ سے زائد رقم لوگوں سے جمع کر کے سیلاب زدگان میں تقسیم کی۔

2005 میں جب آزاد کشمیر اور پاکستان کے کچھ علاقوں میں زلزلہ نے تباہی مچادی تو آپ نے ایبٹ آباد مظفر آباد راولاکوٹ دھیر باغ اور بجیرہ کے متاثرہ علاقوں میں دس لاکھ سے زیادہ مالیت کا سامان تقسیم کیا۔

جب ایران کے ایک صوبہ میں زلزلہ نے تباہی پھیلادی تو مفتی صاحب نے احباب کے تعاون سے 60 ہزار روپیہ ایرانی ایمبیسی اسلام آباد میں جمع کروایا۔

حالیہ 2010ء کے سیلاب نے جو کہ تاریخ پاکستان کا بدترین سیلاب ہے اس میں بھی ماہ رمضان کے دوران نوشہرہ، عیسی خیل، ڈیرہ اسماعیل خان، مظفر گڑھ، چارسدہ اور سندھ کے متاثرین سیلاب کے لئے آپ نے عوام سے چندہ کی مدد سے متعدد قافلے سامان خوردونوش کے ساتھ روانہ کئے اور متاثرین کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔

فتاوی جات مفتی صاحب نے اہل اسلام کی راہنمائی کے لئے فتوی جاری کرنے کا سلسلہ 1982ء سے شروع فرمایا اور باقاعدہ اس کا کورس کرنے کے بعد یہ سلسلہ شروع کیا۔ اس وقت تک 60,000 فتاوی جات جاری کر چکے ہیں جو کہ عبادات، معاملات، مناکحات، وراثت اور معاشیات کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ ہر فتوی میں آپ قرآن، حدیث اور کتب فقہ کے حوالہ جات ضرور پیش فرماتے ہیں۔

بدعقیدہ لوگوں کی مخالفت اور انکی اصلاح کی کوشش۔

حضرت قبلہ مفتی صاحب عقیدہ کے معاملہ میں بہت سخت ہیں۔اس موضوع پر کبھی آپ میں لچک اور نرمی نہ دیکھی گئی۔حق گوئی آپ کو سرشت میں عطا ہوئی ہے۔اور مرشد صادق نے اس میں پختگی پیدا فرما دی ہے۔آپ نے منافقین اور بدعقیدہ لوگوں کے خلاف ہمیشہ علم جہاد بلند کیا ہے۔اور اس سلسلہ میں کسی

نقصان کی کبھی پروا نہیں کی ہے۔ منگلا میں چند رافضی ملازمین کے لئے امام بارگاہ بنانے کی منظوری وفاقی وزیر نے دے دی تھی۔ مفتی صاحب نے وفاقی وزیر پانی و بجلی راجہ سکندر زمان سے ملاقات کر کے اس کے مستقبل میں ہونے والے نقصانات کا جائزہ پیش کیا۔ مرحوم راجہ سکندر مرحوم نے آپ کے دلائل کو قبول کرتے ہوئے امام بارگاہ کی منظوری کا آرڈر واپس لے لیا۔ بعدازاں اسی مکتبہ فکر کے ملازمین نے مسجد برائے فرقہ جعفریہ کے لئے منگلا کالونی میں D-18 کے متصل پلاٹ کو مختص کروالیا۔ مقامی انتظامیہ کو اس حوالے سے پورا پورا احساس تھا کہ منگلا ایک حساس ایریا ہے یہاں تفرقہ کی بنیاد رکھنا کسی طرح درست نہیں۔ مگر وہ اتھارٹی کا آرڈر ماننے پر مجبور تھے۔ مفتی صاحب نے لڑائی جھگڑا کے بجائے عدالت کی طرف رجوع کیا اور حکم امتناعی سب جج کی عدالت سے حاصل کیا۔ سیشن کورٹ میں اپیل کی گئی وہاں سے بھی حکم امتناعی قائم رکھنے کا فیصلہ ہوا حتی کہ ہائی کورٹ کے فل بنچ نے بھی حکم امتناعی قائم رکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس طرح منگلا میں شیعہ سنی تنازع پیدا کرنے کیلئے جو بنیاد رکھی جا رہی تھی وہ ہمیشہ کیلئے ختم ہوگئی۔

- ایک اور فرقہ نے منگلا کالونی میں بنگلہ C-1 کے گیراج کو مسجد کی شکل میں بدلنے کی ناجائز کوشش شروع کی تو مفتی صاحب نے کسی نفع نقصان کی پرواہ کئے بغیر مقامی انتظامیہ کو بار بار آگاہ کیا کہ اس غیر قانونی مسجد کو مسمار کیا جائے۔ کچھ عرصہ تک مقامی انتظامیہ نے اس مسجد کی تعمیر کو روکنے میں کردار ادا کیا کئی بار بنائی گئی دیواروں کو مسمار کیا لیکن ان اچھے اور جرأت مند افسران کے منگلا سے چلے جانے کے بعد معاملہ کی سنگینی کا احساس ختم ہوگیا اور کچھ نئے افسران مقامی انتظامیہ میں شامل ہوگئے جو کہ ایسی تنظیموں سے تعلق رکھتے ہیں جو ملک میں افراتفری پیدا کرنے کو اپنا مشن بنائے ہوئے ہیں انہوں نے اس جعلی مسجد کی تعمیر میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کی۔ نتیجہ یہ کہ اس فرقہ کے لوگوں نے ایک بورڈ مین روڈ پر نصب کر دیا چوری چھپے دیواریں کھڑی کر دیں، محراب بنا دیا۔ اس جعلی مسجد میں جمعہ شروع کر دیا تو مفتی صاحب نے چیئرمین واپڈا، صدر پاکستان اور وزیراعظم پاکستان کو صورت حال کی سنگینی پر مبنی خطوط لکھے اور اس جعلی مسجد کو روکنے کی درخواست کی اور متبادل تجویز بھی پیش کی۔ اسطرح فی الحال اس مسجد کا کام روک دیا گیا ہے۔ ابھی اس مسجد پر چھت نہیں ڈالی گئی ہے۔ امید ہے کہ واپڈا انتظامیہ اور حکومت پاکستان مفتی صاحب کے شرعی اور قانونی

جذبہ کی قدر کریں گے اور ملک وملت کی خیر خواہی کے حوالے سے اور ڈیم اور پاور ہاؤس کو محفوظ رکھنے کی نیت سے اس ''مسجد ضرار'' کی تعمیر ختم کروانے میں اور وہاں کے لوگوں کو مرکزی جامع مسجد میں نماز ادا کروانے میں کردار ادا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

دعا جو و دعا گو

خادم حسین مانؔ

10 رمضان المبارک 1431ھ

نگارش اولین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَهْدِيْهِ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ اِنَّ الصَّلٰوةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصَلِّيْ وَ نُسَلِّمُ عَلَى الرَّسُوْلِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ جَعَلَهُ اللّٰهُ اَوَّلَ الْخَلْقِ وَ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ وَرَسُوْلَ الثَّقَلَيْنِ وَرَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الرَّاشِدِيْنَ وَاَوْلِيَآئِهِ الْكَامِلِيْنَ وَعُلَمَآئِهِ الصَّالِحِيْنَ .

اَمَّا بَعْدُ

بندہ کو 2 تلامذہ کے ذریعے حضرت علامہ محمد اشرف سیلوی کا قلمی مسوّدہ تقریباً 6 ماہ قبل جواب لکھنے کی درخواست کے ساتھ دیا گیا جس کا مطالعہ کرنے کے بعد بندہ کی حیرت کی انتہاء نہ رہی علامہ نے رسول کریم ﷺ کے بارے اس مسوّدہ میں یہ موقف اختیار کیا کہ ''آپ ﷺ پیدائشی نبی نہیں ہیں'' اور یہ کہ ''آپ ﷺ چالیس

سال کے بعد غار حرا میں نبی بنائے گئے پہلے نبی نہ تھے' حتیٰ کہ موصوف نے اس مسودہ میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی رسول اکرم ﷺ پر جزوی فضیلت بھی تسلیم کر لی۔ علامہ نے اپنے نئے موقف کو ثابت کرنے کیلئے اس قدر محنت فرمائی کہ اس کی داد نہ دینا شاید مناسب نہ ہو، لیکن یہ محنت عظمت رسول اکرم ﷺ کیلئے نہیں بلکہ آپ ﷺ کی صفت کاملہ کی مخصوص وقت میں نفی کیلئے ہے لہٰذا علامہ کی یہ ساری کاوش اور محنت 'عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ☆ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً (الغاشیۃ:3،4) کام کریں مشقت جھیلیں، جائیں بھڑکتی آگ میں (ترجمہ اعلیٰ حضرت) کے زمرہ میں آتی ہے اور اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (الکہف 104): "یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جدو جہد دنیا کی زندگی میں ہی برباد ہو گئی اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم بڑے اچھے کام انجام دے رہے ہیں" کے دائرہ میں صاف دکھائی دے رہی ہے۔

علامہ سلوی کے دلائل کا انبار دیکھ کر یہ محسوس ہونے لگا تھا کہ ان کا جواب لکھنا اور اصل حقیقت سے پردہ اٹھانا بندہ کے بس میں نہیں ہے حتیٰ کہ ایک پریشانی لاحق ہوگئی کہ جواب نہ دیا جائے تو قوم کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہے اور جواب دیا جائے تو اس کیلئے عقلی ونقلی دلائل کی ضرورت ہے جو کہ فی الوقت میسر نہ تھے دیگر تبلیغی مشاغل و تدریسی مصروفیات کے باعث دلائل کی تلاش کیلئے وقت میسر نہ تھا۔ ایک رات خواب میں ایک خوش پوش سفید ریش بزرگ سے ملاقات ہوئی انہوں نے فرمایا

''محمد اشرف کا نظریہ باطل ہے جواب لکھو۔ انشاء اللہ آپ پر اللہ کا فضل اور رسول کریم ﷺ کی نگاہ کرم ہوگی، اور جواب دینے میں آسانی پیدا ہوگی''

اسے غیبی اشارہ سمجھتے ہوئے اسی وقت بیدار ہوا، وضو کیا نماز تہجد ادا کی اور جواب لکھنا شروع کیا اور اس خواب کی صداقت کا اظہار یوں ہوا کہ نماز فجر تک 22 صفحات مکمل ہوگئے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ ۔

اس کے بعد مسوّدہ کے مندرجات لکھنے کا سلسلہ جاری رہا 200 کے قریب صفحات کی کمپوزنگ بھی ہو چکی تھی کہ اڑتی ہوئی کانوں میں آواز پہنچی کہ علامہ سلوی صاحب نے اپنے باطل نظریہ سے (علمائے بھیرہ کے کہنے پر) رجوع فرما لیا ہے لہٰذا جواب کی طباعت کا سلسلہ اس رجوع کی خوشی میں روک دیا گیا بعد ازاں مجلّہ ''سوئے حجاز'' کا مطالعہ کیا تو احساس ہوا کہ رجوع کا صرف شوشہ تھا علامہ سلوی نے رجوع نہیں کیا تھا بلکہ علمائے کرام کا تمسخر اڑایا تھا۔

دوبارہ جواب طباعت کرانے کا ارادہ بنا تو خفیہ اطلاع یہ پہنچی کہ علامہ صاحب کی اس موضوع پر کتاب بہت جلد زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر مارکیٹ میں آرہی ہے، چنانچہ مطبوعہ کتاب کے انتظار میں قلمی مسوّدہ کا جواب پھر معرضِ التواء میں پڑ گیا۔ بالآخر جون 2010ء کے وسط میں علامہ سلوی صاحب کی کتاب بنام ''تحقیقات'' بندہ کو پہنچائی گئی تو معلوم ہوا کہ قلمی مسوّدہ اور ''تحقیقات'' میں بہت فرق پایا گیا، ترتیب بھی بدل دی گئی، ترتیب بدل دینا تو خیر مصنف کی صوابدید ہوتی ہے مگر دونوں میں واضح تضادات بھی پائے

گئے۔

مثلاً:۔ قلمی مسوّدہ میں دو نبوتیں اور دو رسالتیں کے قول کو اس دلیل کے ساتھ باطل قرار دیا ہے کہ اس طرح تحصیل حاصل لازم آتی ہے اور تحصیل حاصل باطل ہے لہٰذا ملزوم بھی باطل ہے۔

یعنی پہلے نبوت موجود ہو اور دوبارہ نبوت عطا کی جائے یہ قول باطل ہے۔

لیکن تحقیقات کے صفحہ 209 سے 210 تک دو نبوتوں کے قول کو درست تسلیم کر لیا۔ البتہ تحصیل حاصل سے بچنے کیلئے پہلی نبوت اور دوسری نبوت میں فرق کرنے کی سعی کی گئی۔

میں کہتا ہوں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ علامہ منطقی نے کسی طرح حضور ﷺ کی 40 سال سے پہلے نبوت کو تسلیم تو کر لیا۔

بندہ کو "تحقیقات" حاصل ہوئی۔ 17 جون 2010ء کو اسلام آباد سے براستہ ریاض دربار رسالت مآب مدینہ منورہ کی حاضری کا پروگرام بن چکا تھا قلمی مسوّدہ کا جواب اور کتاب "تحقیقات" اپنے ساتھ لیں اور مدینۃ النبی میں آ گیا۔

یہاں سوا لاکھ مرتبہ درود پاک کا نذرانہ پیش کرنے کا ارادہ لیکر آیا تھا، دلائل الخیرات کا ایک حزب پڑھنے کا معمول، ایک قرآن مجید مکمل دربار آقا کے سامنے پڑھنے کی نیت و دیگر اشغال نے ''تحقیقات'' کا مطالعہ کرنے میں رکاوٹ پیدا کر دی۔

مزید برآں یہ کہ یہاں اپنے پاس کوئی کتاب نہ تھی، اچانک مسجد نبوی شریف کے ''باب العتیق'' کے پاس سے گذرتے ہوئے ''مکتبہ المسجد النبوی الشریف'' کا بورڈ نظر آیا، اندر گیا تو بے شمار کتب کا ذخیرہ نظر آیا۔ علامہ سِلوی نے جن کتب کا اپنی تحقیقات میں حوالہ دیا تھا تقریباً وہ تمام کتب اس مکتبہ میں موجود پائیں۔

کچھ مطالعہ کے بعد رات ساڑھے دس بجے لائبریری کے بند ہو جانے کا وقت ہو گیا۔ تو بندہ باہر نکلا لائبریری سے ہی ایک مولانا صاحب باہر نکلے ملاقات ہوئی انہوں نے اپنا اسم گرامی محمد شریف بتایا وہ 25 پچیس سال سے مدینہ منورہ میں بمعہ اہل و عیال مقیم ہیں، فقیہ اعظم حضرت علامہ مولانا نور اللہ بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص ہیں

، دوران گفتگو پتہ چلا کہ علوم وفنون، صرف ونحو کے قواعد، علم معانی، علم البیان اور علم البدیع کے اصول خوب جانتے ہیں۔

میں نے انہیں بتایا کہ علامہ اشرف سِلوی کی کتاب کا جواب لکھنا چاہتا ہوں اسلئے مکتبہ میں مطالعہ کیلئے بیٹھا تھا انہوں نے اصرار کیا کہ ابھی میرے ساتھ کھانا تناول کریں وہاں اس موضوع پر تفصیل سے بات بھی ہوگی۔

تقریباً دو گھنٹے ان کے گھر کھانے کے بعد اس موضوع پر تفصیلی گفتگو ہوئی، مولانا محمد شریف مدنی صاحب کو محمد اشرف سِلوی کے باطل نظریہ کا پہلے سے علم تھا دوران گفتگو ایک مرتبہ سخت جلال میں فرمانے لگے۔

"مفتی صاحب! آپ جواب ضرور لکھیں، اللہ آپ کو اجر دیگا، اللہ عوام کو نئے فتنہ سے بچائے گا لیکن علامہ محمد اشرف سِلوی بھٹک چکا ہے وہ عقلی گھوڑے پر سوار ہو گیا ہے جو اسے سیدھا جہنم میں گرائے گا، اب علامہ سِلوی سیدھا نہیں ہوگا"۔

میں نے مولانا محمد شریف سے گذارش کی کہ یہ جملہ تبدیل کریں، علامہ محمد اشرف کی ہدایت کیلئے دعا فرمائیں کیونکہ ہم مدینۃ

النبی میں ہیں گنبد خضراء ہمارے سامنے ہے۔ وہ فرمانے لگے جاہل بگڑ جائے تو اس کے راہ راست پر آنے کی امید کی جا سکتی ہے، لیکن علامہ بگڑ جائے تو وہ کبھی سیدھا نہیں ہوتا اسے اپنے عقلی دلائل کا گھمنڈ ہوتا ہے، جس طرح کسی زمانہ میں اشرف علی تھانوی بگڑا جبکہ وہ خود ولی کی دعا سے پیدا ہوا تھا۔ ''نشر الطیب'' اور ''کرامات اولیاء'' جیسی کتب اس نے تحریر کیں لیکن ''حفظ الایمان'' سہ ورقی رسالہ میں آقا کریم ﷺ کے علم مبارک کو جانوروں کے علم سے تشبیہ دے کر اپنے تمام اعمال صالحہ پر پانی پھیر دیا۔ اور زندگی بھر توبہ کی توفیق نہ ملی۔

اس کے باوجود بندہ نے مولانا محمد شریف صاحب کو مجبور کیا اور ہم دونوں نے آقا کریم ﷺ کے دربار گہر بار کے سامنے علامہ محمد اشرف سیلوی کی ہدایت، توبہ اور سچے رجوع کیلئے دعا کی۔

اللہ کے فضل و کرم اور رسول اکرم ﷺ کی رحمت و برکت سے آج بروز جمعرات 24 جون 2010ء کو علامہ سیلوی کی تحقیقات جعلیہ کا نکتہ بہ نکتہ، جملہ بہ جملہ، حرف بہ حرف

جواب تحریر کرنے کا آغاز کر رہا ہوں، گنبد خضراء کے نورانی نظارے میرے سامنے ہیں اُنہی کو دیکھتے ہوئے حلفاً کہتا ہوں کہ مقصد اس جواب سے علامہ سِلوی کی توہین کرنا نہیں بلکہ حتی المقدور اصلاح کرنا ہے، تاہم دورانِ تحریر اگر کوئی جملہ عدم توجہ کے باعث علامہ صاحب کی توہین بن جائے تو پیشگی موصوف سے معذرت طلب کر لیتا ہوں۔ ایسا اس لئے ممکن ہے کہ معاملہ عقائد کا ہے فقہی مسائل کا نہیں۔

سیالوی کی بجائے ''سلوی'' لکھنے کی وجوہات:

نیز علامہ صاحب کو میں سیالوی کی جگہ سِلوی لکھوں گا جس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ کہ علامہ صاحب مدت ہوئی ''سیال شریف'' چھوڑ چکے ہیں، جبکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ''سِلّانوالی'' علامہ کا آبائی گاؤں اور قصبہ ہے۔ اسی ''سِلّانوالی'' کی نسبت کی وجہ سے آپ کو سِلوی لکھنا ہی موزوں اور مناسب ہے۔

دوسری وجہ کہ سیالوی حضرات پاکستان کے ہر صوبہ میں بلکہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں جو کہ علامہ صاحب کے نظریہ سے متفق

نہیں ہیں، علامہ صاحب کو بار بار سیالوی لکھنے سے ان کی دل آزاری ہوسکتی ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ بار بار سیالوی لکھنے سے ممکن ہے حضور شمس العارفین اور حضور قمر الملّۃ والدّین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی ارواح طیبہ کو بھی تکلیف پہنچے کہ علامہ محمد اشرف نے سیالوی کہلاتے ہوئے کیا گُل کھلا دیئے ہیں۔

لہٰذا علامہ صاحب سے معذرت طلب کرتا ہوں کہ انہیں بجائے سیالوی کے سِلوی (SILVI) لکھوں گا۔

میں نے اس جواب کا نام "تجلیات علمی فی رد تحقیقاتِ سلوی" المعروف "پیدائشی نبی" رکھ دیا ہے۔ اس کی انشاء اللہ دو جلدیں ہوں گی۔ جلد اول اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کے ہاتھوں میں ہے جس میں "تحقیقات" کے اکثر شکوک و شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔ دوسری جلد بھی مناسب وقت تک انشاء اللہ طبع ہو کر عوام تک پہنچ جائیگی جس میں بقیہ شبہات کا ازالہ اور کتاب کے موضوع کے حوالے سے تفصیلی بحث شامل ہو گی۔ وَاللہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ وَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْل

کتاب کی ترتیب

کتاب (جلد اول) کی ترتیب مقدمہ کے بعد کل چار ابواب ہونگے۔

باب اول :۔ **ازلی و پیدائشی نبوت پر قرآنی آیات سے استدلال۔۔**

باب دوم :۔ **پیدائشی نبوت کے خلاف علامہ سلوی کے باطل استدلالات۔**

باب سوم :۔ **ازلی اور پیدائشی نبی ہونے پر احادیث سے دلائل۔**

باب چہارم :۔ **علامہ سلوی کی کتاب "تحقیقات" پر تفصیلی تبصرہ**

تمہیدی 5 مقدمات

رسول کریم ﷺ میں اعلیٰ درجہ کی بشریت، کمال درجہ کی نورانیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (المائدة:15) قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ (الکہف:110) دونوں کلام الٰہی کا حصہ ہیں، لیکن حقیقت محمدیہ علی صاحبها الصلوٰة تک کسی کی رسائی ممکن نہیں۔ آقا کریم ﷺ نے سفر و حضر، احد و بدر، ثانی غار اور ثانی قبر و حشر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صاف الفاظ میں فرما دیا تھا۔

والذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقة غیر ربی

(حجۃ اللہ علی العالمین: صفحہ:50)

''ابو بکر رضی اللہ عنہ میری حقیقت میرے رب کے سوا کوئی پہچان نہ سکا'' جب ایسا جانثار آپ کی حقیقت کو نہ جان سکا تو ما و شما کس زمرہ میں آتے ہیں؟

ما عرفنا نے چھپا رکھی ہے عظمت تیری
قاب قوسین سے کھلتی ہے حقیقت تیری

دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو تعلیم دینے کے نظریہ سے دیکھنا چاہیئے۔ اور واقعات میں کمی ونقصان کے ہر پہلو سے پہلو تہی کرنا ضروری ہے۔

وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ (البقرۃ)

اور وہ تمہیں تعلیم دیتے ہیں جو تم نہیں جانتے۔

فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ (مسلم)

بے شک وہ جبریل تھے تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

تیسرا مقدمہ یہ ہے کہ آپ ﷺ ہر صفتِ کمال کے ساتھ متصف ہیں بلکہ کسی صفت کو کمال آپ کی صفت بننے کی وجہ سے حاصل ہوا۔ حدیث لولاک مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

چوتھا مقدمہ یہ ہے کہ تمام انبیاء علیھم السلام کے جملہ کمالات میں سے ہر کمال خداوند عالم نے امام الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے ﷺ میں جمع فرما دیا ہے۔ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ کا آپ مظہر اتم اور مصداق اعظم ہیں۔

پانچواں مقدمہ یہ ہے کہ امتی اور غلام کو چاہیئے کہ اپنے آقا کریم ﷺ میں تمام صفات کمالیہ ثابت کرنے کے تمام عقلی ونقلی دلائل کا سہارا

لے اور پوری ہمت لگا دے اور طاقت صرف کر دے ذرہ بھر کوتاہی نہ کرے اور عظمت و شان رسول ﷺ کے سامنے عقلی گھوڑا کم دوڑائے لگام تھام کر رکھے عشق و محبت کے جذبات ابھارنے کی کوشش کرے اور حضور ﷺ کے بارے پبلک کو ایسی باتیں بتائے جن سے عوام کی وارفتگی کے جذبات میں اضافہ ہو اور ایسی باتیں بتانے سے گریز کرے۔ (خواہ وہ بالکل درست ہوں) جن کو سن کر عوام کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔

عقل قربان کن بہ پیش مصطفےٰ ﷺ

یہ پانچوں مقدمات علم عقائد اور علم اخلاق کی کتب سے بآسانی دیکھے اور پڑھے جا سکتے ہیں۔

حسن ترتیب

پہلا باب

ازلی و پیدائشی نبوت پر قرآنی آیات سے استدلال۔

پہلی قرآنی آیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ

(آل عمران: 81)

اور (اے حبیب ﷺ وہ وقت یاد کریں) جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول ﷺ تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو

گے، فرمایا کیا تم نے اِقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا ہم نے اِقرار کرلیا، فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

تفسیر:

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام کے متعدد اور مختلف اقوال ہیں۔ یہ کونسا میثاق ہے؟ اور کب لیا گیا؟

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''روح المعانی'' میں اس کے متعلق تفصیل سے بیان فرمایا ہے اس میں سے کچھ حصہ ایمان کی تازگی کیلئے بمعہ عربی عبارت پیش کیا جاتا ہے۔ علامہ آلوسیؒ نے ابن جریرؒ کے حوالے سے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے یہ روایت نقل فرمائی

لم یبعث اللہ تعالیٰ نبیاً آدم فمن بعدہ إلا أخذ علیہ العھد فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لئن بعث وھو حی لیؤمنن بہ ولینصرنہ ویأمرہ فیأخذ العھد علی قومہ ثم تلا الآیۃ

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد کسی نبی کو مبعوث نہ فرمایا مگر سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے عہد لیا

کہ اگر وہ ان کی حیات میں مبعوث ہوں تو ضرور آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی نصرت کریں گے اور انبیاء علیھم السلام کو حکم دیا کہ وہ یہی عہد اپنی قوم سے بھی لیں گے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مذکور تلاوت فرمائی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر پہلی امتوں سے بھی آقا ﷺ کے بارے عہد لیا گیا تھا تو اس آیت کریمہ میں تو میثاق النبیین کیوں کہا اُمتوں کے میثاق کا ذکر کیوں نہ کیا؟ علامہ سید آلوسیؒ نے اس کے دو جواب دیئے ہیں۔

پہلا جواب

لأنهم معلومون بالطريق الأولى

خلاصہ جواب یہ ہے کہ جب انبیاء علیھم السلام سے رسول کریم ﷺ کے بارے عہد لیا گیا حالانکہ وہ انبیاء علیھم السلام میں تو بطریق اولیٰ معلوم ہو گیا کہ ان کی امتوں میں سے بھی یقیناً عہد لیا گیا ہے۔

دوسرا جواب:

أو لأنه استغنى بذكر النبيين عن ذكرهم

خلاصہ مفہوم یہ کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ذکر نے ان کے ذکر سے بے نیاز کر دیا۔

وہ مراد ہیں مگر ان کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

پہلے جواب اور دوسرے جواب میں فرق یہ ہے کہ پہلے جواب کا مطلب یہ ہے کہ امتوں کا ذکر نہیں کیا گیا البتہ معلوم ہو گیا کہ وہ بھی مراد ہیں۔

دوسرے جواب کا مطلب یہ ہے کہ امتوں کا ذکر ہونا تھا مگر انبیاء علیہم السلام کے ذکر نے ان کے ذکر سے بے نیاز کر دیا۔

پھر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو علم تھا کہ انبیائے کرام رسول اعظم ﷺ کے ظہور اور بعثت کا زمانہ نہیں پائیں گے تمام پردہ پوش ہو چکے ہونگے پھر انبیائے کرام علیہم السلام سے یہ عہد کیوں لیا؟

اور اسے اتنا پختہ کیوں کیا؟ اور عہد سے پھر جانے والے کو شدید دھمکی کیوں دی؟ علامہ سید آلوسی بغدادیؒ نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے کلام کے حوالے سے جواب دیا۔

لما فيه مع ما علمه الله تعالى من التعظيم له صلى الله عليه وسلم والتفخيم ورفعة الشأن والتنويه بالذكر ما لا ينبغي إلا لذلك الجناب

اللہ سبحانہ کے علم کے باوجود کہ انبیائے کرام علیہم السلام آپ کے ظہور کا زمانہ نہ پائیں گے یہ پختہ عہد ان سے لیا اس میں آپ ﷺ کی تعظیم، تفخیم اور رفعت شان، آپ کے ذکر کی اہمیت، جو آپ ﷺ کے علاوہ کسی کے لائق نہیں۔

عالم خارج میں عہد:

ایک سوال ہے کہ یہ عہد کہاں اور کس طرح لیا گیا۔ کیا یہ عہد عالم ارواح میں لیا گیا یا انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں سے عالم خارج میں لیا گیا؟

(عالم خارج سے مراد یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ظاہری حیات میں عالم اجسام کے اندر ان سے عہد لیا گیا)

تو علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں۔

وتعظم الفائدة إذا كان ذلك الأخذ عليهم في كتبهم لا في عالم الذر فإنه بعيد

فائدہ میں عظمت تب ہوگی جب کہ یہ عہد لینا اُن کی کتب میں ہو(یعنی عالم خارج میں) نہ کہ عالم ذرّ میں یہ عالم ذرّ والا قول عقل وادراک سے بہت دور ہے۔ (عالم ذر سے مراد ہے پشت سیدنا آدم علیہ السلام سے ان کی اولاد کو بیک وقت نکالنا اور ان سے اپنی توحید کا عہد لینا رسول کریم ﷺ نبوت کا عہد اس وقت نہیں لیا گیا بلکہ اس کیلئے الگ وقت مقرر فرمایا گیا)

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مطلقہ:

ایک سوال ذہن میں آسکتا ہے کہ آقا کریم ﷺ کی نبوت مطلقہ ہے یا وقت کے ساتھ مقیّدہ ہے؟ نیز آپ کی رسالت اور دیگر انبیاء و رسل علیہم السلام کی رسالت میں کیا فرق ہے؟

تو علامہ آلوسیؒ نے اس کا جواب یوں دیا۔

ومن هنا ذهب العارفون إلى أنه صلى الله عليه وسلم هو النبي المطلق والرسول الحقيقي والمشرع الاستقلالي، وأن من سواه من الأنبياء عليهم الصلاة والسلام في حكم التبعية له صلى الله

علیہ وسلم

اس آیت اور اس کی تفسیر کے حوالے سے اہل معرفت کا یہ نظریہ ہے کہ آپ ﷺ النبی المطلق، رسول حقیقی اور مستقل شارع ہیں اور آپ کے ماسوا انبیاء کرام علیھم السلام آپ کے تابع ہیں۔

تفسیری فوائد:

علامہ آلوسیؒ کے بیان کی روشنی میں مذکورہ آیت کریمہ سے درج ذیل فوائد روزِ روشن کی طرح سامنے آگئے:۔

نمبر 1:۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اعظم ﷺ کے بارے میں تمام انبیائے کرام علیھم السلام اور ان کی امتوں سے عہد لیا۔

نمبر 2: یہ عہد بذریعہ کتب عالم خارج میں لیا گیا نہ کہ عالم ارواح میں۔

نمبر 3:۔ اس عہد کا مقصود تعظیم مصطفیٰ ﷺ تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ انبیائے کرام علیھم السلام اور ان کی امتیں آپ ﷺ کے ظہور کا زمانہ نہ پائیں گے۔

نمبر 4:۔ آپ ﷺ نبی مطلق ہیں اور آپ کی نبوت مطلقہ ہے کسی

وقت کے ساتھ مقیّد نہیں۔ جب سے آپ کا وجود ہے اسی وقت سے آپ کی صفت نبوت ہے۔ اور اسی معنی میں آپ رسول حقیقی ہیں اور مستقل شارع ہیں۔ باقی انبیاء علیھم السلام کی نبوت آپ کی نبوت کے تابع ہے۔ وہ آپ ﷺ کی نیابت میں اپنے اپنے دور میں فرائض نبوت سرانجام دیتے رہے لہذا آپ کی نبوت دیگرانبیاء علیھم السلام سے پہلے نبوت مطلقہ اور رسالت حقیقیہ ہے۔

نمبر 5:۔ جب عارفین کے مطابق آپ ﷺ کی نبوت و رسالت حقیقیہ اور باقی انبیاء علیھم السلام کی نبوت تابع ہے تو واضح ہے کہ

لَا یُمْکِنُ اِیجَابُ التَّابِعِ بِدُونِ الْمَتْبُوعِ

(تحفۃ المحتاج فی شرح المنھاج)

تابع تابع ہونے کی حیثیت میں متبوع کے بغیر نہیں پایا جاسکتا۔

وھذا صریح أن نبوته ظهرت في الوجود العيني قبل نبوة آدم وغيره، وأن الملائكة لم تعرف نبياً قبله، وأنه النبي المطلق وسائر الأنبياء عليهم السلام خُلفائهُ (ونوابه) والشرائع شريعته ظهرت على لسان كل نبي بقدر استعداد

أهل زمانه فهو أبو الأنبياء وآخرهم (الشيخ يوسف النبهاني جواهر البحار)

خلاصہ مفہوم یہ کہ آپ ﷺ کی نبوت عالم خارج میں شروع سے چلی آ رہی ہے اور تمام انبیاء آپ کی نیابت میں اپنے اپنے دور کام کرتے رہے ہیں۔ آپ نبی مطلق ہیں ملائکہ آپ سے پہلے کسی کو بطور نبی نہ پہچانتے تھے۔

يقول العارف بالله محيي الدين بن عربي وكيف لا وهو رسول الرسل الداعين الخلق إلى الله تعالى القائمين بالنيابة عنه بتبليغ الأحكام التي شرعها الله تعالى لهم

(الشيخ يوسف النبهاني جواهر البحار في فضائل النبي المختار ج3ص. 359)

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ رسولوں کے رسول ہیں سب رسول آپ کے نائب ہیں۔

الشیخ الاکبر ابن عربی مزید فرماتے ہیں

"الحاجب هو الشارع في الأمة، ومن خلال شرعه تدخل الأمة على الله فالأنبياء كلهم حجبة، ومحمد هو حاجب الحجاب، لعموم رسالته دون سائر الأنبياء

والأنبياء حجبته على أممهم من آدم إلى آخر نبي ورسول"

(الشیخ ابن عربی الفتوحات المکیۃ ج 1 ص 243)

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر نبی اپنی امت کیلئے حاجب (واسطہ) کی حیثیت رکھتا ہے جب کہ ہمارے رسول تمام انبیاء علیہم السلام کیلئے بھی حاجب ہیں۔

تو انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت کا عالم خارج میں وجود اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت عالم خارج میں پہلے سے موجود ہے۔

علامہ سیلوی کا رد بلیغ:

علامہ آلوسیؒ کے بیان کی روشنی میں علامہ سیلوی کے نظریہ کا واضح طور پر بطلان ظاہر ہوگیا۔ علامہ سیلوی نے ''تحقیقات'' میں جگہ جگہ لکھا کہ رسول کریم ﷺ بوقت پیدائش نبی نہیں تھے۔ چالیس سال تک آپ ﷺ نبی نہیں تھے جبکہ علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نبی مطلق ہیں، رسول حقیقی ہیں اور مستقل شارع ہیں۔ اور علامہ آلوسیؒ کا یہ

فرمانا کہ انبیائے کرام علیھم السلام سے آپ کے بارے عہد لیا جانا خالص آپ کی تعظیم اور رفعت شان کیلئے ہے لہذا علامہ سید آلوسیؒ کا نظریہ علامہ سِلوی کے سخت خلاف ہے اور علامہ کے باطل نظریہ پر ضربِ کاری ہے۔

کیونکہ علامہ سِلوی آپ ﷺ کو نبی مطلق اور رسول حقیقی تو مانتے ہیں جبکہ باقی انبیاء علیھم السلام کو تابع نبی نہیں مانتے ہیں ۔ جبکہ جملہ انبیاء کی نبوت سے پہلے آقا کریم ﷺ کی نبوت موجود ہے بلکہ ہر زمانہ میں عالم خارج میں آقا کریم ﷺ کی نبوت موجود ہے۔

اس آیت کریمہ میں ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ جو فرمایا اس میں چند اُمور قابل توجہ ہیں :۔

نمبر 1 :۔ ''ثم'' تراخی کیلئے ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس نبی اور رسول کے بارے عہد لیا گیا اس کی نبوت و رسالت پہلے سے موجود ہے ۔ البتہ اس کی تشریف آوری بعد میں ہو گی اس میں آپ ﷺ کی تعظیم و تفخیم کے کئی پہلو ہیں :

مثلاً آپ ﷺ کی تشریف آوری بطور "رسول" ہوگی اور یہ کہ اس وقت کوئی نبی ورسول موجود نہ ہوگا۔ اس اعتبار سے آپ آخری نبی ورسول ہونگے آپ کے بعد کوئی نبی ورسول نہ ہوگا۔

نمبر 2:۔ "ثُمَّ جَاءَ کُمْ رَسُوْل" کا لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ اس ہستی کو منصب رسالت پہلے سے عطا فرمودہ ہے اب تو صرف ظہور قدسی ہے اور آپ ﷺ کے رسول ہونے کی صفت اس قدر مضبوط اور پختہ ہے کہ آپ کی جلوہ گری براہ راست اسی صفت کے حوالے سے بیان کی جارہی ہے۔

نمبر 3:۔ آپ ﷺ کا ظہور بطور رسول دیگر قرآنی آیات سے بھی ثابت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

(التوبۃ: 128)

بیشک تمہارے پاس تم میں سے رسول ﷺ وسلم تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف ومشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا)

ہے۔(اے لوگو) وہ تمہارے لئے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لئے نہایت (ہی) شفیق بیحد رحم فرمانے والے ہیں۔

نمبر 4:۔آپ ﷺ کی تشریف آوری لفظ نور کی صفت کے ساتھ یوں بیان فرمائی۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

(المائدة:15)

بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے شان والا نور (یعنی حضرت محمد ﷺ) آ گیا ہے اور ایک روشن کتاب (یعنی قرآن مجید)

ظہورِ کلامِ الٰہی:

مفسرین کرام کے مطابق نور سے مراد حضرت محمد مصطفٰے ﷺ ہیں اور روشن کتاب سے قرآن مجید ہے۔ جس طرح قرآن مجید کا ظہور غار حرا سے ہوا مگر اس کا وجود پہلے سے ہے اسی طرح اس نور کا ظہور 12 ربیع الاول کی سہانی صبح کو ہوا مگر یہ نور تو سب سے پہلے مخلوق اور موجود ہوا۔

چشمِ ہستی صفت دیدہ اعمیٰ ہوتی

دیدہ کن میں اگر نور نہ ہوتا تیرا

اسی طرح آقا کریم ﷺ کی بطور برہان (دلیل اور معجزہ) جلوہ گری کو یوں بیان فرمایا۔

یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا (النساء: 174)

اے لوگو بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے دلیلِ قاطع آ گئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف (اسی کے ساتھ قرآن کی صورت میں) واضح اور روشن نُور (بھی) اتار دیا ہے۔

برہان بھی ہمارے آقا کریم ﷺ کی صفت ہے۔

تو جس طرح برہان آپ کو پہلے بنایا بطور برہان آپ ﷺ کا ظہور بعد میں ہوا۔ نور آپ کو پہلے بنایا ظہورِ نور بعد میں ہوا۔ یونہی آپ کو رسول پہلے بنایا گیا تشریف آوری بعد میں ہوئی۔

جس طرح یہ کہنا لغو اور غلط ہے کہ آپ چالیس سال کے بعد نور

بنے اور چالیس سال کے بعد آپ کو برہان بنایا گیا۔ اسی طرح یہ کہنا بھی لغو اور غلط ہے کہ آپ کو چالیس سال بعد رسول بنایا گیا بلکہ حق یہ ہے کہ رسول آپ ﷺ پہلے سے ہیں البتہ جلوہ گری اور ظہور بعد میں ہوا۔

82/81 آیت سے موقف سلوی کا جنازہ:

''جامع البیان فی تاویل القرآن'' المعروف تفسیر طبری تصنیف ابو جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی 310ھ نے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 81 کی تفسیر میں یوں ارشاد فرمایا

عن أبي أيوب، عن علي بن أبي طالب قال لم يبعث الله عز وجل نبيًّا، آدمَ فمن بعدَه إلا أخذ عليه العهدَ في محمدلئن بعث وهو حيّ ليؤمنن به ولينصرنّه ويأمرُه فيأخذ العهدَ على قومه، فقال وإذ أخذ الله ميثاق النبيين لما آتيتكم من كتاب وحكمة

سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 82 کی تفسیر میں فرمایا

فمن تولى عنك، يا محمد، بعد هذا العهد من جميع الأمم فأولئك هم الفاسقون هم العاصون في الكفر.

فائدہ:

آیت نمبر 81 کی تفسیر میں جو کچھ فرمایا اس کا مفہوم وہی ہے جو علامہ سید محمود آلوسیؒ بغدادی کی تفسیر ''روح المعانی'' میں بیان ہوا۔

آیت نمبر 82 میں جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ اے محمد ﷺ تمام اُمتوں میں سے جو اس پختہ عہد سے پھر گئے وہ لوگ فاسق ہوں گے یعنی کفر میں نافرمان شمار ہوں گے۔

''الدر المنثور فی التفسیر بالماثور'' تصنیف علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتولد 849ھ المتوفی 911ھ نے مذکورہ آیت کی وہی تفسیر بیان فرمائی جو علامہ آلوسی اور ابو جعفر الطبری نے بیان فرمائی ہے۔

تفسیر ''کشاف'' عن حقائق غوامض التنزیل و عیون الاقاویل فی وجوہ التاویل تصنیف امام ابو القاسم جار اللہ محمود بن عمر بن محمد الزمخشری المتولد 467ھ المتوفی 538ھ نے ارشاد فرمایا۔

ما مصدرية، والفعلان معها أعني "آتيتكم" و"جاءكم" في معنى المصدرين، واللام داخلة للتعليل على معنى

أخذ الله ميثاقهم لتؤمنن بالرسول ولتنصرنه ، لأجل أني آتيتكم الحكمة ، وأن الرسول الذى آمركم بالإيمان به ونصرته موافق لكم غير مخالف

''ما'' مصدریہ ہے اور دونوں فعل ''اتیتکم'' اور ''جآء کم'' مصدر کے معنی میں ہیں اور ان پر داخل لام علت بیان کرنے کیلئے ہے معنی یہ ہے کہ :۔

اللہ تعالیٰ نے اُن انبیاء علیہم السلام سے پختہ عہد لیا کہ وہ اس خاص رسول پر ایمان لائیں گے اور اس کی نصرت کریں گے کیونکہ میں نے تم کو حکمت عطا فرمائی ہے۔اور جس رسول پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا حکم دے رہا ہوں وہ تمہارے موافق ہے مخالف نہیں۔

تفسیر ''مظہری'' جلد اول صفحہ 498 قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے چند متفرق ارشادات سورۃ ''آل عمران'' کی آیت نمبر 81 کی تفسیر میں نقل فرمائے ملاحظہ فرمائیں۔

قيل المراد بالرسول محمد صلى الله عليه

وسلم خاصہ. کہا گیا ''ثم جاء کم '' میں رسول سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور خاص آپ ہی مراد ہیں۔

هو المستفاد من قول عمر و قول علي و ابن عباس وجاز ان يكون تخصيص العهد بمحمد لاظهار فضله

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ارشادات سے یہی مستفاد ہے اور ممکن ہے کہ عہد کی تخصیص مصطفیٰ ﷺ سے لئے آپ کی فضیلت کے اظہار کیلئے ہو۔ آپ فرماتے ہیں.

هذا صريح في ان الميثاق كان على النبيين والامم اجمعين واكتفى بذكر المتبوعين عن الاتباع

یہ صریح ہے کہ میثاق انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی تمام امتوں سے لیا گیا ہو البتہ متبوعین (انبیاء) کے ذکر نے اتباع (امتوں) کے ذکر سے بے نیاز کر دیا۔

''فتح البیان فی مقاصد القرآن'' جلد اول زیر آیت مذکورہ جناب ابو الطیب صدیق بن حسن بن علی الحسین القنوجی البخاری

رحمۃ اللہ علیہ المتولد 1248ھ المتوفی 1357ھ میں یوں لکھا ہے۔

اذكر يا محمد لهم وقت أن قبل الله الميثاق المأخوذ على جميع الأنبياء أنهم مهما آتيناهم من كتاب وحكم ونبوة، ثم جاء هم رسول مصدق وموافق لما معهم، وهو خاتم الأنبياء والمرسلين محمد صلّى اللّه عليه وسلّم الذى ذكر فى التوراة والانجيل

اے پیارے محمد ﷺ وہ وقت ان کیلئے یاد کرو جب تمام انبیاء علیھم السلام سے عہد لیا گیا تھا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت اور نبوت عطا کروں پھر ان کے پاس نشان والا رسول آجائے جو ان کے پاس کی چیز کی تصدیق کرنے اور موافقت کرنے والا جو خاتم الانبیاء والمرسلین محمد ﷺ ہے وہ رسول جس کا ذکر تورات اور انجیل میں ہے۔

"التفسير المنير فى العقيدة والشريعة والمنهج" للدکتور وهبۃ بن مصطفیٰ الزحیلی نے بھی معمولی فرق کے ساتھ اسی طرح کی تفسیر کی ہے

اذکر یا محمد لهم وقت أن قبل اللّٰه المیثاق المأخوذ علی جمیع الأنبیاء أنهم مهما آتیناهم من کتاب وحکم ونبوة، ثم جاء هم رسول مصدق وموافق لما معهم، وهو خاتم الأنبیاء والمرسلین محمد صلّی اللّٰه علیه وسلّم لتؤمنن به ولتنصرنه لأن رسالات الأنبیاء یکمل بعضها بعضا

اے پیارے محمد ﷺ وہ وقت ان کیلئے یاد کرو جب تمام انبیاء علیھم السلام سے عہد لیا گیا تھا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت اور نبوت عطا کروں۔ پھر ان کے پاس نشان والا رسول آ جائے۔ جو ان کے پاس کی چیز کی تصدیق کرنے اور موافقت کرنے والا، جو خاتم الانبیاء والمرسلین محمد ہے تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی نصرت کرو گے کیونکہ انبیاء کی رسالتیں ایک دوسرے کے ساتھ مکمل ہوتی ہیں۔ (سب کی رسالتیں حضور کے ساتھ مکمل ہوتی ہیں)

فائدہ:

سورہ ''آل عمران'' کی آیت نمبر 81 اور آیت نمبر 82 کی مفسرین کرام نے جو تفسیر بیان کی ہے اُن کی روشنی میں درج ذیل

اُمور واضح ہوتے ہیں۔

نمبر 1:۔آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کے بارے میں تمام انبیاء اوران کی امتوں سے عالم خارج میں میثاق (پختہ عہد) لیا گیا۔

نمبر 2:۔آپ ﷺ کیلئے اس سے پہلے وصف نبوت ورسالت ثابت ہو چکا تھا۔

نمبر 3:۔آپ ﷺ کی عالم خارج میں آخر میں جلوہ گری ہوئی جبکہ آپ وصف رسالت کے ساتھ پہلے متصف ہو چکے تھے۔

لہذا علامہ محمد اشرف سیلوی کا یہ نظریہ باطل قرار پایا کہ آپ ﷺ کونبوت ورسالت چالیس سال کے بعد عطا ہوئی اور پہلے آپ میں یہ وصف موجود نہ تھا۔

معاذاللہ ثم نعوذ باللہ من تلك الخرافات التی فی التحقیقات الجعلیه.

پیدائشی نبوت پر دوسری قرآنی آیت سے استدلال:

پارہ 28 سورہ "الصّف" آیت نمبر 6 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ (الصف :6)

اور جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے کہا اے بنی اسرائیل بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں، اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس رسولِ معظم ﷺ کی بشارت سنانے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لا رہے ہیں جن کا نام (آسمانوں میں اس وقت) احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے، پھر جب وہ (رسولِ آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) واضح نشانیاں لے کر ان کے پاس تشریف لے آئے تو وہ کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے۔

الامام الجلیل العلامۃ أبو البرکات عبد اللہ ابن أحمد بن محمود النسفی المتوفی 710ھ اپنی شہرہ آفاق تفسیر ''نسفی'' میں فرماتے ہیں

ومبشرا برسول یاتی من بعد اسمہ احمد أی ارسلت الیکم فی حال تصدیقی ما تقدمنی من

التوراۃ وفی حال تبشیری برسول یاتی من بعدی

عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کو فرمارہے ہیں مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا ہے اس حال میں کہ میں تصدیق کر رہا ہوں پہلی کتاب تورات کی اور اس حال میں کہ میں بشارت دے رہا ہوں شان والے رسول کی جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ﷺ ہے۔

قابل توجہ نکتہ دو حال دو حقیقتیں:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اس عالم رنگ و بو میں اپنی قوم کو بتارہے ہیں کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور اپنے دو حال واضح کر رہے ہیں:۔

نمبر 1:۔ میں تورات کی تصدیق کر رہا ہوں۔

نمبر 2:۔ میں ایک رسول کی بشارت دے رہا ہوں۔

نمبر 3:۔ آپ آقا کریم ﷺ کو لفظ رسول سے یاد کر رہے ہیں اور رسول ہونے کی حیثیت میں قوم کو بشارت دے رہے ہیں۔

نمبر 4:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دیتے ہوئے لفظ ''رسول'' پہلے استعمال کیا اور آپکا اسم گرامی ''احمد'' ﷺ بعد میں

بتایا اور فرمایا وہ رسول میرے بعد آئے گا۔ مطلب یہ وہ تشریف لانے والا رسول ہے البتہ اس کا ظہور میرے بعد ہوگا۔

معلوم ہوا کہ جس طرح آپ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی پہلے سے موجود ہے اسی طرح وصف رسالت بھی آپ کیلئے پہلے سے ثابت ہے۔ جس طرح آپ ﷺ کا نام ابتداء سے آج تک جاری وساری ہے اسی طرح آپ کیلئے وصف رسالت اور وصف نبوت بھی ابتداء ہی سے جاری وساری ہے۔ نہ کبھی نام کا انقطاع ہوا نہ کبھی وصف رسالت کا انقطاع ہوا۔

علامہ نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین النیشا بوری المتوفی 728ھ اپنی تفسیر ''غرائب القرآن ورغائب الفرقان'' میں فرماتے ہیں۔

قال النحویون قوله (مصدّقاً) و (مبشراً) حالان والعامل فيهما معنى الإرسال في الرسول عن كعب أن الحواريين قالوا لعيسى يا روح الله هل بعدنا من أمة؟ قال نعم أمة محمد حكماء علماء أبرار أتقياء كأنهم من الفقه أنبياء يرضون من الله باليسير من الرزق ويرضى الله منهم باليسير من العمل

نحویوں نے کہا ''مصدقا'' و ''مبشرا'' دونوں حال ہیں اور دونوں میں عامل معنیٰ ارسال ہے جو الرسول میں ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا یا روح اللہ! کیا ہمارے بعد کوئی امت ہے؟ فرمایا ہاں امت محمد ہے جو حکماء، علماء، ابرار اور اتقیاء ہونگے گویا کہ وہ ازروئے فقہ انبیاء ہیں۔ اللہ سے تھوڑا رزق حاصل کر کے راضی ہونگے، اور اللہ ان سے تھوڑے عمل پر راضی ہوگا۔

فائدہ:

اس تفسیر سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے رسول ہونے کا اعلان کر رہے ہیں وہ اسی حال میں تورات کی تصدیق اور محمد عربی ﷺ کے رسول ہونے کی بشارت دے رہے ہیں اور یہ عالم ارواح نہیں بلکہ عالم اجسام کا واقعہ ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بتا رہے ہیں کہ وہ بحیثیت رسول میرے بعد آئیگا اس رسول کا نام احمد ﷺ ہوگا۔ اگر علامہ سِلوی اور اُن کے ہم نوا بضد ہیں کہ آپ پیدائشی نبی اور رسول نہیں ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت، آپ

کے رسول ہونے کے بارے میں جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات کے ''مُصَدِّق'' اور آپ کیلئے ''مبشّر'' ہونے کا اسوقت اعلان کررہے ہیں اس کا کیا مفہوم ہوگا؟

ثابت ہوا کہ علامہ سلوی کو مغالطہ ہوا، آقا کریم ﷺ نہ صرف پیدائشی نبی اور رسول ہیں۔ بلکہ آپ روز میثاق سے پہلے نبی اور رسول ہیں اور عالم ارواح میں نبی اور رسول ہیں، عالم خارج میں نبی اور رسول ہیں اور عالم اجساد میں نبی اور رسول ہیں۔

یہ بندہ ناچیز اور علامہ سلوی آقا کریم ﷺ کی حقیقت کو کیا سمجھیں گے ان کی حقیقت تو ثانی غار، ثانی اسلام، ثانی مزار، ثانی احد و بدر اور ثانی قبر وحشر نہ پہچان سکے۔ جس کا پہلے ذکر ہو چکا۔

بشارت عیسیٰ علیہ السلام اور سلوی موقف کا جنازہ:

''الوسیط فی تفسیر القرآن المجید'' تصنیف ابوالحسن علی بن احمد الواحد النیشا بوری المتوفی 468ھ لکھتے ہیں۔

هذا بيان ان عيسىٰ بشر قومه محمدا صلى الله عليه وسلم وقوله احمد يحتمل معنيين احدهما ان تجعل احمد مبالغة من الفاعل فيكون معناه انه اكثر حمداً لله من غيره والاخر ان يجعل مبالغة من المفعول فيكون معناه انه يحمد

نبیه من الاخلاق والمحاسن اکثر مما یحمد غیره

یہ بیان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو محمد ﷺ کے بارے بشارت دی اور یہ قول ''احمد'' دو معنوں کا احتمال رکھتا ہے۔ ایک یہ کہ فاعل میں مبالغہ ہے معنی ہے ہر غیر سے زیادہ اللہ کی تعریف کرنے والا، اور دوسرا مفعول میں مبالغہ، معنی ہوگا۔ جس کی اللہ نے ہر غیر سے زیادہ تعریف کی ہے۔

''التفسیر الواضح'' تصنیف محمد محمود حجازی نے اسی آیت نمبر 6 سورۃ ''الصّف'' کی تفسیر میں لکھا۔

وبشارة عیسیٰ علیه السلام بالنبی محمد ﷺ مما نطق به القرآن وهو الصادق فی خبره الذی لا یقبل الشك واما انکار النصاریٰ لتلك البشارة فامر لا یعبأ به کشان فی بقیة عقائدهم۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نبی ﷺ کے بارے بشارت دینا جس کے ساتھ قرآن حکیم ناطق ہے آپ عیسیٰ علیہ السلام اس خبر میں بالکل سچے ہیں، اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں! بہر حال نصاریٰ کا اس بشارت کے بارے میں انکار قابل اعتبار نہیں جس طرح ان کے دیگر عقائد نا قابل اعتبار ہیں۔ اسی آیت مبارکہ (سورۃ الصف:6) کی تفسیر

میں امام قشیریؒ نے ایمان افروز ارشاد فرمایا:۔

بَشَّرَ كلُّ نبيٍّ قومَه بنَبِيِّنا صلى الله عليه وسلم وأفرد الله سبحانه عيسى بالذِّكرِ في هذا الموضع لأنه آخِرُ نبيٍّ قبل نبيِّنا صلى الله عليه وسلم فبيَّن بذلك أن البشارة به عَمَّتْ جميعَ الأنبياء واحداً بعد واحد حتى انتهت بعيسى عليه السلام.

ہر نبی نے ہمارے نبی ﷺ کی آمد کی بشارت دی ہے عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اور ہمارے نبی کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

تفسیر "بحر العلوم" میں علامہ السمر قندی فرماتے ہیں۔

(وَمُبَشِّراً بِرَسُولٍ) يعني أبشركم برسول الله (يَأْتِي مِن بَعْدِي اسمه أَحْمَدُ) وروى ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، عن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أنهم قالوا يَا رَسُولَ الله أَخْبِرْنَا عَنْ نَفْسِكَ فقال أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبُشْرَى عِيسَى صَلَوَاتُ الله

عَلَيهِم وَرَأَتْ أُمِّي رُؤْيَاهَا حِينَ حَمَلَتْ بِي أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ بُصْرَى فِي أَرْضِ الشَّامِ

آپ ﷺ دعائے ابراہیم علیہ السلام، بشارت عیسیٰ علیہ السلام اور اپنی ماں کے خواب کی تعبیر ہیں جو انہوں نے دیکھا تھا۔

ابوالحسن علی بن محمد بن ابراہیم بن عمر الشیحی "لباب التاویل فی معانی التنزیل" المعروف تفسیر الخازن میں ارشاد فرماتے ہیں۔

(ومبشرا برسول يأتي من بعدی) أی يصدق بالتوراة على مثل تصديقى فكأنه قيل ما اسمه فقال (اسمه أحمد) عن أبي موسى قال أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم أصحابه أن يأتوا النجاشي وذكر الحديث، وفيه قال سمعت النجاشي يقول أشهد أن محمداً رسول الله صلى الله عليه وسلم بشر به عيسى ولولا ما أنا فيه من الملك وما تحملت من أمر الناس لأتيته حتى أحمل نعليه أخرجه أبو داود وعن عبد الله بن سلام قال مكتوب في التوراة صفة محمد وعيسى ابن مريم يدفن معه فقال أبو داود المدنى قد

بقی فی البیت موضع قبر.

خلاصہ مفہوم یہ کہ تورات میں اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر آپ ﷺ کیلئے رسول کا لفظ استعمال ہوا لہٰذا وصف رسالت کے ساتھ آپ کا موصوف ہونا ضروری ہے۔

قابل توجہ نکتہ:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام رسول کے بارے بشارت دے رہے ہیں، اگر آپ ﷺ اس حال میں رسول تسلیم نہ کئے جائیں تو علامہ سلوی بتائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی بشارت میں صادق کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور خاکم بدہن اس صورت میں نصاریٰ کا انکار درست ہو سکتا ہے۔۔۔العیاذ باللہ

علامہ سلوی (جن کو ان کے شاگرد اشرف العلماء کہتے ہیں) بار بار اس نکتہ پر توجہ فرمائیں کہ عیسیٰ علیہ السلام رسول کریم ﷺ کو آپ کی پیدائش سے پانچ سو اکہتر سال پہلے وصفِ رسول کے ساتھ قوم کے سامنے ذکر فرما رہے ہیں۔ علامہ سلوی کو کیا ہو گیا ہے؟ کہ

وہ عمر کے آخری حصہ میں رسول اللہ ﷺ سے پیدائشی نبی اور رسول ہونے کی نفی کر کے منکرین شان رسالت کے زمرہ میں شامل ہو رہے ہیں۔

تدبر و تفکر ایھا السلوی تفکرا صحیحا سالما سلیما کاملا مطابقا وموافقا للانبیاء والاولیاء ولا تکن من المنکرین.

پیدائشی نبوت پر تیسری قرآنی آیت سے استدلال:

سورۃ الاعراف آیت 158 میں ارشاد ربانی ہے

قُلْ یَا أَیُّھَا النَّاسُ إِنِّی رَسُولُ اللَّهِ إِلَیْكُمْ جَمِیعًا الَّذِی لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ یُحْیِی وَیُمِیتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ الَّذِی یُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

اے حبیب ﷺ زز آپ فرما دیجئے! اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کی آسمانوں اور زمین پر بادشاہت

ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے، تو لوگو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ جو نبی امی ہے جو اللہ پر اور اس کے (نازل کردہ) کلاموں پر ایمان رکھتا ہے اور تم انہی کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پاسکو۔

تفسیر /رسالت عامہ:

علامہ قاضی بیضاویؒ نے اپنی تفسیر ''انوار التنزیل واسرار التاویل'' میں مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرمایا۔

الخطاب عام، كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مبعوثاً إلى كافة الثقلين، وسائر الرسل إلى أقوامهم (جَمِيعاً) حال من إليكم

خطاب عام ہے اور رسول اللہ ﷺ مبعوث کیے گئے تمام جن و انس کی طرف جبکہ باقی رسول اپنی قوموں کی طرف۔ لفظ ''جَمِيعًا'' الیکم سے حال ہے۔

اسی طرح آیت مذکورہ کی تفسیر میں ابو العباس احمد بن محمد بن المھدی بن العجیبہ اپنی تفسیر ''البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید'' میں

فرماتے ہیں.

يقول الحق جلّ جلاله (قل) يا محمد (يا أيها الناس إني رسولُ الله إليكم جميعًا) الأحمر والأسود والعرب والعجم، والإنس والجن، خص بهذه الدعوة العامة، وإنما بعثت الرسل إلى قومهم خاصة فادع الناس أيها الرسول إلى الله تعالى.

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:۔

فرمادیجئے! اے محمد'' اے لوگو! بے شک میں سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں'' یعنی سرخ وسیاہ، عرب وعجم، انس وجن حضور ﷺ دعوت عامہ کے ساتھ مختص کیے گئے جبکہ دیگر رسول خاص قوموں کی طرف مبعوث کیے گئے۔ تو اے رسول ﷺ آپ سب لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیں۔

تفسیر''مفاتیح الغیب'' المعروف تفسیر کبیر میں ابوعبداللہ محمد بن عمر بن حسن بن الحسین التیمی الملقب فخر الدین الرازی نے یوں تحریر فرمایا:۔

(إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا) وهذا يقتضي كونه

مبعوثاً إلى جميع الناس ، وأيضاً فما يعلم بالتواتر من دينه ، أنه كان يدعي أنه مبعوث إلى كل العالمين فأما أن يقال إنه كان رسولاً حقاً أو ما كان كذلك ، فإن كان رسولاً حقاً ، امتنع الكذب عليه ووجب الجزم بكونه صادقاً في كل ما يدعيه ، فلما ثبت بالتواتر وبظاهر هذه الآية أنه كان يدعي كونه مبعوثاً إلى جميع الخلق ، وجب كونه صادقاً في هذا القول وذلك يبطل قول من يقول إنه كان مبعوثاً إلى العرب فقط ، لا إلى بني إسرائيل.

جسکا خلاصہ ہے کہ آپ ﷺ نے جمیع خلق کی طرف مبعوث ہونے کا دعویٰ فرمایا جب ہم آپ کو سچا نبی تسلیم کرتے ہیں تو اس دعویٰ کو بھی تسلیم کرنا لازم ہے۔

فائدہ:

علامہ بیضاوی اور مندرجہ بالا تفاسیر سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ باقی رسولان عظام خاص قوموں کے رسول تھے اور ہمارے آقا کریم ﷺ ساری کائنات کے رسول ہیں۔ اسی لئے آپ کا اسم

گرامی ہے ''رسول الثقلین''،''جَمِیعًا'' سے مزید تاکید حاصل ہوگئی۔

اور جب آپ ﷺ پوری کائنات کیلئے مبعوث کیے گئے، تو لمحہ فکریہ یہ ہوگا کہ آپ عالم رنگ و بو میں جلوہ گر ہونے کے بعد اُن لوگوں کیلئے کیسے رسول ہیں؟ اور ان کیلئے کیسے مبعوث کیے گئے؟ جو آپ کی ولادت سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے؟ جبکہ سب لوگوں کو آپ پر ایمان لانے کا اسی آیت کریمہ میں امر ہے۔

اور پھر یہ سوال ہوگا کہ آپ ﷺ اولین کیلئے کیسے نبی اور رسول ہو سکتے ہیں؟ جب کہ اُنہیں آپ کی طرف سے تبلیغِ احکام کا بظاہر امکان ہی نہیں۔

علامہ سلوی سے سوالات:

اب علامہ سلوی صاحب سے درج ذیل سوالات ہیں:۔

پہلا سوال:۔

جناب علامہ سلوی صاحب رسول اکرم ﷺ اس آیت کریمہ کی روشنی میں اور اس کی تفاسیر کے حوالے سے) رسول الثقلین تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟

اگر تسلیم نہ کریں تو اس آیت کریمہ کے منکر قرار پائیں گے
اور اگر آپ ﷺ کو رسول الثقلین تسلیم کرتے ہیں تو علامہ سلوی سے
سوال ہے کہ وضاحت کریں کہ آپ نے پوری کائنات کو احکامات کی
تبلیغ کیسے فرمائی ؟ بالخصوص ان لوگوں کو جو آپ کی ولادت سے
ہزاروں سال پہلے فوت ہو گئے۔
اور اگر انہیں تبلیغ نہیں کر سکے تو آپ ﷺ ان کیلئے رسول کیسے
ہو سکتے ہیں؟

دوسرا سوال :۔

بقول آپ کے نبی و رسول کے لئے تبلیغ احکام شرط ہے اور
رسول اکرم ﷺ چالیس سال عمر کے بعد ہزاروں سال پہلے فوت ہو
جانے والوں کو تبلیغِ احکامات کا فریضہ سرانجام نہ دے سکے۔تو اُن
کیلئے بقول آپ کے ''رسالت'' ثابت نہ ہوگی۔

تو پھر آپ ﷺ کی رسالت عامہ کافہ کیسے ثابت ہو گی؟
جبکہ آقا کریم ﷺ کی رسالت تمام مخلوق کیلئے ہے اور تمام مخلوق
آپ کی رسالت پر ایمان لانے کی پابند اور مکلّف ہے۔

تیسرا سوال۔

تمام لوگوں کو آپ کی رسالت پر ایمان لانے کا پابند کرنے کا مطلب کیا ہوسکتا ہے؟ جبکہ آپ ﷺ کو (بقول آپ) کے چالیس سال بعد نبوت عطا ہوئی ہے تو کیا وہ آپ کی نبوت پر پہلے ایمان لانے کے پابند ہوسکتے ہیں؟ بلکہ اگر وہ آپ کی نبوت پر چالیس سال سے پہلے ایمان لائیں تو بقول آپ کے یہ خلافِ واقعہ ''ایمان'' ہوگا۔

تدبر و تفکر ایھا السلوی تفکرا صحیحا سالما سلیما کاملا مطابقا وموافقاللانبیاء والاولیاء ولا تکن من المنکرین

جبل الحفظ امام عسقلانی نے کتاب ''الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ حرف المیم ترجمہ میسرۃ الفجر'' میں حدیثِ میسرہ (کنت نبیا وادم بین الروح والجسد) کی نسبت فرمایا **سندہٗ قوی** (اس کی سند قوی ہے)

آدم ستر و تن بآب و گل داشت
حکم بملک جان و دِل داشت

(آدم علیہ السلام ابھی گارے کا مجسمہ تھے کہ آنحضرت ﷺ کی حکومت دل و جان کی مملکت میں تھی۔

اسی لئے اکابر علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جس کا خدا خالق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

شیخ محقق عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ ''مدارج النبوۃ'' میں فرماتے ہیں

''چو بود خلق آنحضرت ﷺ اعظم الاخلاق بعث کرد خدائے تعالیٰ اورا بسوئے کافہ ناس و مقصور نہ گردانید رسالت اورا بر ناس بلکہ عام گردانید جن وانس را، بلکہ بر جن وانس نیز مقصور نہ گردانید تا آنکہ عام شد تمامہ عالمین را، پس ہر کہ اللہ تعالیٰ پروردگار اوست محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول اُوست۔'' (مدارج النبوۃ باب دوم در اخلاق عظیمہ)

چونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش تمام مخلوق سے اعظم ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ آپ کی رسالت کو انسانوں میں منحصر نہیں فرمایا بلکہ جن وانس کے لیے عام کر دیا بلکہ جن وانس میں بھی انحصار نہیں فرمایا یہاں تک کہ

آپ کی رسالت تمام جہانوں کے لئے عام کر دی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جس کا پروردگار ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

رسالت عامہ کے بارے دیگر آیات:

سید عالم ﷺ کی رسالت عامہ کے حوالے سے دیگر آیات قرآنی بھی قابل ملاحظہ ہیں۔

سورۃ سبا کی آیت 28 میں ارشاد ربانی ہے

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ.

اور (اے حبیب مکرم) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر اس طرح کہ (آپ) پوری انسانیت کے لئے خوشخبری سنانے والے اور ڈر سنانے والے ہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

سورۃ الفرقان آیت نمبر 1 میں ارشاد ہے

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا.

(وہ اللہ) بڑی برکت والا ہے جس نے (حق و باطل میں

فرق اور) فیصلہ کرنے والا (قرآن) اپنے بندہ پر نازل فرمایا تا کہ وہ تمام جہانوں کے لئے ڈر سنانے والا ہو جائے۔

سورۃ الانعام آیت نمبر 19 میں حکم خداوندی اس طرح ہے۔

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ.

اور میری طرف یہ قرآن اس لئے وحی کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعے تمہیں اور ہر اس شخص کو جس تک قرآن پہنچے ڈر سناؤں۔

اور اسی قرآن کے بارے ارشاد ہے:۔

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ (التکویر: 27)

یہ (قرآن) تو تمام جہانوں کے لئے (صحیفہ) نصیحت ہے۔

فائدہ: (قرآن اور صاحب قرآن کا ظہور وخفاء)

ہمارے آقا کریم ﷺ تمام مخلوق کیلئے رسول ہیں اسود احمر، جن وبشر، اولین وآخرین، الغرض آپ عالمین کیلئے رسول ہیں۔ قرآنی الفاظ میں آپ ''کافۃ للناس'' کے بشیر ونذیر ''عالمین'' کیلئے نذیر اور ''رسول اللہ الیکم جمیعا'' کے مظہر ہیں اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ ''قرآن مجید بھی عالمین کیلئے ذکر ہے''۔

اب علامہ سلوی بتائیں کہ قرآن حکیم تو نازل ہوا چالیس سال کی عمر رسول کے بعد یعنی آغاز ہوا غارِ حرا سے تو پہلے زمانہ میں گذرے ہوئے لوگوں کیلئے یہ قرآن کیسے ذِکر اور نصیحت ہے؟۔

اور اگر آپ کے نزدیک یہ قرآن اُن کیلئے ذکر و نصیحت نہیں؟ تو اس پر ثبوت پیش کریں۔

اور اگر اولین کیلئے نصیحت ہے؟ اور یقیناً ہے کیونکہ ذکر للعالمین نصِ قطعی ہے۔ اسمیں کسی قسم کی تاویل کرنے کی حاجت نہیں۔ تو ہمارے آقا ﷺ نذیر اللعالمین ہیں، بشیر اللعالمین ہیں، بلکہ رسالت کی حیثیت میں، رحمۃ اللعالمین ہیں، تو آپ ﷺ کو وصفِ رسالت سے کسی لمحہ خالی ماننا نصِ قرآنی کے خلاف ہے۔ لہذا علامہ سلوی صاحب آپ ﷺ کے بارے میں یہ جملہ کہ

''آپ چالیس سال کی عمر سے پہلے نبی و رسول نہ تھے''

استعمال کرنے سے پہلے ہزار بار سوچیں اور

اِنّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا اور لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا پر غور کریں۔

رسالت عامہ کا منکر کافر ہے:

تفسیر ''روح المعانی'' جلد 9 پر سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 158 کی تفسیر میں علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔

وذلك ببيان عموم رسالته صلى الله عليه وسلم وهى عامة للثقلين كما نطقت به النصوص حتى صرحوا بكفر منكره.

یہ آپ ﷺ کی رسالت عامہ کا بیان ہے اورآپ کی رسالت ثقلین (جن وانس) کو شامل ہے، جیسا کہ نصوص اس کے ساتھ ناطق ہیں حتی کہ علماء نے رسالت عامہ کے منکر کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

اسی آیت میں آگے ''فامنوا بالله ورسوله'' کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

لفظ رسول ذات رسول کی تعبیر ہے

لتفريع الأمر على ما تقرر من رسالته صلى الله عليه وسلم وإيراد نفسه الكريمة عليه الصلاة والسلام بعنوان الرسالة.

امر (یعنی ایمان لانے کا حکم) آپ ﷺ کی رسالت عامہ کے تقرر پر بطور تفریع (نتیجہ) ہے اور آپ ﷺ کی ذات کریمہ کو رسالت کے عنوان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اور رسول کو ذات قرار دیکر ''النبی الامی'' اُس کے اوصاف ذکر کیئے گئے ہیں۔

آیت 6 کا خلاصہ اور سلوی جنازہ:

اس آیت کریمہ سے استدلال کا خلاصہ یوں ہے کہ رسول کریم ﷺ کی رسالت عامہ ہے، آپ پوری مخلوق ارضی وسماوی، جن وانس، اولین وآخرین کے رسول ہیں اور سب کو حکم ہے کہ آپ کی رسالت عامہ پر ایمان لائیں کیونکہ آپ کا وصفِ رسول ذاتِ رسول کا عنوان ہے، لہٰذا کائنات سے پہلے آپ کو یہ وصف عطا ہوا، اور ہر زمانہ میں آپ اس وصف کے ساتھ موصوف رہے، حتیٰ کہ بوقت ولادت اسی وصف کے ساتھ متصف تھے، یہ وصف آپ سے کسی لمحہ جدا نہیں ہو سکتا، اگر آپ اس وصف کے ساتھ کسی وقت موصوف نہ رہیں تو مخلوق کو ہر زمانہ میں آپ کی رسالت پر ایمان لانے کا حکم کرنا درست نہ

رہے گا، جس کیلئے لازم ہے کہ آپ کو عالم ظاہر، عالم باطن، قبل آدم، بعد آدم، قبل اظہار نبوت، بعد اظہار نبوت نبی اور رسول مانا جائے۔

"ایھا السلوی الحبیب تامل حق التامل تدبر و حق تدبر لکی یکشف اللہ علی قلبک حقیقۃ عموم رسالتہ ﷺ"

پیدائشی نبوت پر چوتھی قرآنی آیت سے استدلال:

سورۃ الحدید آیت نمبر 3 باری تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

وہی (سب سے) اوّل اور (سب سے) آخر ہے اور (اپنی قدرت کے اعتبار سے) ظاہر اور (اپنی ذات کے اعتبار سے) باطن ہے، اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اوصاف اربعہ کے ساتھ اتصاف:

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ جلد

1 صفحہ 12 پر فرماتے ہیں۔

''یہ کلمات اعجاز'' اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں حمد وثنا پر بھی مشتمل ہیں اور حضور اکرم سید عالم ﷺ کی نعت وصفت کو بھی شامل ہیں''

نیز شیخ محقق فرماتے ہیں

''وھو بکل شیء علیم'' ووے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دانا است ہمہ چیز از شیونات ذات الٰہی واحکام صفاتِ حق واسماء وافعال وآثار وجمیع علومِ ظاہر وباطن اول وآخر احاطہ نمودہ ومصداق فوق کل ذی علم علیم علیہ من الصلوت افضلھا ومن التحیات اتمھا واکملھا۔

وھو بکل شیء علیم، اور وہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سب چیزوں کو جاننے والے ہیں، احوالِ احکام الٰہی، احکامِ صفاتِ حق، اسماء افعال آثار، تمام علوم ظاہر وباطن، اول وآخر کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ اور فوق کل ذی علم علیم کے مصداق ہیں، آپ پر افضل درود اور اتم واکمل سلام ہو۔

(مدارج النبوۃ مقدمۃ الکتاب)

اسی موضوع پر امام شعرانی قدس سرہ ''کتاب الجواہر والدرر'' نیز کتاب ''درۃ الغواص'' میں سید علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔

محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فھو الاول والاخر و الظاھر والباطن و قدولج حین اسرٰی بہ عالم الاسماء الذی اولھا مرکز الارض واخرھا السماء الدنیا بجمیع احکامھا و تعلقاتھا ثم ولج البرزخ الٰی انتھائہ وھو السماء السابعۃ ثم ولج علم العرش الٰی مالا نھایۃ الیہ، وانفتح فی برزخیتہ تصور العوالم الالٰھیۃ والکونیۃ اہ ملتقطاً۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں وہ شب معراج مرکز زمین سے آسمان تک تشریف لے گئے اور اس عالم کے جملہ احکام اور تعلقات جان لیے پھر آسمان سے عرش اور عرش سے لاانتہا تک اور حضور کے برزخ میں تمام عالم علوی و سفلی کی

صورتیں منکشف ہوگئیں۔ مزید وضاحت کیلئے ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت آدم علیہ السلام اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم:

ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

”لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ آدَمَ علیہ السلام اَخْبَرَهٗ بِبَنِيهِ ، فَجَعَلَ يَرَى فَضَائِلَ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ ، فَرَآى نُوراً سَاطِعاً فِي أَسْفَلِهِمْ فَقَالَ يَا رَبِّ مَنْ هَذَا ؟ قَالَ هَذَا ابْنُكَ أَحْمَدُ ، هُوَ أَوَّلٌ ، وَهو آخِرٌ ، وَهُوَ أَوَّلُ شَافِعٍ وأَوَّلُ مُشَفَّعٍ“ (کنز العمال حدیث نمبر 32052)

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا انہیں ان کے بیٹوں پر مطلع فرمایا، آپ نے ان میں ایک دوسرے پر فضیلتیں دیکھیں، تو ان سب کے آخر میں بلند و روشن نور دیکھا، عرض کیا۔ الٰہی یہ کون ہے؟ فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ہے یہی اوّل ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے پہلا شفیع اور یہی سب سے پہلا شفاعت مانا گیا

صفاتِ الٰہی اور صفاتِ رسول میں فرق:

ذاتی، عطائی فرق کے علاوہ اور بھی بہت بڑا فرق ہے۔

اللہ "اول" ہے اس کا مطلب ہے اس کی ابتداء نہیں۔

اللہ "آخر" ہے اس کا مطلب ہے اس کی انتہاء نہیں۔

اللہ "باطن" ہے اس کا مطلب ہے اس کی ذات تک کسی کی رسائی نہیں۔

اللہ "ظاہر" ہے اس کا مطلب ہے ہر طرف اس کی قدرت کے مظاہر ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے "اوّل" ہونے کا مطلب ہے سب سے پہلے آپ مخلوق ہوئے اور سب نبیوں سے اول نبی بنائے گئے۔

رسول اللہ ﷺ کے آخر ہونے کا مطلب ہے کہ آپ کے ظہور کے بعد کسی نبی کا انتظار نہیں ہے یعنی آپ آخری نبی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے باطن ہونے کا مطلب ہے کہ آپ عالم باطن میں قیام پذیر ہو کر انبیاء علیھم السلام کے ذریعے ساری کائنات کو فیض پہنچاتے رہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ظاہر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا ظہور سب سے آخر ہوا اور آپ خاتم النبیین ہیں۔

جیسا کہ امام البیہقی شعب الایمان میں ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا بُعِثْتُ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا میں بھیجا گیا دریائے رحمت کھولتا اور نبوت ورسالت ختم کرتا ہوا۔ (بیہقی شعب الایمان،)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیہ کریمہ واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح وابراھیم وموسٰی وعیسٰی بن مریم کی تفسیر میں فرمایا:

کنت اول النبیین فی الخلق واٰخرھم فی البعث میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد بھیجا گیا۔ قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا فبداء بی قبلھم۔ اسی لئے رب العزت تبارک وتعالیٰ نے آیہ کریمہ میں انبیائے سابقین سے پہلے حضور پرنور ﷺ کا نام پاک لیا۔ (تفسیر ابن ابی حاتم تحت آیۃ واذ اخذنا من النبیین الخ

(تفسیر بغوی المعروف "معالم التنزیل" علی ہامش الخازن، تحت آیۃ واذ اخذنا من النبیین الخ

تذییل:

ابو سہل قطان رضی اللہ عنہ اپنے امالی میں سہل بن صالح ہمدانی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، نبی کریم ﷺ تو سب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے حضور کو سب پر تقدم کیونکر حاصل ہوا؟ فرمایا

ان اللہ تعالٰی لما اخذ من بنی اٰدم من ظھورھم ذریاتھم واشھدھم علٰی انفسھم الست بربکم کان محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اول من قال بلٰی ولذٰلک صار یتقدم الانبیاء وھو اٰخر یبعث

جب اللہ تعالٰی نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولادیں روز میثاق نکالیں اور انہیں خود ان پر گواہ بنانے کے بعد فرمایا، کیا میں تمہارا رب نہیں؟ تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے کلمہ "بلٰی" عرض کیا کہ ہاں کیوں نہیں، اس وجہ سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سب انبیاء پر تقدم حاصل ہوا حالانکہ حضور سب کے بعد مبعوث ہوئے۔

(الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابی سہل باب خصوصیۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بکونہ اول النبیین فی الخلق

اسی حقیقت کو ارشاد فاروق اعظم سے ملاحظہ فرمائیں

فاروقی طریق نداو خطاب بعد از وصال:

شفا شریف امام قاضی عیاض و احیاء العلوم امام حجۃ الاسلام ومدخل امام ابن الحاج واقتباس الانوار علامہ ابو عبداللہ محمد بن علی رشاطی وشرح البردہ ابو العباس قصار و مواہب لدنیہ امام قسطلانی وغیرہا کتب معتمدین میں ہے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد وفات رسول ﷺ کے جو فضائل عالیہ (حضور پر نور ﷺ کو ندا و خطاب کر کے عرض کیے ہیں اُن میں گزارش کرتے ہیں۔

بابی انت وامی یا رسول اللہ لقد بلغ من فضیلتک عند اللہ ان بعثک اخر الانبیاء و ذکرک فی اولھم، فقال اللہ تعالیٰ واذ اخذنا من النبیین میثاقھم و منک و من نوح الایۃ۔

یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ حضور پر قربان، حضور کی فضیلت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس حد کو پہنچی کہ حضور کو تمام انبیاء علیھم السلام کے بعد بھیجا اور ان سب سے پہلے ذکر فرمایا کہ فرماتا

ہے اور یاد کرو جب ہم نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے اے محبوب اور نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ (بن مریم سے علیہم الصلوٰۃ والسلام)۔ (المواہب اللدنیہ، باب وفاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

مزید حضرت جبریل علیہ السلام کا قول ان کے سلام میں ملاحظہ فرمائیں

حضرت جبرائیل، سلام کہتے ہیں:

علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفاء شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر مجھے یوں سلام کیا

السلام علیک یا ظاهر، السلام علیک یا باطن.

میں نے فرمایا اے جبریل صفات تو اللہ عزوجل کی ہیں کہ اسی کو لائق ہیں مجھ سی مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہیں؟ جبریل نے عرض کی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام پر ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام وصف سے حضور کے نام وصف مشتق فرمائے

وسماك بالاول لانك اول الانبیاء خلقا وسماك

بالاخر لانك اخر الانبیاء فی العصور خاتم الانبیاء الی اخر الامم.

حضور ﷺ کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء علیہم السلام سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانے میں مؤخر و خاتم الانبیاء و نبی امت آخرین ہیں۔ باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہرے نور سے ساقِ عرش پر آفرینش آدم علیہ السلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درُود بھیجا اور ہزار سلام بھیجا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج۔ حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہلِ سماوات وارض پر ظاہر و آشکارا کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پرنور پر درود نہ بھیجا ہو، اللہ ہمیشہ حضور پر درُود بھیجے۔

فربك محمود وانت محمد وربك الاول والاخر والظاهر والباطن وانت الاول والاخر والظاهر والباطن.

پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد، حضور کا رب اول و آخر

وظاہر و باطن ہے اور حضور اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

الحمد للہ الذی فضلنی علی جمیع النبیین حتی فی اسمی و صفتی۔

ذکرہ القاری فی شرح الشفاء فقال قد روی التلمسانی عن ابن عباس الخ۔

سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جس نے مجھے تمام انبیاء علیھم السلام پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام وصفت میں۔

صفات متضادہ:

خلاصہ کلام یہ کہ آقا کریم "**اول النبیین**" بھی اور "**خاتم النبیین**" بھی ہیں اس سلسلہ میں احادیث کے باب میں احادیث مبارکہ باحوالہ پیش کی جائیں گی۔ اول و آخر، ظاہر و باطن بظاہر متضاد صفات ہیں لیکن یہ صفات ذات باری تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں۔ ان صفات کے علاوہ جس طرح اللہ تعالیٰ رحیم و کریم اور رحمان ہے اسی طرح وہ پاک مولیٰ جبار و قہار اور منتقم بھی ہے۔ یونہی ذات مصطفےٰ ﷺ صفات متضادہ کی جامع ذات ہے (یعنی آپ کی تخلیق بیک

وقت بطور اول، بطور آخر، بطور ظاہر اور بطور باطن کی گئی)

وجہ یہ ہے کہ حقیقت مصطفےٰ کریم ﷺ تک ہماری رسائی ممکن نہیں ایمان بالغیب لانا ضروری ہے۔

محمد رشید بن علی رضا المتوفی 1354ھ جیسا غیر اہلسنت بھی ارواح و اجساد میں حضور ﷺ کی نبوت کو ظاہر و باطن میں تسلیم کرتا ہے ملاحظہ فرمائیں

وَلَا شَكَّ أَنَّ النُّبُوَّةَ مُلْكٌ كَبِيرٌ لِأَنَّ سُلْطَانَهَا عَلَى الْأَجْسَادِ وَالْأَرْوَاحِ عَلَى الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ (تفسیر المنار)

چوتھی آیت سے موقف سلوی کا جنازہ:

اس آیت کریمہ کی روشنی میں ثابت ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی نبوت از ابتداء خلق تا انتہاء خلق ہر لمحہ ہر ساعت ثابت اور مستمرہ ہے اور کسی لمحہ میں آپ ﷺ کی نبوت کا انقطاع نہیں ہمارے قومی شاعر علامہ اقبال نے آپ کی اس شان کو یوں بیان کیا۔

نگاہ عشق مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

اور رومی کشمیر حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو یوں آشکارا کیا

نور نبی دا روشن آہا آدم جدوں نہ ہویا

اول وآخر دوہیں پاسے اوہو مل کھلویا

معلوم ہوا کہ علامہ سِلوی کا یہ کہنا کہ آپ ﷺ پیدائشی نبی نہیں ہیں اور یہ کہ آپ چالیس سال سے پہلے منصب نبوت پر فائز نہ تھے اس آیت کریمہ کی روشنی میں بھی غلط ثابت ہوا۔

باب دوم:

پیدائشی نبوت کے خلاف علامہ سلوی کے باطل استدلالات۔

علامہ سلوی نے اپنی تحقیقات صفحہ 106 پر باب دوم میں

''عالم اجسام میں چالیس سال کے بعد اعطائے نبوت پر قرآنی دلائل'' کا عنوان قائم کر کے پہلی آیت مبارکہ سورہ یونس کی آیت نمبر 16 کو اپنے باطل موقف کیلئے مستدل بنایا آیت کریمہ کے الفاظ یہ ہیں:۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس:16)

علامہ سلوی نے اس آیت کا ترجمہ کنزالایمان سے نقل کیا وہ ترجمہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو میں اسے (قرآن مجید کو) تم پر نہ پڑھتا نہ وہ تم کو اس سے باخبر کرتا تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

پیش کردہ پہلی آیت کا صحیح مفہوم:

قابل توجہ:

آیت کریمہ کے ترجمہ سے علامہ سلوی کا موقف اور نظریہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا نہ ہی اس آیت کا چالیس سال بعد نبوت عطا کرنے کے ساتھ کچھ تعلق ہے۔ اس میں جو کچھ بیان ہوا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن پاک جو میں تلاوت کرتا ہوں یہ اللہ کی مشیت کے تحت ہے۔ اگر اللہ یہ چاہتا کہ میں اس کی تلاوت نہ کروں تو بلاشبہ میں اس کی تلاوت نہ کرتا اور اگر اس کی مشیت ہوتی کہ وہ تمہیں اس کتاب کے بارے میں کچھ نہ بتائے تو ایسے ہی ہوتا، لہذا میری تلاوت قرآن اور میرے مولا کا تمہیں کچھ بتانا دونوں اسی کی مشیت کا شاخسانہ ہیں۔ میں تم میں عمر کا ایک حصہ گذار چکا ہوں کیا تمہیں عقل نہیں؟۔ یعنی میری پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی سے تمہیں بآسانی جائزہ لینا چاہیے کہ میرا کوئی کام اپنی مرضی کے تابع نہیں بلکہ مشیت الٰہی کے مطابق اور اس کے تابع ہے۔

اگر اللہ کی مشیت ''عدم تلاوت'' کی ہوتی تو میری طرف سے بھی تلاوت کا عدم ہوتا، اور اگر اللہ کی مشیت تمہیں ''عدم ادراء''

کی ہوتی تو یقیناً تم اس ادراء قرآن سے بے خبر رہتے، میں تمہارے درمیان زندگی کا اتنا حصہ گذار چکا ہوں تمہیں شعور اور عقل سے کام لینا چاہیئے کہ میں غلط بیانی سے کام لینے والا نہیں ہوں۔

صریح اور واضح آیت کریمہ کا یہی مفہوم ہے۔ علامہ سلوی نے اپنے دعویٰ کے اثبات کیلئے ''خزائن العرفان'' ''تفسیر ابن کثیر'' ''تاویلات اہل سنت'' ''تفسیر الدر المنثور'' اور ''خصائص الکبریٰ'' کا سہارا لیا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ کسی تفسیر سے بھی علامہ سلوی صاحب کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔

نزول آیت کا مقصد:

سوال یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ کیا مقصد ظاہر کرنے کیلئے نازل کی گئی؟ اس کا جواب سید محمود آلوسیؒ بغدادی نے ''روح المعانی'' میں جو دیا وہ پیش خدمت ہے۔ علامہ سلوی بھی توجہ فرمائیں سید صاحب فرماتے ہیں۔

تحقيق لحقيّة القرآن وأنه من عنده سبحانه أثر بيان بطلان ما اقترحوه على أتم وجه

یہ قرآن حکیم کے حق ہونے کی تحقیق ہے، یہ کہ اللہ تعالیٰ کی

طرف سے ہے جو ان (کفار قریش) نے مطالبہ کیا تھا کہ (قرآن میں تبدیلی کردیں) اس کا بطلان بیان کرنے کے بعد اکمل انداز میں قرآن پاک کے حق اور کلام الٰہی ہونے کو ثابت کرنا مقصد ہے۔

علامہ آلوسیؒ سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فإنه برهان دال على كونه بأمر الله تعالى و مشيئته

یہ برہان ہے جو دلالت کرتی ہے کہ یہ قرآن اس کے امر اور مشیت کے ساتھ مربوط ہے۔

مقصد کا نتیجہ:

نیز یہ بتاتے ہیں کہ اس آیت کا معنی کیا بنے گا؟

والمعنى أن الأمر كله منوط بمشيئته تعالى وليس لي منه شيء أصلا ولو شاء سبحانه عدم تلاوتي له عليكم وعدم إدرائكم به بواسطتي بأن لم ينزله جل شأنه علي ولم يأمرني بتلاوته ما تلوته عليكم

معنی یہ ہے کہ تمام امر اس کی مشیت کے ساتھ مربوط ہے، اور میرا ئے لئے اس میں کوئی شے بالکل نہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا

میری ''عدم تلاوت'' تم پر اور تمہاری ''عدم ادراء'' (عدم اطلاع اس قرآن پر) میرے واسطہ سے بایں طور کہ مجھ پر نازل ہی نہ فرماتا، اور مجھے اس کی تلاوت کا حکم نہ کرتا، تو میں تم پر اس کی تلاوت بالکل نہ کرتا۔

وَلا أَدْرَاكُمْ بِهِ کا مطلب یہ ہے کہ ولا أعلمكم به بواسطتی وہ چاہتا کہ میرے واسطے سے تم کو اس قرآن سے باخبر نہ کرتا۔

یہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں مقدم ہے، مشیت خداوندی برائے عدم تلاوت اور یہ مستلزم ہے وجود کی عدم مشیت کو، اور اس کی نفی مستلزم ہے اس کی نفی کو اور یہ تب ثابت ہو گی جبکہ وجود کی مشیت کا تحقق ہو گا۔

پس ثابت ہوا کہ

أن تلاوته عليه الصلاة والسلام للقرآن وإدرائه تعالى بواسطته بمشيئته تعالى

آسان لفظوں میں آیت کا ترجمہ یوں ہے کہ

عدم تلاوت اور عدم ادراء یعنی آقا کریم ﷺ کا تلاوت قرآن نہ کرنا اور اللہ کا لوگوں کو آگاہ نہ کرنا اس قرآن کے بارے (یہ

دونوں منتفی ہیں) یعنی ان کی ضدین پائی گئی ہیں۔ ''تلاوت'' اور ''ادارء''

اس طرح تالی کی نفی ہوگئی اور قاعدہ ہے کہ تالی کی نفی ہوتو مقدم کی نفی ہوتی ہے جس طرح مشہور قضیہ شرطیہ ہے

ان کانت الشمس طالعة فالنھار موجود

(اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا) اس میں ''ان کانت الشمس طالعة'' مقدم ہے ''فالنھار موجود'' تالی ہے۔ اگر تالی کی نفی ہو یعنی دن موجود نہ ہوتو آفتاب بھی طلوع نہ ہوگا۔

اسی طرح یہاں جب ''عدم تلاوت'' اور ''عدم ادراء'' نہیں تو معلوم ہوا یہ دونوں چیزیں اللہ کی مشیت میں نہیں بلکہ اس کی مشیت میں ان دونوں کی ضدیں ہیں اور وہ ضدیں ہیں ''تلاوت قرآن'' اور ''ادراء قرآن'' (قرآن سے باخبر کرنا)۔

لہذا آیت کے اس حصہ میں حضور ﷺ کو نبوت عطاء کرنے، عطاء نہ کرنے کا کسی طرح ذکر ہی نہیں۔

علامہ آلوسیؒ نے اس آیت کریمہ کے مقصد کا نتیجہ یہ نکالا

فثبت أن تلاوته عليه الصلاة والسلام للقرآن وإدراءه تعالى بواسطته بمشيئته تعالى ثابت ہو گیا کہ حضور کا قرآن تلاوت کرنا اور اللہ کا لوگوں کو باخبر کرنا اس کی مشیت کے واسطہ سے ہے۔

آیت کریمہ کے اتنے حصے میں اعطائے نبوت کا موضوع ہی نہیں تو علامہ سلوی صاحب کا دعویٰ اتنے حصہ سے کسی طرح ثابت نہیں ہوتا۔ اگلا حصہ ہے

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ حصہ کیا ظاہر کر رہا ہے؟

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں

نوع تعليل للملازمة المستلزمة لكون ذلك بمشيئة الله عز وجل حسبما مر آنفا

یہ سابقہ ملازمہ جو مستلزم ہے کہ تلاوت قرآن اور ادراء قرآن اللہ کی مشیت کے ساتھ ہیں جیسا کہ تفصیل سے ابھی گذرا۔ اس کی ایک نوع کی علت بیان کرنا ہے۔

اس حصے میں یہ ملازمہ کی علت کیسے بیان ہوئی؟ علامہ فرماتے ہیں

والمعنى قد أقمت فيما بينكم مدة مديدة وهى مقدار أربعين سنة تحفظون تفاصيل أحوالى وتحيطون خبراً بأقوالى وأفعالى

معنی (اس حصہ کا) یہ ہے کہ میں نے تمہارے درمیان مدت مدید اقامت کی ہے وہ چالیس سال ہے۔ تم میرے احوال کی تفصیل سے آگاہ ہو۔ میرے اقوال اور افعال کا تم احاطہ کر سکتے ہو۔

(مِن قَبْلِهِ) أى من قبل نزول القرآن أو من قبل وقت نزوله

نزول قرآن یا وقت نزول سے پہلے۔ اس سے آگے علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں

"قبلہ" کی ضمیر کو تلاوت کی طرف لوٹانا غلط ہے۔ تو بھلا علامہ سیلوی صاحب اس ضمیر کو اعطائے نبوت کی طرف کیسے لوٹا سکتے ہیں۔ حالانکہ تلاوت کا ذکر ہے اعطائے نبوت کا تو کہیں اشارتاً ذکر بھی نہیں۔

یہ ہیں اشرف العلماء جو کہ "قبلہ" کی ضمیر کو اعطائے نبوت کی طرف لوٹا رہے ہیں جبکہ سید آلوسیؒ فرماتے ہیں (لیس بشئی) اسے تلاوت کی طرف بھی لوٹانا صحیح نہیں

؎ گر ہمیں مکتب و ہمیں ملاں ۔۔۔ کار طفلاں تمام خواہد شُد

آیت کا آخری حصہ ہے (أَفَلَا تَعْقِلُونَ) علامہ آلوسیؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں

أی ألا تلاحظون ذلك فلا تعقلون امتناع صدوره عن مثلى ووجوب كونه منزلا من عند الله العزيز الحكيم فإن ذلك غير خاف على من له عقل سليم وذهن مستقيم

یعنی کیا تم ملاحظہ نہیں کرتے اور تم سمجھتے نہیں کہ مجھ جیسے شخص سے اس قرآن کا صادر ہونا ممتنع ہے اور واجب ہے کہ اللہ عزیز و حکیم کا نازل کردہ ہو، یہ حقیقت اس بندے پر پوشیدہ نہیں ہو سکتی جس میں عقل سلیم اور ذہن مستقیم ہو۔

آیت کا اعطائے نبوت سے تعلق ہی نہیں:

یہ تو آیت کریمہ کے تمام حصوں کی تفسیر ہے جو علامہ آلوسیؒ نے بیان فرمائی جس میں اعطائے نبوت یا عدم اعطائے نبوت کا کہیں دور دُور تک نام و نشان نہیں، جبکہ علامہ سلوی صاحب نے اس آیت

کریمہ کو چالیس سال بعد اعطائے نبوت کی دلیل بنالیا ہے۔ سچ ہے

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا　　بھان متی نے کنبہ جوڑا

خاتمۃ المحققین، عمدۃ المدققین، مرجع اھل العراق ومفتی بغداد العلامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی بغدادی نے آیت کریمہ کے ایک ایک حصہ کی الگ الگ تفسیر بیان کرنے کے بعد جو کچھ فرمایا اس کا صرف ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں

''مجھے اپنی عمر کی قسم جس میں معمولی عقل بھی ہے جب وہ رسول اللہ ﷺ کے معاملہ میں تامل کرے گا اور اس بات میں غور کرے گا کہ آپ نے طویل زمانہ اُن میں گذارا، آپ نے کسی معاملہ میں علماء کی صحبت اختیار نہ فرمائی کسی فن میں ان کی طرف رجوع نہ فرمایا، کسی محاورہ اور مفاوضہ میں بلغاء کے ساتھ مخالطت نہ فرمائی اور خُطَب اور معارضہ میں ان کے ساتھ کوئی میل جول نہ کیا پھر وہ کتاب لے آئے جس کی فصاحت ہر ذی ادب سے فوقیت لے گئی اور جس کی بلاغت نے خالص عربوں کو حیرت میں مبتلا کر دیا اور یہ کتاب علوم کی اعلیٰ اصناف پر مشتمل ہے، منطوق اور مفہوم حقائق و دقائق پر مشتمل ہے اور اسرار غیب کی کاشف، جس میں ظنون کا دخل نہیں، اس میں اولین

کے واقعات، آخرین کی احادیث، پہلی کتب منزلہ کی مصدق، احکام مجملہ ومفصلہ پرنگران لہذا کوئی اشتباہ باقی نہ رہا کہ یہ کتاب منزل من اللہ جل جلالہ و عم افضالہ ہے"

آخر میں علامہ فرماتے ہیں۔

هذا هو الذى اتفقت عليه كلمة الجمهور وهو أوفق بالرد عليهم كما لا يخفى على المتأمل

یہ بیان وہ ہے جس پر جمہور کا اتفاق ہے اور منکرین کے رد کیلئے یہ بہت موافق ہے جیسا کہ غور کرنے والے پر مخفی نہیں۔

بعض مفسرین نے "وَلَا اَدْرٰاكُمْ بِه" کو "لَاَدْرَاكُمْ" کی قرأت کے ساتھ بھی لیا یعنی مشہور قرأت میں "لا" نافیہ ہے جب کہ اس قرأت میں "لام" تاکیدی ہے۔ پھر مفہوم اور مطلب میں بھی فرق پڑتا ہے۔

تاہم علامہ سیلوی صاحب جو دعویٰ اس آیت سے ثابت کرنا چاہتے ہیں روح المعانی کے مطابق یہاں اس دلیل کا نام ونشان نہیں' قارئین کرام! روح المعانی کے بعد اب اسی آیت کریمہ کی

تشریح کیلئے ابو الفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیر القریشی الدمشقی المتوفی 755ھ کی تفسیر بھی ملاحظہ فرمائیں

قُلْ لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ أی هذا إنما جئتكم به عن إذن الله لی فی ذلك ومشيئته وإرادته، والدليل على أنی لست أتقوّله من عندی ولا افتريته أنكم عاجزون عن معارضته، وأنكم تعلمون صدقی وأمانتی منذ نشأت بينكم إلى حين بعثنی الله عز وجل، لا تنتقدون علی شيئا تغمصونی به؛ ولهذا قال (فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ) أی أفليس لكم عقول تعرفون بها الحق من الباطل.

پھر جو آپ ان کے پاس لیکر آئے ہیں (قرآن مجید) اس کی صحت پر حجت پیش کرتے ہوئے بحکمِ خدا فرمایا، میں تمہارے پاس اللہ کے اذن، ارادہ اور مشیت سے لایا ہوں۔ اور اس بات پر دلیل کہ یہ میں نے اپنی طرف سے نہ کہا، نہ گھڑا ہے، یہ ہے کہ تم اس کے مقابلہ سے عاجز ہو، نیز تم میرے صدق و امانت سے خوب واقف ہو میں زمانہ بعثت تک تمہارے درمیان پروان چڑھا ہوں کبھی تم نے

مجھ پر اعتراض نہ کیا، لہذا فرمایا کیا تم میں عقول نہیں جن کے ساتھ حق کو باطل سے جدا کر سکو۔

اس تفسیر میں ''الی حین بعثنی اللہ عز وجل'' سے علامہ سلوی صاحب اور ان کے ہونہار صاجزادہ غلام نصیر الدین (جو کہ نصیر الدین گولڑوی کے اندر سے سخت خلاف ہیں مگر اپنے نام میں ان کی غلامی کا دم بھرتے ہیں) نے بھی دھڑلے سے لکھا ہے کہ بعثت سے مراد اعطائے نبوت ہے ملاحظہ ہو ''تحقیقات'' صفحہ 246

لفظ بعثت کا معنی ''اعطائے نبوت'' کسی لغت کی کتاب میں نہیں:

بندہ نے بے شمار کتب لغت کا مدینہ منورہ میں مطالعہ کیا کسی میں لفظ ''بعثت'' کا معنی ''اعطائے نبوت'' نہ ملا، کیا ہی بہتر ہوتا کہ اشرف العلماء اور ان کے صاجزادہ صاحب، (چالیس سال کا حوالہ مواعظ نعیمیہ جیسی مستند کتاب سے اگر دے سکتے ہیں) لفظ ''بعثت'' کا معنی ''اعطائے نبوت'' کیلئے کسی قاموس یا لغت کا سہارا

لے لیتے اور کوئی حوالہ پیش کر دیتے۔ لیکن افسوس کہ باپ بیٹا کوئی ایسا حوالہ پیش نہ کر سکے۔ حوالہ کہاں سے پیش کرتے جبکہ لفظ بعثت کے جتنے معانی لغات کی کتب میں درج ہیں ان میں یہ معنی ''لغت سلویہ'' کے علاوہ کہیں بھی مذکور نہیں۔

بطور شہادت چند لغات کا حوالہ حاضر خدمت ہے۔

نمبر 1 قاموس الیاس العصری میں لکھا ہے۔

بَعَثَ، بَعْث، بعثةً اَرْسَلَ اس نے بھیجا، بھیجنا

To Send.

دوسرا معنی اَیْقَظَ اس نے جگایا، جگانا

To Awaken

تیسرا معنی اَوْفَدَ اس نے وفد بھیجا بھیجنا

To Delegate Commission

چوتھا معنی موت سے واپس لانا

Bring back to life

بعثۃ ,ارسالیۃ mission

باعث ،مُرسِل ، بھیجنے والا Sender

نمبر 2 تاج العروس جلد 5 تصنیف سید محمد مرتضیٰ

بعث (أَرْسَلَهُ) وَحْدَهُ اسے اکیلا بھیجا اسی میں لکھا ہے

ومحمّدٌ صلى الله عليه وسلم خَيْرُ مَبْعُوثٍ

وبَعَثَ بِه، أَرسَلَه مع غَيْرِه غیر کے ساتھ بھیجا

بَعَثَ فُلاناً مِن مَنامه ،أَيقظه اسے نیند سے بیدار کیا

والبَعْثُ)بَعْثُ الجُنْدِ إِلى الغَزْوِ لشکر کو غزوہ کیلئے بھیجنا

اعلم أَنّ البَعْث فی كلام العَرَب على وَجْهَين أَحدُهما الإِرسالُ ، كقوله تعالى (ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِم مُّوسَى) معناه أَرسَلْنا والبَعْثُ أَيضاً الإِحْياءُ (ثُمَّ بَعَثْنَاكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ)

والبَعْثُ النَّشْرُ نَشْرُهُم ليومِ البَعْثِ .

ومن أَسْمَائِه عَزّ وجلّ الباعِثُ هو الذی يَبْعَثُ الخَلْقَ ، أَی يُحْيِيهم بعدِ المَوْتِ يومَ القِيامَةِ .

البعث الرسول والجمع ''البُعثان''

نمبر 3 ''معجم متن اللغۃ'' تصنیف شیخ احمد رضا

علامہ بغوی دمشقی نے لفظ بعث کے معانی لکھے ہیں۔

بعثه: ارسله وحده

بعثه به: ارسله مع غيره

بعثه من النوم: افاقه

بعث الميت: افاقه و احياه

البعث: يوم القيمة

الباعث: الداعى

نمبر 4 ''لسان العرب'' میں محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری لفظ بعثت کے متعدد معانی لکھتے ہیں علامہ سلوی اور ان کے صاحبزادہ صاحب توجہ سے ملاحظہ فرمائیں اور معانی میں سے ذرا تلاش کریں کہ ''اعطائے نبوت'' والا معنی کہیں مذکور ہے؟

(بعث) بَعَثَهُ يَبْعَثُهُ بَعْثاً أَرْسَلَهُ وَحْدَه

(وَبَعَثَ به) أَرسله مع غيره

(وابْتَعَثَه) أيضاً أى أرسله فانْبعَثَ وفى حديث علىّ يصف النبى صلى الله عليه وسلم شَهِيدُك يومَ الدين وبَعِيثُك نعْمة أى مَبْعُوثك الذى بَعَثْته إلى الخَلْق أى أرسلته فعيل بمعنى مفعول وفى حديث ابن زَمْعَة اذا انْبَعَثَ أشْقاها يقال انْبَعَثَ فلانٌ لشأنه إذ ثار ومَضَى ذاهباً لقضاء حاجَته

(والبَعْثُ) الرسولُ والجمع بُعْثانٌ

(والبَعْثُ): بَعْثُ الجُنْدِ إلى الغَزْو

(والبَعْثُ) القومُ المَبْعُوثُونَ المُشْخَصُونَ ويقال هم البَعْثُ بسكون العين وفى النوادر يقال "ابْتَعَثْنا الشامَ عِيراً" إذا أرسَلوا إليها رُكّاباً للميرة وفى حديث القيامة "يا آدمُ ابْعَثْ بَعْثَ النار" أى المَبْعُوث إليها من أهلها وهو من باب تسمية المفعول بالمصدر (وبَعَثَ الجُنْدَ يَبْعَثُهم بَعْثاً) وجَّهَهُم وهو من ذلك وهو البَعْثُ والبَعِيثُ وجمع

البَعثِ بُعُوث قال ولكنَّ البُعُوثَ جَرَتْ علينا فَصِرْنا بين تَطْوِيحٍ وغُرْمٍ وجمع البَعِيثِ بُعُثٌ والبَعْثُ يكون بَعْثاً للقوم يُبْعَثُون إلى وَجْهٍ من الوجوه مثل السَّفْر والرَّكْب وقولهم'' كنتُ في بَعْثِ ''فلانٍ أى في جيشه الذى بُعِثَ معه

(والبُعُوثُ) الجُيوش

(وبَعَثَه على الشىء) حمله على فِعْله وبَعَثَ عليهم البَلاء أَحَلَّه وفي التنزيل العزيز'' بَعَثْنا عليكم عِبادا لنا أُولى بأس شديد ''وفي الخبر أَنَّ عبد المَلِك خَطَبَ فقال بَعَثْنا عليكم مُسلِمَ بن عُقْبة فَقَتلَكم يوم الحَرَّة

(وانْبَعَثَ الشىءُ وتَبَعَّثَ) انْدَفَعَ

(وبَعَثَه من نَوْمه بَعَثاً فانْبَعَثَ) أيقظه وأَهَبَّه وفي الحديث ''أَتاني الليلةَ آتِيانِ فابْتَعَثاني'' أى أيقظاني من نومى

(وتأويلُ البَعثِ) إزالةُ ما كان يَحْبِسُه عن

التَّصَرُّف

(والانْبِعاثِ وانْبَعَثَ فی السَّیْر) أَی أَسْرَع
(ورجلٌ بَعِثٌ) کثیر الانْبِعاثِ من نومه
(ورجل بَعْثٌ وبَعِثٌ وبَعَثٌ) لا تزال هُمُومه تؤَرِّقُه وتَبْعَثُه من نومه قال حُمَيْدُ بن ثَوْر تَعْدُو بأَشْعَثَ قد وَهَى سِرْبالُه بَعْثٍ تؤَرِّقُه الهُمُوم فيَسْهَرُ والجمع أَبْعاث وفی التنزیل" قالوا یا وَیْلَنا مَنْ بَعَثَنا من مَرْقَدِنا هذا" وَقْفٌ التَّمام وهو قول المشركين يوم النُّشور وقولُه عز وجل "هذا ما وَعَدَ الرحمنُ وصَدَقَ الْمُرْسَلُون" قَوْلُ المؤْمنين وهذا رَفْعٌ بالابتداء والخَبَرُ ما وَعَدَ الرحمنُ وقرء" یا وَیْلَنا مِنْ بَعْثِنا مِن مَرْقَدِنا" أَی مِن بَعْثِ الله إِيَّانا من مَرْقَدِنا والبَعْثُ في كلام العرب على وجهين أَحدهما الإِرْسال كقوله تعالى ثم بَعَثْنا من بعدهم موسى معناه أَرسلنا والبَعْثُ إِثارةُ بارِكٍ أَو قاعِدٍ تقول بَعَثْتُ البعير فانبَعَثَ أَی

أَثَرْتُه فَثَار والبَعْثُ أَيضاً الإِحْياء من الله للمَوْتى ومنه قوله تعالى ''ثم بَعَثْناكم من بَعْدِ موتِكم'' أى أَحيينا كم

(وبَعَثَ المَوْتى) نَشَرَهم ليوم البَعْثِ

(وبَعَثَ اللهُ الخَلْقَ يَبْعَثُهُم بَعْثاً) نَشَرَهم من ذلك وفتح العين فى البعث كله لغة ومن أَسمائه عز وجل

(الباعِثُ) هو الذى يَبْعَثُ الخَلْقَ أَى يُحْيِيهم بعد الموت يوم القيامة

(وبَعَثَ البعيرَ) فانْبَعَثَ حَلَّ عِقالَه

نمبر 5 ''الصحاح فى اللغة'' للجوہری علامہ سِلوی اس لغت میں بھی اعطائے نبوت والا معنی تلاش کر کے دیکھ لیں انہیں اپنا مصنوعی معنی یہاں بھی نہ ملے گا۔

(بَعَثَهُ وابْتَعَثَهُ) بمعنىً، أى أرسله، فانبعث

(وقولهم كنتَ فى بَعْثِ فلان)، أى فى جيشه الذى بُعِثَ معه

(والبُعوثُ) الجیوش

(وبَعَثْتُ الناقةَ) أثَرْتُها

(وبَعَثَهُ من منامه) أی أهَبَّه

(وبَعَثَ الموتی) نَشَرَهُم لیوم البعث۔

(وانْبَعَثَ فی السیر)، أی أسرع

(وتَبَعَّثَ منّی الشِعْرُ) أی انبعث، کأنّه سالَ

بعثت کا معنی ''بھیجنا'' حدیث سے ثبوت

إنّی بُعِثْتُ إلَی أَهْلِ الْبَقِیعِ لأصَلّیَ عَلَیْهِمْ

(سنن النسائی کتاب الجنائز)

میں اہل بقیع کی طرف بھیجا گیا کہ ان پر صلوۃ کروں۔ واضح ہے کہ یہاں اعطائے نبوت والے معنی کا امکان ہی نہیں۔

دوسری حدیث میں ہے

إذَا بَعَثْتُمْ رَسُولا فابْعَثُوهُ حَسَنَ الْوَجْهِ، حَسَنَ الاسم

(المعجم الکبیر)

''جب میری بارگاہ میں کوئی قاصد بھیجو تو اچھی صورت اچھے نام کا بھیجو''

لغت کی کسی کتاب میں لفظ ''بعثت'' کا معنی ''اعطائے نبوت'' نہیں لکھا پھر کہنا پڑے گا ''السی این یذھبان (ای الاب والابن)؟

یہ باپ بیٹا کدھر جارہے ہیں؟؟ انہیں کیا ہوگیا؟

باپ بیٹے کی بناءِ جدید عقیدہ، لفظ ''بعث'' پر ہے جب بنا ہی قائم نہ رہی تو دونوں کی عمارت دھڑام سے گرگئی، اسی لئے دونوں عاشقان رسول کی نظروں سے بھی گر گئے۔ اور ؐیہ دونوں اوران کا نامعلوم بلکہ مجہول تلمیذ بھی حیرت کا شکار ہیں کہ یہ کیا ہوگیا؟ واعظین اور علماء ہم سے ناراض کیوں ہوگئے؟

واعظین اور مقررین کے متعلق علامہ سلوی کے نامعلوم تلمیذ کے گلہ شکوہ کے انداز کو چند شذرات کی شکل میں ملاحظہ فرمائیں۔

''بعض لوگوں کا مبلغ علم یہ ہے کہ وہ عربی عبارات درست نہیں پڑھ سکتے۔ لیکن انہوں نے اس معاملے کو یوں اچھالا جیسے یہ بچوں کا کھیل ہو۔

اگران سے پوچھا جائے کہ عقائد کی دس معتبر عربی کتب کے نام گنوادو تو شاید وہ نہ گنوا سکیں۔

امہات کتب تک رسائی نہیں لیکن انہیں بھی سستی شہرت کا شوق چرایا۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اتنی عظیم شخصیت جس کے تلامذہ کے تلامذہ آج مسند تدریس کی رونق ہیں۔ (کاش علامہ سلوی اپنے سمجھدار تلامذہ سے مشورہ ہی کر لیتے) "ھاشمی تمنا"

آپ کس منہ سے ان کی شان میں لب کشائی کر رہے ہیں؟

آپ خاموشی اختیار فرمائیں --- یہ علماء کا باہمی معاملہ ہے" تحقیقات صفحہ 8

یہ تھا روئے سخن واعظین اور مقررین کی طرف انہیں خوب دھمکی دے کر تلمیذ رشید نے خاموش کر دیا۔

اب ذرا علمائے کرام کی طرف اس تلمیذ کا روئے سخن ملاحظہ فرمائیں

"اہل علم جو اس مسئلے میں گفتگو کے اہل ہیں ان پر افسوس ہے کہ سوائے دو یا تین اہل علم کے کسی مہربان نے یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی کہ اصل مسئلہ کیا ہے؟"

حضرت اشرف العلماء کا کیا موقف ہے؟

اس موقف کے دلائل کیا ہیں؟

تبصرہ:

بندہ کا تبصرہ یہ ہے کہ واعظین اور مقررین کے بعد اہل علم کو بھی تلمیذ رشید خوب رگڑا دے رہے ہیں بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ انہیں ''اہل علم'' کہہ کر تلمیذ نا ہنجار ان کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ اس لئے کہ جو اہل علم اصل مسئلہ جاننے کی کوشش نہ کر سکے۔ جو علامہ سلوی کا موقف نہ سمجھ سکے وہ دلائل کیسے سمجھ سکتے ہیں؟۔ نا معلوم تلمیذ نے ان اہل علم کے بارے آخر یہ لکھ دیا:

''زیادہ تر سنی سنائی باتوں پر اور سینہ بہ سینہ چلنے والی روایات پر اعتماد کرتے ہوئے مخالفت اور کردار کشی کی مہم کا آغاز کر دیا''

تبصرہ:

واضح ہے جو اہل علم سنی سنائی باتوں پر اعتماد کرتے ہوں اور سینہ بہ سینہ چلنے والی روایات ان کے علم کا محور ہو جبکہ اصل تحقیق کی طرف نہ جائیں وہ اہل علم کہاں ہیں؟۔

گویا اس نا ہنجار شاگرد نے علامہ سلوی کی اندھی تقلید کی وجہ سے تمام اہل علم کو بھی عام واعظین کے زمرہ میں داخل کر دیا، اور ان

پر الزام بھی لگا دیا کہ انہوں نے علامہ سیلوی کی مخالفت اور کردار کشی کی مہم کا آغاز کر دیا۔ حالانکہ اہل سنت علماء میں ایک بھی عالم دین ایسا نہ ملے گا جو مخالفت برائے مخالفت پر اعتقاد رکھتا ہو اور کردار کشی اس کا معمول ہو۔

مجہول تلمیذ نے اشرف العلماء اور اکابر اہلسنت کا موقف بیان کرتے ہوئے آخر میں لکھ دیا۔

"لیکن عالم اجسام میں بشمول سید عالم ﷺ کسی نبی کو چالیس سال سے پہلے مقام نبوت پر فائز نہیں کیا گیا یہی اللہ کی سنت جاریہ ہے" تحقیقات صفحہ 13

جبکہ اشرف العلماء حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے سخت پھنسے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ اشرف العلماء لکھتے ہیں۔

"جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن میں نبی بنائے جانے پر اجماع اور اتفاق نہیں" صفحہ 196

تبصرہ :

حالانکہ عبارۃ النص سے ثابت ہو رہا ہے کہ جب آپ نے حالت صبا (بچپن) میں کلام کیا اللہ تعالیٰ آپ کو نبوت عطا فرما چکا تھا اس لئے آپ نے ''وجعلنی نبیاً'' ارشاد فرمایا

مگر تاویل شاں در حیرت انداخت

جبریل و خدا و مصطفےٰ را

مگر ان کی تاویل نے جبریل خدا اور مصطفےٰ ﷺ کو بھی حیرت میں ڈال دیا (مطلب یہ کہ ان کی فرضی تاویل کسی جگہ بھی قابل قبول نہیں ہے) اشرف العلماء محض اپنے فرضی نظریہ کو ثابت کرنے کیلئے عبارت النص میں تغیر و تبدل کرنے پر تل گئے۔

علامہ سلوی کا غیر ذمہ دارانہ حوالہ:

اشرف العلماء علامہ سلوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''علماء کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت کب ملی؟''

بعض حضرات نے بچپن سے ہی نبوت کا قول کیا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے

تیس سال کی عمر میں نبی بنائے جانے کا قول کیا ہے۔

اور بعض حضرات نے چالیس سال کی عمر میں نبی بنائے جانے پر اصرار کیا اور اسی آخری قول کو معتمد علیہ قرار دیتے ہوئے فرمایا

''والمعتمد انه علیه السلام نبی علی راس الاربعین و عاش نبیا و رسولا ثمانین سنتة'' صفحہ 195

اس آخری قول کے ''معتمد علیہ'' ہونے کیلئے جلالین اور اس کے حواشی کا حوالہ دیا۔ علامہ سلوی نے جلالین کا نام صرف اپنا الو سیدھا کرنے کیلئے لکھ دیا جبکہ مدارس میں مروج کسی نسخہ میں یہ قول منقول نہیں ممکن ہے علامہ سلوی کے پاس کسی دیوبندی کے حاشیہ والا نسخہ موجود ہو اور اس میں ایسی عبارت مذکور ہو۔

تبصرہ :

تلمیذ ناہنجار تو پورے وثوق سے کہہ رہا ہے کہ

''کسی نبی کو بھی چالیس سال سے پہلے مقام نبوت پر فائز نہیں کیا گیا''

لیکن اشرف العلماء (مجہول تلمیذ کے استاذ گرامی) لکھتے ہیں

کہ

''بعض حضرات نے اگرچہ بچپن سے نبوت کا قول کیا ہے''

لیکن دوسرے حضرات نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے تیس سال کی عمر میں نبی بنائے جانے کا قول کیا ہے۔

پہلا قول جو کہ قرآنی عبارۃ النص کے عین مطابق ہے اس قول کو ترک کرنا اور اسے قابل اعتماد قرار نہ دینا اور جلالین کے حواشی کا سہارا لیکر تیسرے قول کو معتمد علیہ قرار دینا۔ اشرف العلماء ہی اس کی جرأت کر سکتے ہیں، باقی علماء تو ایسا قول کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔

کہ پہلا قول قابل اعتماد نہیں اس لئے کہ وہ عبارۃ النص کے مطابق ہے۔ سبحان اللہ یہ ہیں اشرف العلماء۔ اگر اشرف العلماء کا یہ حال ہے تو عام علماء کا کیا حال ہوگا؟

بچپن میں نبوت عطا ہونے والے قول کو اگرچہ قابل اعتماد قرار نہیں دیا تاہم اسے قبول کرنے کی صورت میں رسول کریم ﷺ پر جزوی فضیلت کو قبول کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

''اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسول کریم ﷺ پر جزوی فضیلت تسلیم کی جائے تو اس سے کلی فضیلت ثابت نہیں ہوتی'' (قلمی مسودہ

از اشرف العلماء صفحہ 74) اس کے بعد جزوی اور کلی فضیلت کے حوالے سے (قلمی مسودہ میں) جو گل علامہ سلوی نے کھلائے ان کا ذکر نہ کرنا ہی بہتر محسوس ہوتا ہے۔

آیت نمبر 16 کی مزید وضاحت:

سورہ یونس کی آیت نمبر 16 کی دیگر تفاسیر کی روشنی میں ایمان افروز تفسیر ملاحظہ فرمائیں اور غور فرمالیں کہ علامہ سلوی کس وادی میں بھٹک رہے ہیں۔

تفسیر جامع البیان عن تاویل آی القرآن "المعروف التفسیر الطبری" تصنیف ابو جعفر محمد بن جریر الطبری المتولد 224ھ المتوفی 310ھ نے اسی آیت کے تحت فرمایا

(قل) لهم ، يا محمد (لو شاء الله ما تلوته عليكم)، أى ما تلوت هذا القرآن عليكم ، أيها الناس ، بأن كان لا ينزله علىَّ فيأمرنى بتلاوته عليكم (ولا أدراكم به)، يقول ولا أعلمكم به (فقد لبثت فيكم عمرًا من قبله) يقول فقدمكثت فيكم أربعين سنة من

قبل أن أتلوَه عليكم ، ومن قبل أن يوحيه إلىّ ربى

اس عبارت کا خلاصہ مفہوم وہی ہے جو روح المعانی میں بیان ہو چکا یعنی یہ سارا بیان نزول قرآن کے حوالے سے ہے۔

آیت کا اعطائے نبوت سے تعلق ہی نہیں:

علامہ شیخ احمد بن محمد الصاوی المصری المالکی المتولد 1155ھ المتوفی 1241ھ تفسیر صاوی میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں

فشامل هاتين الحجتين القاطعتين تحت هذا اللفظ الوجيز احدها ان هذا من الله لا من قبلى ولا هومقدورلى ولا من جنس مقدور البشروان الله لو شاء لامسك عنه قلبى ولسانى واسماعكم وافهامكم فلم اتمكن من تلاوته عليكم ولم تتمكنوا من درايته وفهمه. الحجة الثانيه انى قد لبثت فيكم عمرى الى حين اتيتكم به وانتم تشاهدونى وتعرفون حالى وتصحبونى سفرا وحضرا وتعرفون دقيق امرى وجليله وتحققون سيرتى ثم جئتكم بهذا النباء العظيم الذى فيه علم الاولين والاخرين وعلم ماكان وما يكون على التفصيل فاى برهان

او ضح من ھذا

اس مختصر جامع لفظ (آیت) کے تحت دو قطعی حجتوں پر غور کرو۔

پہلی حجت کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہے نہ کہ میری طرف سے۔ نہ یہ کلام میری قدرت میں ہے۔ نہ اس جنس سے ہے جو بشر کی قدرت میں ہو۔ اور اگر اللہ چاہتا تو میرے دل اور میری زبان سے اس کلام کو روک لیتا نیز تمہارے کانوں اور فہموں سے اسکو روک لیتا۔ میں تم پر تلاوت نہ کر سکتا۔ تم اس کی درایت اور فہم حاصل نہ کر سکتے۔

دوسری حجت اس کتاب کو لانے سے پہلے میں تمہارے درمیان عمر گذار چکا ہوں۔ تم مجھے دیکھتے رہے میرے حال کو پہچانتے ہو، سفر و حضر میں میرے ساتھ رہے۔ میرے دقیق اور جلیل امر کو پہچانتے ہو، میری سیرت سے آگاہ ہو۔ پھر میں تمہارے پاس یہ قرآن حکیم لایا جس میں علم اولین و آخرین ہے جس میں جو ہو چکا اور جو ہوگا اسکا تفصیل سے بیان ہے، اس سے بڑی اور زیادہ واضح کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ کہ یہ کلام الٰہی ہے نہ کہ میرا کلام۔

فکل من لہ عقل سلیم وفھم ثاقب یعلم ان ھذا القرآن من عند اللہ لا من عند نفسہ

ہر وہ آدمی جس میں عقل سلیم اور فہم ثاقب ہے، وہ جانتا ہے

کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہے، نہ کہ حضور ﷺ کا بنایا ہوا۔

ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین الملقب بفخر الدین الرازی اپنی مشہور زمانہ تفسیر ''مفاتیح الغیب'' المعروف تفسیر کبیر میں اسی آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

المسألة الأولى اعلم أنا بيّنا فيما سلف ، أن القوم إنما التمسوا منه ذلك الالتماس ، لأجل أنهم اتهموه بأنه هو الذي يأتي بهذا الكتاب من عند نفسه ، على سبيل الاختلاق والافتعال ، لا على سبيل كونه وحياً من عند الله فلهذا المعنى احتج النبي عليه الصلاة والسلام على فساد هذا الوهم بما ذكره الله تعالى في هذه الآية وتقريره أن أولئك الكفار كانوا قد شاهدوا رسول الله صلى الله عليه وسلم من أول عمره إلى ذلك الوقت ، وكانوا عالمين بأحواله وأنه ما طالع كتاباً ولا تلمذ لأستاذ ولا تعلم من أحد ، ثم بعد انقراض أربعين سنة على هذا الوجه جاء هم بهذا الكتاب العظيم المشتمل على نفائس علم

الأصول ، ودقائق علم الأحكام ، ولطائف علم الأخلاق ، وأسرار قصص الأولين وعجز عن معارضته العلماء والفصحاء والبلغاء ، وكل من له عقل سليم فإنه يعرف أن مثل هذا لا يحصل إلا بالوحي والإلهام من الله تعالى:

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ اس آیت میں قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے پر رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ اور قرآن کریم کے مضامین سے استدلال کیا گیا ہے۔

جناب شیخ ابراہیم القطان اپنی تفسیر ''تیسیر التفسیر'' میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

قل لهم ، ايها الرسول لو شاءَ اللهُ ان لا يُنزل عليَّ قرآناً من عنده ، وان لا أبلّغكم به ما أنزله ، وما تلوته عليكم ، ولا أعلمكم اللهُ به لكنه نَزّل وأرسلني به ، وتلوتُه عليكم كما أمرني

اے رسول ﷺ فرما دیجئے! کہ اگر اللہ کی مشیت مجھ پر قرآن نازل کرنے کی نہ ہوتی تو نہ میں تم پر اس کی تلاوت کرتا اور نہ اللہ

تمہیں اس کتاب کے بارے باخبر کرتا لیکن اس نے مجھ پر یہ کتاب نازل فرمائی اور میں نے اس کتاب کو اللہ کے حکم کے مطابق تم پر تلاوت کیا۔

ابن القیم الجوزیہ کی تفسیر ''بدائع'' تفسیر ''جلالین'' تفسیر ''خازن'' تفسیر ''معالم التنزیل'' تفسیر ''ابن عباس'' میں جو کچھ فرمایا گیا اس کا خلاصہ ومفہوم یہی ہے کہ یہ آیت قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کی واضح حجت اور دلیل ہے۔

نبوت پہلے، کتاب بعد میں "قرآن سے ثبوت"

اس آیت (سورہ یونس 16) میں نبی کریم ﷺ کی نبوت کے بارے میں بظاہر کوئی ذکر نہیں۔ آپ کو نبوت کب عطا ہوئی؟ لیکن قرآن کریم عطا کرنے کا ذکر ہے جیسا کہ تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا نبوت پہلے اور اعطائے کتاب بعد میں ہو سکتی ہے یا نہیں؟ ہمارے پاس مثال موجود ہے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو نبوت پہلے عطا ہوئی اور کتاب لینے بعد میں ''طور'' پر تشریف لے گئے۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنا گئے جس کا تفصیل کے ساتھ ذکر سورۃ ''البقرہ: آیت 51'' سورۃ ''الانعام آیت 154''

،سورۃ ''الاعراف' آیت 138 '،سورۃ ''الفرقان: 35''،اور دیگر متعدد سورتوں میں موجود ہے۔

بطور مثال سورۃ الاعراف آیت نمبر 103 میں ہے

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ

پھر ہم نے ان (انبیاء مذکورین) کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں کیساتھ فرعون اور اسکے سرداروں کے پاس بھیجا تو انہوں نے ان (دلائل اور معجزات) کے ساتھ ظلم کیا، پھر آپ دیکھئے کہ فساد پھیلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟

اسکے بعد جادوگروں سے مقابلہ میں آپ کی واضح جیت جس کے نتیجہ میں جادوگروں کا موسیٰ وہارون علیہما السلام کے رب پر ایمان لانے کا ذکر ہے، فرعون کی طرف سے ان کو جو دھمکی دی گئی اس کا ذکر ہے، اور انہوں نے جس جرأت سے فرعون کو جواب دیا اس کا ایمان افروز بیان ہے۔

اس کے بعد آیت نمبر 127 سے درباریوں نے فرعون کو

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کے بارے جو مشورہ دیا اس کا بیان ہے۔

اس کے بعد فرعونیوں پر عذاب نازل ہونے کا ذکر ہے اور بنی اسرائیل کو فرعونیوں سے نجات عطا ہونے کا بیان ہے۔

اسکے بعد آیت نمبر 142 میں کتاب ''تورات'' عطا کرنے کیلئے آپ کو ''میقات'' پر بلایا گیا۔

آیت نمبر 144 میں ارشاد ہوا اے موسیٰ ہم نے تجھے اپنی رسالتوں اور کلام کے ساتھ چن لیا ہے۔ جو ہم نے تجھے دیا وہ لے لے اور شکر گذار ہو جا۔

اس کے بعد نمبر 145 میں الواح میں ہر شے لکھ دینے کا بیان ہے۔

واضح ہوا کہ آپ کو نبوت و رسالت اور کلیم اللہ ہونے کا منصب پہلے عطا ہوا اور کتاب بعد میں دی گئی۔

لہذا رسول کریم ﷺ کو غار حرا میں کتاب الٰہی عطا ہونے سے لازم نہیں آتا کہ اس سے پہلے آپ نبی نہ تھے۔

علامہ سلوی کے موقف کا جنازہ:

فثبت ان استدلال السلوی من ھذہ الآیۃ الکریمہ ۔علی عدم وجود نبوۃ المصطفٰے قبل انزال القرآن' باطل ۔ وھذا ھو المطلوب وھو المقصود فما ثبت دعوی السلوی واذا لم یثبت دعواہ فدعواہ باطل باطل باطل و نبوۃ محمد ﷺ ثابتۃ ثابتۃ ثابتۃ

باطل موقف پر باطل استدلال:

علامہ سلوی نے اپنے باطل موقف (کہ حضور ﷺ چالیس سال سے قبل نبی نہیں تھے) پر سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر 52 کا یہ حصہ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَان نقل کیا ہے حالانکہ اس آیت کریمہ سے استدلال بھی باطل ہے۔ اس آیت کریمہ سے مراد کیا ہے؟ اس آیت کا مقصد کیا ہے؟ اس کا شان نزول کیا ہے؟ یہ سمجھنے کیلئے میں پوری آیت کریمہ پیش کرتا ہوں اس کا ترجمہ اور تفاسیر کی روشنی میں اس کی تفسیر پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں ۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (الشوریٰ:52)

سو اسی طرح ہم نے آپ کی طرف جبریل کو اپنے حکم سے بھیجا آپ نہ جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ ایمان مگر ہم نے اسے نور بنا دیا۔ ہم اِس (نور) کے ذریعہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت سے نوازتے ہیں، اور بیشک آپ ہی صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت عطا فرماتے ہیں۔

اس کی تفسیر ''روح المعانی'' سے ملاحظہ فرمائیں۔

ومثل هذا الإيحاء البديع على أن الإشارة لما بعد (أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحاً مِّنْ أَمْرِنَا) وهو ما أوحى إليه عليه الصلاة والسلام أو القرآن الذى هو للقلوب بمنزلة الروح للأبدان حيث يحييها حياة أبدية ، وقيل أى ومثل الإيحاء المشهور لغيرك أوحينا إليك وقيل

أی ومثل ذلك الإيحاء المفصل أوحينا إليك إذ كان عليه الصلاة والسلام اجتمعت له الطرق الثلاث سواء فسر الوحی بالإلقاء أم فسر بالكلام الشفاهی، وقد ذكر أنه عليه الصلاة والسلام قد ألقى إليه فی المنام كما ألقى إلى إبراهيم عليه السلام وألقى إليه عليه الصلاة والسلام فی اليقظة على نحو إلقاء الزبور إلى داود عليه السلام. ففی الكبريت الأحمر للشعرانی نقلاً عن الباب الثانی من الفتوحات المكية أنه صلى الله عليه وسلم أعطى القرآن مجملاً قبل جبريل عليه السلام من غير تفصيل الآيات والسور

جس طرح ہم نے شاندار وحی آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرف بھیجی اُسی طرح آپ کی طرف ہم نے جبریل علیہ السلام کو اپنے امر سے بھیجا 'اوحینا'' ارسلنا کے معنی میں ہوگا اور ''روحا'' سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں جس طرح ارشاد ہے'' تنزل الملائکة والروح ''اور ''نزل به الروح الامین'' لفظ'

کذالك ’’ تشبیہ کیلئے ہے اور ’’اوحینا‘‘ سے ایحاء کا اثبات ہے۔

حضور ﷺ کیلئے وحی کے تین طریقے ثابت ہو رہے ہیں۔

نمبر 1:۔ وحی بمعنی القاء الشفاھی: آمنے سامنے القاء، پیغام عطا کرنا۔

نمبر 2:۔ خواب میں القاء کرنا جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں احکام عطا ہوئے تھے۔

نمبر 3:۔ حالت بیداری میں پیغام دل میں ڈالنا جس طرح سیدنا داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمائی گئی۔

امام شعرانیؒ نے ’’کبریت احمر‘‘ میں ’’فتوحات مکیہ‘‘ کے دوسرے باب سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’حضور ﷺ کو قرآن مجید مجمل طور پر جبریل کے آنے سے قبل عطا کیا گیا جس میں سورتوں اور آیات کی تفصیل نہ تھی‘‘

آیت کریمہ کے پہلے حصہ سے یہ واضح ہو گیا کہ رسول

کریم ﷺ میں وحی خداوندی کے طُرُق ثلاثہ جمع ہیں۔

امام شعرانی علامہ سلوی کے خلاف:

امام شعرانیؒ کے نقل کردہ ارشاد سے علامہ سلوی کا نظریہ صریح طور پر باطل ثابت ہو گیا کیونکہ آقا کریم ﷺ کو جبریل کے آنے سے قبل ہی قرآن کریم عطا ہو چکا تھا جبریل امین تو صرف تفصیل لانے کیلئے مقرر کئے گئے۔ علامہ سلوی بتائیں کہ کیا کلام اللہ براہ راست کسی ولی کو عطا کیا جا سکتا ہے فتامل وتدبر ولا تکن من الغافلین

آگے ارشاد ہے مَا کُنۡتَ تَدۡرِیۡ مَا الۡکِتٰبُ وَلَا الۡاِیۡمَان

آیت کی ترکیب:

علامہ آلوسی فرماتے ہیں پہلا "ما" نافیہ ہے دوسرا "ما" استفہامیہ ہے یہ مبتداء ہے اور مرفوع ہے اور الکتاب بوجہ خبر ہونے کے مرفوع ہے اور پورا جملہ "تدری" کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

اور مَا کُنۡتَ تَدۡرِیۡ سے جملہ حالیہ بھی ہو سکتا

اور جملہ مستأنفۃ بھی ہوسکتا ہے۔

آیت کریمہ کا یہ حصہ اپنے ظاہر کے اعتبار سے تقاضا کرتا ہے کہ آپ ﷺ قبل الوحی نہ کتاب کا علم رکھتے تھے اور نہ ایمان کے ساتھ متصف تھے۔

چنانچہ الجامع لاحکام القرآن تصنیف ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی المتوفی 671ھ فرماتے ہیں۔

وظاهر هذا يدل على أنه ما كان قبل الإيحاء متصفا بالايمان قال القشيرى وهو من مجوزات العقول والذى صار إليه المعظم ان الله ما بعث نبيا إلا كان مؤمنا به قبل البعثة وفيه تحكم، إلا أن يثبت ذلك بتوقيف مقطوع به

آیت کی ظاهری دلالت:

آیت کا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ وحی سے قبل ایمان کے ساتھ متصف نہیں تھے۔

امام قشیریؒ نے فرمایا کہ عقول کے مجوزات کے اعتبار سے یہ

بات درست لگتی ہے، لیکن بہت بڑی جماعت اہل ایمان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ نے کوئی نبی مبعوث نہیں فرمایا مگر بعثت سے پہلے وہ مومن تھا اہل ایمان کے اس دعویٰ میں سینہ زوری معلوم ہوتی ہے کسی شرعی دلیل سے یہ ثابت کرنا ضروری ہے (کہ قبل وحی آپ میں ایمان تھا)۔

علامہ سلوی سے سوال:

علامہ سلوی سے میرا یہ سوال ہے کہ

حضرت اشرف العلماء صاحب! یہ آیت کریمہ آپ نے پیش کی ہے یہ ثابت کرنے کیلئے کہ رسول اکرم ﷺ چالیس سال سے پہلے نبی نہ تھے۔ مگر آیت کا ظاہر تو کہہ رہا ہے کہ آپ کو نہ کتاب کا علم تھا اور نہ ہی آپ ایمان کو جانتے تھے۔

لہذا آپ کے بقول نبی نہ تھے اور قرآنی الفاظ کے مطابق مومن نہ تھے جو مومن نہ ہو وہ ولی کیسے ہوسکتا ہے؟

اور اگر اس آیت کو مشکلات میں شمار کیا جائے جیسا کہ سید محمود آلوسیؒ فرماتے ہیں۔

واستشکلت الآیة بأن ظاھرھا یستدعی عدم الاتصاف بالإیمان قبل الوحی ولا یصح ذلك لأن الأنبیاء علیھم السلام جمیعاً قبل البعثة مؤمنون لعصمتھم عن الکفر بإجماع من یعتد به.

علامہ سلوی سے پہلا سوال:

آیت کریمہ مشکلات میں سے ہے اس کا ظاہر تقاضا کرتا ہے کہ آپ ﷺ قبل الوحی ایمان کے ساتھ متصف نہ تھے اور یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ انبیاء علیھم السلام تمام کے تمام قبل بعثت، مومن تھے کیونکہ کفر سے وہ معصوم ہیں۔

سوال یہ ہے کہ علامہ سلوی صاحب اور دیگر جملہ علماء حضور علیہ السلام کیلئے قبل وحی کس دلیل سے ایمان ثابت کرتے ہیں؟ سوائے عقلی دلائل کے کوئی نقلی دلیل بالخصوص قرآنی آیت پیش کرنا لازم ہونا چاہیئے۔

میں کہتا ہوں آقا کریم ﷺ جس دلیل سے 40 سال کی عمر سے پہلے غار حرا میں نزول قرآن سے پہلے مومن ہیں اسی دلیل سے آپ نبی ہیں۔ اگر آپ کے مومن، قبل الوحی ہونے سے کوئی استحالہ لازم نہیں آتا تو آپ کے غار حرا کے واقعہ سے پہلے نبی ہونے میں

بھی کوئی استحالہ لازم نہیں آتا۔

علامہ سلوی سے دوسرا سوال:

علامہ سلوی سے دوسرا یہ سوال ہے کہ مومن ہونے کیلئے ذریعہ بتائیں کہ علمائے کرام کو اتنی تسلی ہے کہ اس پر سب کا اجماع ہو گیا ہے کہ آپ ﷺ قبل وحی مومن تھے۔ واضح ہے کہ عقلی ذریعہ تسلیم کرنا درست نہیں کیونکہ اسی ذریعہ کی تو یہاں نفی کی گئی جب فرمایا "مَا کُنْتَ تَدْرِیْ"۔ لامحالہ وحی جلی جو غار حرا میں نازل ہوئی اس سے پہلے وحی خفی کو تسلیم کرنا ہوگا اور وحی خفی، وحی کی ایک نوع ہے مطلق وحی جنس ہے تو وحی سے پہلے وحی کا ثبوت ہو گیا تو خود بخود بطریق استلزام نبوت کا بھی ثبوت ہو گیا۔

علامہ سلوی صاحب بہر حال آیت کریمہ کے اس حصہ میں علماء کرام مشکلات کا شکار ہیں۔

بعض علماء مثلاً الحسین بن الفضل نے یہ تاویل کی ہے یہاں مضاف محذوف ہے۔ یعنی آپ نہ کتاب جانتے تھے اور نہ اہل ایمان کو جانتے تھے۔

ایمان اور نبوت کا ثبوت

غار حرا کے واقعہ سے پہلے "ایمان" اور "نبوت" دونوں ثابت تھے

علامہ سید محمود آلوسیؒ بغدادی متعدد تاویلات کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

أنه صلى الله عليه وسلم لم يزل موحى إليه وأنه عليه الصلاة والسلام متعبد بما يوحى إليه إلا أن الوحى السابق على البعثة كان إلقاءً ونفثاً فى الروع

حضور ﷺ پر ہمیشہ وحی کا نزول رہا مگر بعثت سے پہلے کی وحی القاء اور نفس میں بات ڈالنے کے معنی میں ہو گی۔

ثابت ہوا کہ آقا کریم ﷺ کیلئے غار حراء کے واقعہ سے پہلے ایمان بھی ثابت ہے اور نبوت بھی ثابت ہے اور وحی خفی بھی ثابت ہے۔

وحی خفی اور شریعت ابراهیمی پر عمل:

حضور ﷺ کے بارے جو کہا جاتا ہے کہ آپ واقعہ غار حرا سے قبل شریعت ابراہیمی پر عمل پیرا تھے اس کے بارے سید محمودؒ فرماتے ہیں

وما عمل بما كان من شرائع أبيه إبراهيم عليهما الصلاة والسلام إلا بواسطة ذلك الإلقاء

اور آپ ﷺ نے اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے شرائع پر عمل نہیں کیا مگر بواسطہ اس وحی خفی کے۔

علامہ آلوسیؒ مزید لکھتے ہیں

وإذا كان بعض إخوانه من الأنبياء عليهم السلام قد أوتي الحكم صبياً ابن سنتين أو ثلاث فهو عليه الصلاة والسلام أولى بأن يوحى إليه ذلك النوع من الإيحاء صبياً أيضاً

جب آپ کے بعض بھائی انبیاء علیهم السلام میں سے نبوت بچپن میں 2 یا 3 سال کی عمر میں عطا کیے گئے تو آپ زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ کو اس نوع کی وحی بھی بچپن میں عطا فرمائی جائے۔

علامہ آلوسی کا علامہ سلوی کو مشورہ

اس سے آگے علامہ سید محمودؒ بغدادی صاحب ''روح المعانی'' نے جو لکھا علامہ سلوی صاحب سے گذارش ہے کہ ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے اس پر غور فرمائیں سید صاحب فرماتے ہیں۔

ومن علم مقامه صلى الله عليه وسلم وصدق بأنه الحبيب الذى كان نبياً وآدم بين الماء والطين لم يستبعد ذلك فتأمل

اور جو شخص آقا کریم ﷺ کے مقام سے آگاہ ہے اور تصدیق کرتا ہے کہ آپ وہ حبیب ہیں جو اسوقت نبی تھے جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے وہ اسے بعید نہ جانے گا۔ بلکہ آپ کو پیدائشی نبی تسلیم کرے گا۔ اے عاقل غور وفکر کر۔

آیت کریمہ کے آخری حصہ کی تفسیر طرداً للباب پیش کر دیتا ہوں ولکن جعلناہ "ہ ضمیر" کا مرجع روح بھی اور کتاب بھی ہوسکتا ہے۔

لیکن ہم نے اس کتاب کو نور عظیم بنایا اس کے ساتھ ہم جس کی ہدایت چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور اے پیارے حبیب ﷺ آپ بلاشبہ صراط مستقیم کی ہدایت فرماتے ہیں۔

قارئین کرام آپ نے غور فرمایا

جس آیت کو علامہ سلوی نے "عدم اعطائے نبوت" کی

دلیل بنایا علامہ سید محمود آلوسیؒ نے اسی آیت کو حضور ﷺ کے پیدائشی ، ازلی اور بچپن سے نبی ہونے کی دلیل بنایا ہے۔

ببیں تفاوتِ راہ از کجا تا بکجا

سوچ کا فرق دیکھو کہاں سے کہاں تک گیا

علامہ سلوی نبی نہ ہونے کی دلیل بنا رہے ہیں اور علامہ آلوسی اس کو نبی ہونے کی دلیل بنا رہے ہیں۔

زاویہ فکر:

مولانا ابوالنور محمد بشیرؒ کا علم غیب مصطفےٰ ﷺ کے موضوع پر کسی بدعقیدہ سے مناظرہ تھا ابوالنور صاحب نے اسے فرمایا

''غور کر! کئی دنوں سے تو مطالعہ کر رہا ہے اور میں بھی مطالعہ کر رہا ہوں تو۔ تلاش کرتا رہا ہے کہ مجھے حضور ﷺ کے علم کی نفی کی دلیل ملے اور میں تلاش کرتا رہا کہ مجھے علم مصطفےٰ ﷺ کے اثبات کی دلیل ملے''۔

یہ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے علامہ سلوی کا بھی یہی معاملہ ہے وہ اور ان کے صاحبزادہ صاحب اس تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں کہ کسی کتاب سے یہ ملے کہ آپ ﷺ بچپن میں نبی نہ تھے، پیدائشی نبی نہیں ہیں، چالیس سال سے پہلے نبی نہیں ہیں، لیکن

بندہ ناچیز ہر لائبریری میں وہ کتابیں تلاش کرتا رہا ہے جن میں آپ کی نبوت کے اثبات کے اقوال ملیں۔

اللہ کی اگر توفیق نہ ہو انسان کے بس کی بات نہیں
پیغام محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں

جب کوئی آدمی شان مصطفےٰ ﷺ کے حوالے سے نفی والی جانب پر چلتا ہے تو بے عقل اور بے شعور ہو جاتا ہے۔

ولکن لا یعقلون ، ولکن لا یشعرون اور ولکن لا یعلمون کا مظہر بن جاتا ہے۔

مثال ملاحظہ فرمائیں

"تحقیقات سلوی" میں علمی خیانت:

علمی خیانت (۱)

تحقیقات کے دو حوالوں میں خیانت اور بے علمی کا واضح اظہار تحقیقات کے صفحہ 267 جو کہ اس کتاب کا آخری صفحہ ہے اور مشہور اور مسلّمہ قاعدہ ہے انما الاعتبار بالخواتیم اعتبار خاتمہ کا ہوتا ہے۔ خاتمہ اچھا تو سب کچھ اچھا۔ خاتمہ برا تو سب کچھ برا۔

اور یہ آخری صفحہ "تتمہ" کا حصہ ہے جو تحقیقات کا "تتمہ" ہے جسے نصیر الدین، کے غلام علامہ سیلوی کے صاحبزادہ صاحب نے لکھا

ہے۔ موصوف لکھتے ہیں۔

ایک اہم شبہ کا ازالہ

بُعِث اور نَبِی کا معنیٰ کیا ہے؟

ہمارے بہت سے مہربان یہ فرماتے ہیں کہ جن عبارات میں ''بعثت'' کا ذکر ہے اس سے مراد اعلان نبوت ہے نہ کہ اعطائے نبوت۔ ان لوگوں کیلئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی عبارت پیش خدمت ہے۔

فتاویٰ رضویہ طبع جدید جلد 10 صفحہ 648 پر اعلیٰ حضرت نے بعثت کا ترجمہ ''اعطائے نبوت'' کیا ہے۔

بندہ صاحبزادہ صاحب کا یہ حوالہ پڑھ کر حیران ہوگیا کہ اعلیٰ حضرتؒ نے بعثت کا ترجمہ ''اعطائے نبوت'' کیسے کر دیا؟ جبکہ لغت کی کسی کتاب میں یہ ترجمہ منقول نہیں فتاویٰ رضویہ کا حوالہ دیکھا تو نصیر الدین، کے غلام کا حوالہ نہ صرف غلط نکلا بلکہ علمی خیانت کا عجب اظہار ثابت ہوا۔

جلد 10 کی ابتداء میں صاف لکھا ہوا ہے کہ عربی فارسی عبارات کا ترجمہ مفتی محمد خان قادری صاحب نے کیا ہے۔ اور غلام

صاحب لکھ رہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے بعثت کا ترجمہ ''اعطائے نبوت'' کیا ہے۔

الامن والعلی میں بھی لو لم ابعث فیکم لبعث عمر اگر میں نبی نہ بنایا جاتا تو عمر نبی بنا دیئے جاتے یہ ترجمہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے دیکھئے فتاوی رضویہ جلد 30 صفحہ 623 لہذا یہاں بھی حوالہ میں علمی خیانت کا واضح ارتکاب کیا گیا۔

ہم سے ہوتا ہے جب گناہ کوئی
اس کو قسمت کی بھول کہتے ہیں
کتنے خود اعتماد ہیں ہم لوگ
لغزشوں کو اصول کہتے ہیں

علمی خیانت (۲):

تحقیقات صفحہ 250 پر جناب غلام نصیر الدین لکھتے ہیں۔

علامہ فاسیؒ اپنی کتاب مطالع المسرات (صفحہ 417) پر ارشاد فرماتے ہیں کہ

''جبریل علیہ السلام سرکار ﷺ کیلئے وحی اور نبوت لے کر آئے''

اور اسی کتاب کے ص 247 پر لکھتے ہیں کہ

''بعثت سے پہلے جو خوارق ظاہر ہوئے وہ کرامات ہیں''

بندہ نے یہ حوالہ چیک کرنے کیلئے مطالع المسرات کا صفحہ 417 نکالا تو حیران رہ گیا کہ علامہ الشیخ الامام محمد المهدی الفاسی رحمۃ اللہ علیہ نے ''دلائل الخیرات'' کے ایمان افروز درود پاک اللھم صل علی محمد النبی الاصیل کے تحت لفظ ''الاصیل'' کے بارے لکھا۔

الغريق فی الحسب والمجد الراسخ

حسب (شرف) اور مضبوط، مجد (بزرگی) میں ڈوبے ہوئے۔

جوہری نے کہا۔

رجل الاصیل الرای کا مطلب ہوتا ہے محکم الرای۔

آگے لکھتے ہیں۔

لا اصل لہ ولا فضل کا مطلب ہوتا ہے ''الاصل الحسب'' ''والفضل'' ''اللسان اس کیلئے شرف نہیں اور شہرت نہیں۔

ویحتمل ان المراد الاصالة فی النبوة لذکره معها واصالة فیها بتقدم نبوته علی سائر الانبیاء و بتقلبه فی اصلاب الانبیاء من نبی الی نبی حتیٰ خرج نبیا کما روی عن ابن عباس رضی الله عنهما فی تفسیر قوله تعالیٰ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ واللہ اعلم

احتمال ہے کہ الاصیل سے مراد ہو "نبوت میں اصل" کیونکہ "الاصیل" کا ذکر "النبی" کے ساتھ ہوا ہے اور آپ ﷺ کی نبوت میں اصل ہونے کا مطلب ہے تمام انبیاء علیہم السلام پر متقدم ہونا اور آپ کا انبیاء کی پشتوں میں منتقل ہونا، ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف حتیٰ خرج نبیا حتیٰ کہ آپ کی دنیا میں آمد اور ظہور بطور نبی کے ہوا۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ ساجدین میں آپ کا منتقل ہونا۔

چونکہ علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ کا اسی صفحہ پر یہ بیان علامہ سلوی اور

ان کے صاحبزادہ کے مؤقف کے خلاف تھا لہذا اسے باپ بیٹا، شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے اور ڈکار بھی نہ لیا اور دلائل الخیرات کے یہ پُر مغز الفاظ

وجاء ہ الامین علی الوحی جبریل علیہ السلام بالکرامۃ والتفضیل

آپ ﷺ کے پاس وحی پر امین تشریف لائے جو کہ جبریل علیہ السلام ہیں جو کرامت اور تفضّل کے ساتھ مصاحبت رکھتے ہیں۔

علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بالکرامۃ والتفضیل میں الباء للمصاحبۃ باء مصاحبت کی ہے۔

یعنی جبریل علیہ السلام کو کرامت اور تفضیل کی مصاحبت حاصل ہے تفضیل سے مراد نبوت و رسالت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جبریل عزت و کرامت والا ہے۔ اور جبریل کو اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت سے نواز ہوا ہے۔ اس صورت (باء کا مصاحبت کیلئے ہونا) میں جبریل علیہ السلام کے وحی اور نبوت لانے کا مطلب ہی سامنے نہ آیا۔

"بالکرامۃ والتفضیل" کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ جبریل یہ خبر دینے بارگاہ رسول میں تشریف لائے کہ آپ بارگاہ خداوندی میں "اکرم الخلق" ہیں اور آپ "افضل الاولین والآخرین" ہیں۔ اور آپ ﷺ کی امت بھی تمام امتوں پر "مکرّمہ و مفضلہ" (عزت اور فضیلت والی) ہے۔

جس طرح احمد مختار ہیں نبیوں میں امام
اس کی امت بھی ہے دنیا میں امام اقوام

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا بالکرامۃ والتفضیل کے بارے میں علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا لکھا اور نصیر الدین کے غلام کیا کہہ رہے ہیں۔

انہوں نے التفضیل کا مطلب بتایا کہ جبریل وحی، نبوت اور رسالت کے اوصاف کے مالک ہیں ان اوصاف کے ساتھ متصف ہیں۔ اور غلام صاحب فرماتے ہیں کہ

"جبریل سرکار ﷺ کیلئے وحی و نبوت لیکر آئے۔"

تا کہ یہ ثابت کر سکیں کہ علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ حضور علیہ السلام کو

پیدائشی نبی نہیں مانتے حالانکہ علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ اور وہ عقیدہ یہ ہے۔

علامہ فاسی کا عقیدہ

علامہ فاسی کا عقیدہ کہ آقا ﷺ پیدائشی نبی ہیں:

حتیٰ خرج نبیا حتیٰ کہ آپ کی دنیا میں آمد اور ظہور بطور نبی کے ہوا یہ ہے خیانت فی الحوالہ جس کا ارتکاب باپ بیٹے نے کیا اللہ تعالیٰ دونوں کو قلب سلیم اور ذہن مستقیم عطا فرمائے۔

علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے بالکرامۃ والتفضیل کا دوسرا جو مطلب بیان کیا ہے کہ

جبریل امین حضور علیہ السلام کو خبر دینے آئے کہ آپ ''اکرم الخلق'' اور ''افضل الاولین والاخرین'' ہیں اس میں سے غلام صاحب کا کچھ مقصد حاصل نہیں ہوتا تھا اس لیے اِدھر توجہ نہ کی۔

خلاصہ یہ کہ حضور ﷺ کیلئے جبریل امین کے وحی اور نبوت لانے کا علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر ہی نہیں کیا۔ مگر باپ بیٹے نے کمال چابکدستی کا مظاہرہ کیا۔

صاحب دلائل الخیرات امام شیخ محمد سلیمان الجزولی رحمۃ اللہ علیہ نے صفحہ 247 پر درود پاک کے یہ الفاظ استعمال کیے۔

''اللھم صل علیٰ صاحب الکرامات'' اے اللہ صاحب کرامات پر صلوۃ بھیج علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ ''الکرامات'' کے بارے فرماتے ہیں۔

جمع الکرامۃ ثم یحتمل ان المراد وجود کرامتہ التی اکرمہ ربہ تعالیٰ وشرفہ وخصہ وفضلہ علیٰ غیرہ

کرامات کرامۃ کی جمع ہے پھر احتمال ہے کہ اس سے مراد وہ کرامت اور عزت ہو جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا آپ کو شرف عطا فرمایا اور غیر پر آپ ﷺ کو فضیلت عطا فرمائی۔

ویحتمل ان المراد خوارق العادات اما مطلقا او ما کان منھا صادرا قبل زمان البعث

اور احتمال یہ ہے کہ کرامت سے مراد خلاف عادات ہوں یا تو مطلقا (قبل البعثت یا بعد البعثت) یا کرامات سے مراد وہ

خرق عادات ہوں جو زمانہ قبل البعثت ہیں۔

علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے دو احتمال بیان کئے۔

علامہ غلام نے صرف دوسرا احتمال پورے وثوق اور یقین کے ساتھ لفظ احتمال کے بغیر بیان کر دیا علامہ فاسیؒ نے ''قبل زمان البعثت'' لکھا انہوں (علامہ غلام) نے یوں لکھ دیا ''بعثت سے پہلے جو خوارق ظاہر ہوئے وہ کرامات ہیں''۔

انہوں نے ''یحتمل'' استعمال کیا نصیر الدین کے غلام اسے ہضم کر گئے۔

انہوں نے کرامات کے بارے بتایا کہ ایک احتمال پر وہ خوارق عادات ہیں جو قبل زمان بعثت ظاہر ہوئے اور غلام صاحب خبر کو مبتداء اور مبتداء کو خبر بناتے ہوئے طریق معکوس پر چل رہے ہیں۔

آیت کریمہ کی ایک اور تفسیر علامہ قرطبیؒ نے فرمایا

ماکنت تدری کی تفسیر از علامہ قرطبی:

مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ کا مطلب یہ

ہے ما كنت تدری ما الكتاب لولا أنعامنا عليك، ولا الايمان لولا هدايتنا لك

آپ ﷺ نہ جانتے کہ کتاب کیا ہے اگر آپ پر ہمارا انعام نہ ہوتا آپ کتاب کو نہ جانتے اگر آپ کیلئے ہماری ہدایت نہ ہوتی۔ مطلب یہ کہ ہمارا آپ پر انعام ہوا تو آپ کو کتاب کا علم حاصل ہو گیا۔ آپ کیلئے ہماری ہدایت سامنے آئی تو آپ کو ایمان کا علم ہو گیا۔

تیسری آیت سے باطل استدلال

جبکہ آیت کا اعطائے نبوت یا عدم اعطائے نبوت کے ساتھ تعلق ہی نہیں علامہ صاحب نے اپنے باطل موقف کو ثابت کرنے کیلئے سورۃ القصص کی آیت نمبر 86 کا سہارا لیا۔

وَمَا كُنْتَ تَرْجُو أَنْ يُلْقَى إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِلْكَافِرِينَ

آپ امید نہ رکھتے تھے کہ یہ کتاب آپ کی طرف القاء کی جائیگی مگر اپنے رب کی رحمت کی وجہ سے تو آپ کافروں کیلئے مددگار ہرگز نہ بننا۔

علامہ سلوی نے تحقیقات کے صفحہ 112 پر یہ آیت کریمہ نقل فرمائی مگر آیت کا آخری حصہ (فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِلْكَافِرِينَ) کسی

حکمت کے تحت درج نہ کیا دوسری طرف ''وَمَا کُنْتَ'' کی واو کو ذکر نہ کیا حالانکہ قرآن حکیم میں ہے''وَمَا کُنْتَ''۔

آیت سے ''واو'' کا ترک کیوں کیا:؟

علامہ سلوی نے''وَمَا کُنْتَ'' کی''واو''کو ذکر نہ کیا کہ اس طرح ماقبل پر عطف ظاہر ہوگا اور قارئین ماقبل جملہ تلاش کریں گے جس کے ساتھ اس جملہ کا تعلق جڑتا ہے اور اس طرح علامہ سلوی صاحب کا مقصد پورا ہونے کی توقع نہیں ہوسکتی تھی۔ بہرحال تفسیر ابی السعود تصنیف قاضی ابو السعود محمد بن حنفی التوفی 984ھ آیت کریمہ کا ماقبل تعلق جوڑتے ہوئے مفہوم اس طرح بیان کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں''أی سیر دک الی معادك'' جس ذات نے آپ پر قرآن اتارا وہ آپ کو معاد کی طرف عنقریب لوٹائے گا جس طرح اس نے اپنی رحمت سے آپ پر کتاب نازل فرمائی ہے۔ حالانکہ آپ معاد کی طرف واپس لوٹنے کی امید نہ رکھتے تھے معاد کی طرف لوٹانا بھی آپ پر رحمت خداوندی ہے اور آپ پر کتاب کا القاء بھی رحمت خداوندی ہے۔ مـابـه الاشتراك امرين (''رد الی معاد''اور''القاء کتاب'') میں رحمت خداوندی کا

اظہار ہے اس تفسیر کے مطابق رجاء (امید) کا تعلق صرف ''رد الی معاد'' کے ساتھ ہے۔

مستثنیٰ متصل ہو تو کیا معنی ہوگا؟

''الا رحمۃ من ربك '' فراء نحوی نے اس کو مستثنیٰ منقطع قرار دیا ہے لیکن مستثنیٰ متصل بھی ہو سکتا ہے منقطع ہو تو معنی ہوگا۔ کتاب کا القاء محض اللہ کی رحمت کا اظہار ہے۔ متصل ہو تو معنی ہوگا کتاب کا القاء علتوں میں سے کسی علت کیلئے نہیں ہوا مگر صرف آپ ﷺ پر رحمت کرنے کیلئے یہ اعم العلل سے استثناء ہوگا۔ یہاں ایک صورت یہ ہے کہ ''اعم الاحوال'' سے استثناء ہو اب معنی ہوگا احوال میں سے کسی حال میں کتاب کا القاء نہ کیا مگر آپ پر رحمت کرنے کیلئے۔

پہلی صورت جب ''اعم العلل'' سے مستثنیٰ متصل ہو تو معنیٰ یہ بنے گا۔

ما ألقي إليك الكتاب لأجل شيء من الأشياء إلا لأجل الترحم اور دوسری صورت میں اعم الاحوال سے مستثنیٰ ہو تو معنیٰ ہوگا۔

أو في حال من الأحوال إلا في حال الترحم

مفسر فرماتے ہیں کفار نے رسول اللہ ﷺ کو دین آباء کی طرف لوٹنے کی دعوت دی تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ پر اپنی نعمتوں کا ذکر کر کے کفار کے ساتھ تعاون اور ان کی مدد کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فذکرہ اللہ تعالی نعمہ ونہاہ عن مظاہرتہم (فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِلْكَافِرِينَ) أی معیناً لهم علی دینهم

علامہ سلوی کا دعوی ثابت نہ ہوا:

خلاصہ کلام یہ کہ اس آیت کریمہ میں علامہ سلوی کیلئے رسول کریم ﷺ کی چالیس سال سے قبل عمر میں نبوت کی نفی پر کوئی دلیل نہیں ہے سوائے سینہ زوری کے۔

چوتھی آیت سے باطل استدلال:

چوتھی آیت مبارکہ

علامہ سلوی نے سورۃ الاحقاف کی آیت نمبر 15 کو اپنے باطل موقف کا مستدل بنانے کی ناکام سعی کی۔

آیت کریمہ کے الفاظ یہ ہیں۔

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ

اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ

یہاں تک کہ وہ جب وہ اپنے زور کو پہنچ جاتا ہے اور (پھر) چالیس سال کا ہوا، تو عرض کرتا ہے اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائی ہے۔

اس آیت کریمہ کے حوالے سے علامہ سلوی فرماتے ہیں۔

''اگر آپ ﷺ وقت ولادت سے نبی تھے تو پھر چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز فرمانے کا کیا مطلب ہوگا؟ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اڑتیں سال کی عمر میں آپ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہوگا؟'' تحقیقات صفحہ 120، 121

علامہ سلوی نے اُن اقوال کا سہارا حاصل کرلیا جو قِیۡلَ، نُقِلَ وغیرہ مجہول الفاظ کے ساتھ نقل کئے گئے۔ مگر جن اقوال کا ذکر معلوم اور معروف افعال کے ساتھ کیا گیا۔ موصوف سب کو ہضم کر گئے۔ مثلاً علامہ سید محمود آلوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں مذکورہ آیت کے تحت لکھا

لم يبعث نبي إلا بعد الأربعين ،

یہ عبارت جو قیل کے ساتھ ذکر کی گئی، جس کے قائل کا علم ہی نہیں جبکہ معاملہ انتہائی حساس اور نازک ہے۔

علامہ سلوی اور ان کے صاحبزادہ نصیر الدین کے غلام نے اپنے مطلب کی عبارات جگہ جگہ مختلف مقامات پر نقل کیں لیکن اسی روح المعانی میں مذکور اگلے اقوال جو اس نظریہ کے خلاف ہیں ان سے پہلو تہی کر گئے اہل ایمان وہ اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

بچے کو نبی بنانا' اللہ کیلئے ممکن ہے:

وذهب الفخر إلى خلافه مستدلاً بأن عيسى ويحيى عليهما السلام أرسلا صبيين لظواهر ما حكي في الكتاب الجليل عنهما،

جناب امام الفخر قیل والے نظریہ کے خلاف ہیں، وہ استدلال کرتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ اور سیدنا یحییٰ علیہما السلام بچپن میں رسول بنائے گئے کیونکہ قرآن مجید میں ان کے بارے جو ذکر کیا گیا ہے اس کا ظاہر یہی ہے۔ مزید علامہ فرماتے ہیں۔

وهو ظاهر كلام السعد حيث قال من شروط النبوة الذكورة وكمال العقل والذكاء والفطنة وقوة الرأى ولو فى الصبا كعيسى ويحيى عليهما السلام إلى آخر ما قال

جناب السعد کے کلام سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے فرمایا نبوت کی شروط میں ہے "مذکر ہونا" کمال عقل، دانائی وسمجھ اور قوت رائے اگرچہ بچپن میں یہ چیزیں پائی جائیں جس طرح سیدنا عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام بچپن میں نبی بنائے گئے۔

علامہ نے اس کے بعد ابن العربیؒ کا قول نقل کیا ہے

يجوز على الله سبحانه بعث الصبى إلا أنه لم يقع

اللہ جل شانہ کیلئے جائز ہے کہ وہ بچے کو بطور نبی مبعوث کر دے۔ مگر یہ صرف جواز ہے ایسا واقع نہیں ہوا۔

آگے ابن العربیؒ صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے جو ماضی کے صیغے استعمال ہوئے تو قرآن مجید میں ان کی تاویل کی ہے کہ ماضی سے مراد مستقبل ہے۔

بندہ ابن العربی اور علامہ سلوی دونوں سے معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ جب آپ فرماتے ہیں

یجوز علی اللہ سبحانہ بعث الصبی

جب بچپن میں نبی بنانا مبعوث کرنا جائز ہے ،محال نہیں، ناممکن نہیں ،کوئی استحالہ نہیں ۔تو پھر آپ کو تاویل کرنے کی حاجت کیوں پڑی ہے؟لہذا قرآنی آیت کو ظاہر سے پھیرنے کیلئے وجہ بتائیں؟ جب حقیقت متعذرہ نہیں تو پھر مجاز کی طرف کیوں جارہے ہیں؟ تاویل کا باب کیوں کھول رہے ہیں؟

کتاب کسے کہتے ہیں؟

علامہ سلوی صاحب پوچھتے ہیں کہ کیا عیسٰی علیہ السلام کے پاس پنگھوڑے میں کتاب موجود تھی؟ قوم نے کتاب ملاحظہ کی تھی؟

علامہ سلوی صاحب آپ تو ماشاءاللہ پرانے مدرس ہیں آپ کے تلامذہ کے تلامذہ مسند تدریس کی رونق ہیں درجن سے زائد کتب تحریر کر چکے ہیں جو آپ کی علمی وجاہت کی دلیل ہیں آپ کو اچھی طرح علم ہے کہ کتاب میں کتنے احتمالات ہیں۔

نمبر 1:۔الفاظ۔نمبر 2:۔معانی ۔نمبر 3:۔نقوش

نمبر 4:۔الفاظ،معانی،نمبر 5:۔الفاظ،نقوش۔نمبر 6:۔ معانی ،نقوش نمبر 7:۔الفاظ،معانی،نقوش کا مجموعہ۔(شرح تہذیب)

الفاظ جو انسان تلفظ کرتا ہے۔معانی جو ذہن میں حاصل ہوتے ہیں۔نقوش جو اوراق وغیرہ پر نقش ہوتے ہیں۔

اگر کتاب سے مراد معانی ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قلب وذہن میں وہ معانی ڈال دیئے گئے ہوں اور انہوں نے اسی وجہ سے ''آتانی الکتاب'' کہا ہو تو یہ معانی قوم کیسے ملاحظہ کرسکتی تھی کہ آپ فرمارہے ہیں کیا قوم نے کتاب ملاحظہ کی؟

سبحان اللہ! اتنا بڑا علامہ بلکہ اشرف العلماء اور کتاب کو جسم کی شکل میں سوچ رہا ہے۔

اگر تو کوئی استحالہ ہے،بچپن میں نبی بننا ناممکن ہے،پھر تو تاویل کرنا مجبوری ہے جب امکان اور جواز ہے تو تاویل کرنا فضول اور بیکار ہے۔

اور یہاں علامہ سلوی جمہور کا مذہب ملاحظہ فرمائیں علامہ

اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ نے تفسیر ''روح البیان'' میں نقل فرمایا

والجمهور على ان عيسىٰ اتاه الله الانجيل والنبوة فى الطفولية وكان يعقل عقل الرجال

جمہور اس پر ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے انجیل اور نبوت بچپن میں عطا فرمادی تھی اور آپ مردوں جیسی عقل رکھتے تھے۔

لفظ بعثت اور نبوت برائے تبلیغ:

نبوت برائے تبلیغ جس کو بعثت کے لفظ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اس کیلئے بلوغت کی شرط بعض لوگوں نے اس لئے لگائی کہ جس طرح رقیق (غلام) اور عورت کی اتباع سے انسان مانوس نہیں ہوتا بلکہ گھن محسوس کرتا ہے، اس طرح بچے کی اتباع سے بھی گھبراتا ہے لیکن صاحب روح المعانی

ويترجح عندى اشتراطه فيه دون أصل النبوة

بعثت یعنی نبوت برائے تبلیغ میں تو میرے نزدیک ترجیح اسی بات کو ہے کہ بلوغت شرط ہے اصل نبوت میں بہرحال بلوغت شرط نہیں

آیت مذکورہ کا شان نزول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں ہوا، جس طرح ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کلبی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہ دو آیات کریمہ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا سے وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ تک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔

لأنه لم يكن أحد أسلم هو وأبواه من المهاجرين والأنصار سواه

کیونکہ مہاجرین اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ خود مسلمان ہو اس کے ماں باپ بھی مسلمان ہوں سوائے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے۔

بلکہ آپ کی تمام اولاد کو بھی اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔

اسی لئے آپ اللہ سے دعا کرتے ہیں۔

رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ

وَعَلٰی وَالِدَیَّ
(الاحقاف:15)

میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پہ فرمائی۔

اعلان نبوت سے قبل ایمان اور تصدیق:

واحدی نے نقل کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی سنگت 18 سال کی عمر میں اختیار فرمائی اور اس وقت رسول کریم ﷺ کی عمر 20 سال تھی آپ نے تجارتی سفر کیا، آپ نے ایک ببول (بیری) کے درخت کے نیچے نزول فرمایا، راہب نے آپ کو کہا اس درخت کے سائے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی کے علاوہ کوئی نہیں بیٹھا۔

علامہ سلوی ملاحظہ فرمائیں کہ اس واقعہ کا اثر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کیا ہوا۔

سید محمودؒ فرماتے ہیں۔

فوقع فی قلبه تصديقه فلم يكن يفارقه فی سفر ولا حضر.

آپ (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے دل میں آپ کی تصدیق پیدا ہو گئی اس لئے سفر حضر میں آپ سے جدا نہ ہوتے۔

فلما نبیء وهو ابن أربعين آمن به.

جب آپ کو چالیس سال کی عمر میں اظہار نبوت کا حکم دیا گیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ پر ایمان لے آئے یعنی ''تصدیق قلبی'' کا اظہار کر دیا۔

علامہ سلوی بتائیں کہ ایمان تصدیق قلبی کے سوا کیا ہے؟ عقائد کی مشہور کتاب شرح عقائد میں ایمان کی تعریف یوں لکھی ہے

''الایمان هو التصدیق بما جاء به النبی ﷺ''

اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تصدیق قلبی 18 سال کی عمر میں ''بحیرا راہب'' کے قول کی وجہ سے حاصل ہو گئی تھی۔ لا محالہ 38 سال کی عمر میں آپ نے اس تصدیق قلبی کا اظہار کر دیا۔

واضح ہے کہ ''بحیرا راہب'' کو معلوم ہو گیا کہ یہ نبی ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں آپ ﷺ کے نبی ہونے کی تصدیق 18 سال کی عمر میں پیدا ہو گئی، اور عجیب بات یہ ہو گی کہ خود آپ کو وصفِ نبوت کا علم اور احساس ہی نہ ہو۔

اس میں کوئی تعجب نہیں کہ اظہار نبوت چالیس سال کے بعد ہوا کیونکہ اب بعثت اور اظہار کا وقت آ گیا تھا، جونہی آپ نے نبوت

کا اظہار فرمایا تو ابو بکر صدیق ؓ نے آپ کی نبوت پر زبان سے ایمان لانے کا اظہار کر دیا، تصدیق تو پہلے ہی ہو چکی تھی۔

مجھے امید ہے کہ علامہ سلوی کے دماغ میں یہ نکتہ آ گیا ہو گا کہ چالیس سال کی عمر میں اظہار نبوت ہوا اور 38 سال کی عمر میں اظہار ایمان ہوا ورنہ تصدیق قلبی تو 18 سال کی عمر سے صدیق اکبر ؓ کو حاصل ہو چکی تھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب تک آقا کریم ﷺ کی طرف سے اظہار نبوت نہ ہوا غلام کی طرف سے اظہار ایمان نہ ہوا۔ انہیں علم تھا کہ میں نبی ہوں اور غلام کو قلبی تصدیق حاصل تھی کہ یہ نبی ہیں اس لئے تو ساتھ نہیں چھوڑتے تھے۔ مگر اظہار کیلئے (دوسرے لفظوں میں بعثت کیلئے) 40 سال کی عمر مقرر تھی اصل نبوت کا مسئلہ اور ہے اور بعثت کا مسئلہ اور ہے۔

ایھا السلوی تامل ثم تامل حق التامل لکی یکشف اللہ علی قلبک حقیقۃ نبوۃ محمد ﷺ۔

علامہ سلوی سوال کرتے ہیں

علامہ سلوی کے سوال کا جواب:

''پہلے نہیں تو راہب کے اس انکشاف کے بعد 18 سال کی عمر میں کیوں ایمان نہ لائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ 18 سال کی عمر میں آپ کے دل میں رسول کریم ﷺ کی نبوت کا یقین جم گیا تھا یہی تصدیق، ایمان قلبی ہے، البتہ اقرار لسانی اس لئے نہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نبوت کا اظہار نہ فرمایا تھا۔

علامہ سلوی دوسرا سوال کرتے ہیں کہ

نبی مکرم ﷺ نے اس انتہائی مخلص اور فدائی مصاحب اور رفیق پرخود کیوں یہ انکشاف نہ فرمایا کہ میں آغاز ولادت سے نبی ہوں اور ان کو بچپن میں ہی اپنے امتی بننے کا اعزاز اور شرف کیوں نہ بخشا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حکم خداوندی ایسے ہی تھا کہ اظہار نبوت کا سلسلہ غارِ حرا کے واقعات کے بعد کیا جائے تاکہ خوش نصیب حضرات کو اظہار ایمان میں کوئی تردد نہ ہو۔ چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بلا تردد اور بلا توقف ایمان کے اظہار کی سعادت حاصل کرلی۔

اظہار کے "وقت" اظہار کی مثال:

علامہ سلوی کے سامنے میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے چچا آزر کا "قصہ استغفار" پیش کرتا ہوں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرے لئے بخشش کی دعا کروں گا۔ دعا کا سلسلہ کافی عرصہ جاری رہا۔

قرآن حکیم سورۃ التوبہ آیت نمبر 114 میں ارشاد ہے

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ

اور ابراہیم کا اپنے چچا کے لئے معافی مانگنا تو محض ایک وعدے کی بناء پر تھا، جو کہ وہ اس سے کر چکے تھے مگر جب ان کے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو آپ نے اس سے تعلق توڑ دیا، حقیقت یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام بڑے ہی نرم دل، اور بردبار تھے۔

اسی سورۃ کی آیت نمبر 113 میں فرمایا

پیغمبر کو اور دوسرے اہل ایمان کو یہ روا نہیں کہ وہ بخشش کی دعاء کریں مشرکوں کے لئے اگرچہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، اس بات کے واضح ہو جانے کے بعد کہ وہ لوگ دوزخی ہیں۔

بندہ علامہ سلوی سے سوال کرتا ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام بلا شبہ اللہ کے خلیل ہیں، موحد اعظم ہیں، شرک شکن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلے کیوں نہ بتایا کہ آپ کا چچا آزر مشرک ہے اور دشمن خدا ہے تا کہ آپ اس سے وعدہ ہی نہ فرماتے اور اس کیلئے بخشش ہی طلب نہ کرتے۔ یہ حقائق و اسرار آپ پر دیر سے کیوں ظاہر فرمائے؟

"فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ" ظاہر کر رہا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر اپنے چچا آزر کے دشمن خدا ہونے کا اظہار دیر سے ہوا پہلے استغفار کرتے رہے اللہ نے اپنے خلیل سے پہلے حقیقت کیوں چھپائی؟

جو آپ جواب یہاں دیں گے وہی جواب ہم آپکو رسول کریم

ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دیں گے۔

اگر خلیل اللہ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ چچا آزر کی اصلیت چھپا سکتا ہے۔تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے رسول کریم ﷺ اپنی نبوت کو چھپا سکتے ہیں۔

اُدھر بھی حکمت ہے اِدھر بھی حکمت ہے۔اُدھر اظہار بعد میں ہوا اِدھر بھی اظہار بعد میں ہوا نہ اُدھر مقام تعجب ہے نہ اِدھر مقام تعجب ہے۔

ایک اور مثال

سورۃ البقرہ آیت نمبر 259

سیدنا عزیر علیہ السلام نے بمطابق ایک روایت کے ایک تباہ حال بستی کی آبادی کے بارے سوال کیا؟ تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر موت طاری کر کے اس کو سو سال تک موت دے دی پھر اس نے اس کو زندہ کیا اور اس سے پوچھا، تم کتنا عرصہ (اس حال) میں پڑے رہے؟ تو اس نے کہا کہ ایک دن، یا دن کا بھی کچھ حصہ، تو فرمایا (نہیں) بلکہ تم تو پڑے رہے ہو اس حالت میں پورے ایک سو

سال۔ پھر حکم ہوا دیکھو اپنے کھانے پینے کی طرف، کہ اس میں کوئی تغیر نہیں آیا، اور دوسری طرف اپنے گدھے کو بھی دیکھ لو تا کہ ہم تم کو بنا دیں ایک نشانی لوگوں کے لئے، اور (اپنے گدھے کی) ان (بوسیدہ) ہڈیوں کو بھی دیکھو، کہ ہم (اپنی قدرت سے) کس طرح ان کو اٹھا کر جوڑتے ہیں، پھر ان پر ہم گوشت چڑھاتے ہیں، سو (اس طرح) جب حقیقت حال اس شخص کے سامنے پوری طرح واضح ہوگئی، تو اس نے کہا کہ میں (یقین) جانتا ہوں کہ بیشک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا عزیر علیہ السلام کو ابتداء میں سب کچھ ظاہر کیوں نہ فرمایا کئی قسم کے حالات سے گذار کر بعد میں ان پر حقیقتِ منکشف ہوئی اس کی وجہ کیا ہے؟

بلا شبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ہر قول ہر فعل میں حکمت ہوتی ہے۔ البتہ یہ امکان ضرور ہوتا ہے کہ وہ حکمت ہماری سمجھ میں نہ آسکے۔ ہر شے اللہ کی تسبیح کرتی ہے مگر ہر شے کی تسبیح کس انداز اور کیف میں ہے ہماری سمجھ اور فہم سے بالا ہے۔ ہم محدود ہیں لہذا

ہماری سمجھ بھی محدود ہے۔

لہذا آپ کا حسب ذیل جملہ نہایت قبیح معلوم ہوتا ہے

''نبی مکرم ﷺ نے اس انتہائی مخلص اور فدائی مصاحب اور رفیق پر خود کیوں یہ انکشاف نہ فرمایا کہ میں آغاز ولادت سے نبی ہوں اور ان کو بچپن میں ہی اپنے امتی بننے کا اعزاز اور شرف کیوں نہ بخشا؟'' تحقیقات صفحہ 121

یوں محسوس ہوتا ہے کہ علامہ سلوی اپنے کسی رشتہ دار کے بارے بات کر رہے ہیں اور اسے ڈانٹ رہے ہیں۔

جب بندہ عقلی گھوڑے پر سوار ہو جاتا ہے تو اس کا حال یہی ہو جاتا ہے۔

پھر وہ کہنا شروع ہو جاتا ہے آگ مٹی سے افضل ہے، اور میں آگ سے پیدا ہوا ہوں لہذا میں آدم علیہ السلام سے افضل ہوں۔

پستی پہ کھلے آپ کی رفعت کیونکر
محدود میں آ رہے یہ وسعت کیونکر
فکر و فہم و خرد سے جو عاری ہوں
ان پر ہو عیاں نبی کی عظمت کیونکر

علامہ سلوی کیلئے ان کے سوال کے دو جواب ہیں۔

جواب نمبر1

رسول اللہ ﷺ نے اپنے رفیق خاص کو 40 سال سے پہلے اس لئے نہ بتایا کہ حکم خدا بتانے کا نہ تھا اور حالات بتا رہے تھے' راہب بتا رہا تھا، حجر و شجر بتا رہے تھے، اسی لئے تو ان کے دل میں تصدیق نبوت جم گئی تھی صرف زبان سے اظہار باقی تھا۔

شواہد النبوۃ میں ابو مسعود انصاری ﷺ سے مروی ہے کہا گیا ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اسلام ''مشابہ بالوحی'' ہے کیونکہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم نور آسمان سے نیچے آیا اور کعبہ کی چھت پر اترا ہے الخ۔

شواہد النبوۃ میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دورِ جاہلیت میں ایک دن ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا اچانک وہ درخت میری طرف جھک گیا اور اس درخت سے میرے کانوں میں یہ آواز آئی کہ فلاں وقت اللہ کا پیغمبر آئے گا تو ان کے ساتھیوں میں نہایت ہی سعادت مند ہو گا الخ

اور یہ بھی شواہد النبوۃ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے آخری مرضِ وصال میں فرمایا کہ آج میں نے خلافت کے معاملات کو سپرد کرنے کے لئے بار بار استخارہ کیا ہے۔ الخ ملتقطا

جواب نمبر 2

عدم ذکر عدمِ وجود کی دلیل نہیں ہوتا:

اگر محدثین، مفسرین اور مؤرخین نے اپنی کتب میں ذکر نہیں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی پیدائشی نبوت کے بارے بتایا تھا یا نہیں تو عدم ذکر 'عدم وجود' کی دلیل کہاں ہوتا ہے؟

عین ممکن ہے کہ آقا کریم ﷺ نے اشارتاً دلالۃً بتا دیا ہو غلام نے اپنے سینہ میں سما لیا ہو، مگر دونوں نے اظہار کے وقت ظاہر کرنے کا باہمی طے بھی کر لیا ہو۔

علامہ سلوی صاحب ذرا غور فرمائیں جب راہب نے قسم کھا کر کہا "انــــہ نبــــی" یہ شخص جو تیرا مصاحب ہے نبی ہے، تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قلب میں آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق جم گئی تو انہوں نے رسول کریم ﷺ سے سوال نہیں کیا ہو گا کہ راہب کی بات

کہاں تک درست ہے؟ اور آقا نے جواب نہیں دیا ہوگا کہ راہب کی بات فی الواقع درست ہے۔

اور اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سوال نہیں کیا تو اس کا مطلب یہ بھی لیا جا سکتا ہے کہ انہیں آقا کریم ﷺ نے بتایا ہوا تھا۔ اس لئے مزید سوال کی ضرورت ہی نہ تھی۔ ویسے بھی اشراق نوری جن کو حاصل ہوتا ہے انہیں زبان سے سوال کرنے کی حاجت نہیں ہوتی۔ اور اگر سوال و جواب ہو تو دوسروں کے علم میں حقائق و دقائق لانے کیلئے ہوتا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی شہرت یہ ہے کہ انہیں ''صاحب سِر'' کہا جاتا ہے آقا کریم ﷺ کے کئی اسرار ان کے سینہ میں محفوظ تھے جن پر دوسروں کو وہ مطلع نہ کرتے تھے۔
(صحیح بخاری کتاب مناقب الصحابۃ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو علم اسرار عطا ہوا تھا اگر اسے بتاتے تو ان کی موت واقع ہو جاتی۔ (بخاری باب حفظ العلم)

تو کیا لازم تھا کہ رسول اللہ ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مابین 40 سال کی عمر سے پہلے جو احوال اور کیفیات تھیں سب کا وہ

اظہار کرتے اور علامہ سلوی کو بھی اطلاع دیتے ؟ علامہ سلوی صاحب فکر و تدبر ولا تکن من الغافلین ولا تکن من الوھابیین الذین لا یعقلون.

ذرا علامہ سلوی صاحب نے تحقیقات کے صفحہ 122 پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فطرت سلیمہ ثابت کرنے کے بعد جو منطقی گھوڑا دوڑایا وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت لکھتے ہیں

''الغرض جب آپ بھی فطرت سلیمہ کے مالک تھے، اور مخلص مصاحب اور رفیق تو محبوب کریم ﷺ ان کو بطور راز مخفی ہی بتلا دیتے اور اسے مخفی رکھنے کی تلقین فرما دیتے۔ لیکن آپ ﷺ نے ان کو بھی نہیں بتایا تو معلوم ہوا کہ آپ کو جسمانی لحاظ سے یہ اعزاز ملا ہی بعد میں تھا''

علامہ سلوی سے سوال:

میں یہاں علامہ سلوی صاحب سے سوال کرتا ہوں

نمبر1: ۔آپ کو کیسے پتہ چلا کہ رسول کریم ﷺ نے انہیں یعنی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی نبوت کے بارے نہیں بتایا تھا۔ وہ ذریعہ بتائیں؟ بلکہ کوئی حوالہ ہی پیش کر دیں۔ اگر مگر وہابی چکر نہ چلائیں۔

نمبر2: ۔جو آپ رسول کریم ﷺ کو تجویز دے رہے ہیں کہ آقا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخفی طور پر بتا دیتے اور مخفی رکھنے کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حکم دے دیتے تو پھر بتائیں کہ آپ کو کیسے پتہ چلتا؟ جب کہ فارمولا یہ ہوتا ہے

میان محب و محبوب رمزے است   کہ اہل بیت را خبر نیست

علامہ سلوی صاحب! رسول اکرم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اگر آپ کی ذہنی تجویز پر عمل کر لیا ہو تو آپ خاموشی اختیار کر لیں اس لئے کہ انہوں نے یہ راز مخفی ہی رکھنا تھا لہذا آپ اس راز پر مطلع نہیں ہو سکتے تھے۔

اس لئے یہ نتیجہ نہ نکالیں کہ آقا کریم ﷺ کو اس وقت یہ اعزاز نبوت ملا ہی نہ تھا بلکہ بعد میں ملا تھا۔ آپ اس مقام پر یوں کہیں کہ اعزاز مل چکا تھا بتانا نہیں تھا۔

سلوی صاحب! آپ نے یار غار اور رسول کریم ﷺ کو تجویز اچھی پیش کی ہے مگر محسوس ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی تجویز پر اعتماد نہیں ہوا کہ یہ تجویز درجہ قبولیت پر پہنچے گی یا نہیں؟

آپ کو میں مبارک دیتا ہوں آپ کی تجویز عقلی بڑی خوبصورت ہے یہ تجویز قبول ہو گئی لیکن آپ کو درمیان سے باہر کر دیا گیا جس طرح آپ سیال شریف سے نکل کر سرگودھا آگئے۔ اور سیالوی سے سلوی بن گئے۔ یہاں بھی آپ کو درمیان سے باہر کر دیا گیا۔ تجویز آپ کی اچھی تھی وہ قبول ہو گئی نتیجہ آپ کا برا تھا اس لئے وہ مردود ہو گیا۔

باطل موقف پر پانچویں آیت پر باطل استدلال:

علامہ سلوی نے حضور ﷺ کے پیدائشی نبی نہ ہونے پر پانچویں

آیت کریمہ پیش فرمائی ہے

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى (الضحیٰ: 7)

ترجمہ بریلوی، تفسیر دیوبندی

(ترجمہ اعلیٰ حضرت کا تفسیر اپنی مرضی کی) ششش

علامہ سلوی نے اس کا ترجمہ تو وہی کیا جو امام اہلسنت الشاہ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا

''اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی''۔

لیکن آگے اپنا مذموم مقصد حاصل کرنے کیلئے مختلف تفاسیر کا سہارا لیتے ہوئے ہیر پھیر سے کام لیا۔ واضح بات ہے کہ اعلیٰ حضرتؒ کے ترجمہ میں چالیس سال بعد نبوت عطا ہونے کا کوئی مفہوم نکلتا ہی نہیں اس لئے کہ جب ''ضَالًّا'' کا معنی انہوں نے محبت میں خود رفتہ کیا ہے تو محبت میں خود رفتہ تو نبی بھی ہوسکتا ہے بلکہ نبی کا محبت الٰہی میں خود رفتہ ہونا اور زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ اس کی طرف القاء ہوتا ہے وحی خفی یا جلی آتی ہے۔

اس لئے اس میں جذب اور محبت خداوندی میں وارفتگی پیدا

ہونا فطری امر ہے۔ اور وارفتگی اور خودرفتگی کا یہ درجہ غیر نبی کو حاصل ہونا ناممکن ہوتا ہے۔

لہذا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اپنی ذات کی طرف راہ دکھا دیتا ہے وہ تسکین پاجاتا ہے۔

یہ تو امام احمد رضاؒ کے ترجمے کے حوالے سے گفتگو ہے۔

علامہ سلوی صاحب سے سوال ہے:

حضرت یہ بتائیں ترجمہ آپ نے اعلیٰ حضرتؒ کا لکھا ہے اور تفاسیر اس سے مختلف نقل فرمائیں آپ پر لازم تھا کہ ترجمہ کے مطابق تفاسیر منتخب فرماتے۔

''ضَالًّا'' کا معنی گمراہ بھی ہوتا ہے۔

''ضَالًّا'' کا معنی راہ بھولا بھی ہوتا ہے۔

چنانچہ کچھ لوگوں نے اس کا یوں ترجمہ کیا۔

''اور تجھے راہ بھولا، پا کر ہدایت نہیں دی؟''۔

اسی ''ضال'' لفظ سے سورہ فاتحہ میں غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ

وَلَا الضَّآلِّيْن ہے۔

نہ ان کی راہ دکھا جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کی۔

ایک اور مقام پر یہی لفظ اس طرح استعمال ہوا۔

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْن

''اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے''۔

یونہی ایک جگہ ارشاد ہے ''قد ضلوا و اضلوا''

''وہ خود گمراہ ہوئے اور انہوں نے دوسروں کو گمراہ کیا''

یہی لفظ آپ کیلئے استعمال ہوا وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ا

تو علامہ سلوی صاحب آپ بھی ان گمراہوں کی طرح ترجمہ کر دیں ''آپ کو گمراہ پایا''

اور پھر ثابت کریں کہ آپ 40 سال سے پہلے (معاذ اللہ) گمراہ تھے 40 سال کے بعد غار حرا میں جب آپ پر وحی نازل ہوئی نبوت عطا کی گئی تو آپ کی (معاذ اللہ) گمراہی کی انتہاء ہو گئی اور ہدایت کی ابتداء ہو گئی۔

آیت کا ظاہر تو یہی کہہ رہا ہے اور ظاہر بین لوگوں نے یہی اس کی تفسیر بیان کی ہے۔ آپ نے یہاں اعلیٰ حضرتؒ کے ترجمہ کو کیوں ترجیح دی؟ آپ کیلئے پرابلم کیا پیدا ہوئی؟ آپ نے لغت میں اس لفظ کی تحقیق کیوں نہ کی اور دیگر آیات قرآنی کے مطابق اس کا ترجمہ کیوں نہ کیا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو اپنے ہی دام میں صیاد آ گیا

اپنے ہی جال میں شکاری پھنس گیا۔
اپنے ہی چکر میں علامہ سلوی پھنس گیا۔

علامہ سلوی کا طریق فکر:

موصوف نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ آقا کریم ﷺ پیدائشی نبی نہیں ہیں لہذا جہاں سے انہیں اپنے مذموم مقصد کیلئے کچھ حاصل ہوتا نظر آتا ہے اُدھر لپک جاتے ہیں۔ اور اہل ایمان اہل عشق کے طریق فکر سے راہِ فرار اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی آیت کریمہ کی تفسیر مختلف تفاسیر کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں اور اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور علامہ سلوی کی فکر کا ماتم کریں۔

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى کی تفسیر از روح البیان:

میں تفسیر روح البیان سے پہلے اس آیت کریمہ کی تفسیر پیش کرتا ہوں اس کے بعد علامہ سلوی کی خبر لیتا ہوں۔

علامہ واحدیؒ نے کہا اور اکثر مفسرین اور الزجاج کا پسندیدہ قول اس کی تفسیر میں اور اُسید بن المسیب سے روایت بھی ہے

أنه صلى الله عليه وسلم سافر مع عمه أبي طالب إلى الشام فبينما هو راكب ناقة ذات ليلة ظلماء وهو نائم جاءه إبليس فأخذ بزمام الناقة فعدل به عن الطريق فجاءه جبريل عليه الصلاة والسلام فنفخ إبليس نفخة وقع منها بالحبشة ورده إلى القافلة

آپ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کیساتھ شام کا سفر کیا اس دوران کہ آپ اونٹنی پر سوار تھے ایک سخت اندھیری رات میں جب آپ سوئے ہوئے تھے۔ ابلیس نے اونٹنی کی نکیل پکڑ لی اور اسے راستہ سے ہٹا دیا۔ اس کے بعد جبریل امین آئے انہوں نے ابلیس پر پھونک ماری وہ حبشہ میں جا گرا۔ آپ کو جبریل نے قافلے کی طرف واپس لوٹا دیا۔

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰی میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

اس واقعہ سے غار حرا سے پہلے جبریل امین کی آمد ثابت ہو رہی ہے۔ اس واقعہ کے مطابق آپ نہیں بلکہ اونٹنی کو ابلیس نے دوسری راہ پر ڈال دیا۔ ادنیٰ تعلق کی وجہ سے نسبت آپ کی طرف کر دی گئی۔

دوسری تفسیر:

بلکہ دوسرا واقعہ ہے۔ اس کو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے آپ ﷺ بچپن میں دادا سے جدا ہو گئے اور مکہ کی گھاٹیوں میں گم ہو گئے تھے ابو جہل نے آپ کو دیکھا جب کہ وہ اپنی بکریوں کی دیکھ بھال سے واپس آ رہا تھا اس نے آپ کو دادا (عبد المطلب) تک لوٹا دیا۔ جبکہ وہ کعبہ کے پردوں سے لپٹ کر اللہ کی بارگاہ میں زاری کر رہے تھے کہ اے اللہ! محمد ﷺ کو واپس لوٹا دے۔

یہ بھی ذکر ہے کہ جب ابو جہل نے آپ ﷺ کو دیکھا اس نے اونٹنی کو بٹھایا اور آپ کو پیچھے بٹھایا

فأبت أن تقوم فأركبه أمامه فقامت فكانت الناقة

تقول يا أحمق هو الإمام فكيف يقوم خلف المقتدی

اونٹنی نے کھڑے ہونے سے انکار کر دیا اس نے آقا کریم ﷺ کو آگے بٹھایا وہ کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی اے ابوجہل احمق وہ امام ہے وہ مقتدی کے پیچھے کیسے بیٹھ سکتا ہے۔

جس طرح سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بچپن میں بذریعہ فرعون واپس لوٹا دیا۔ ''فَرَدَدْنَاهُ اِلٰی اُمِّه'' اُسی طرح بذریعہ ابوجہل رسول اللہ ﷺ کو اپنے دادا کی طرف واپس کیا۔

آیت کریمہ ''وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى'' میں گمشدگی اور لوٹانا مراد ہے۔

تیسری تفسیر

یہ ایک تیسرا واقعہ ہے

کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ بچپن میں گم ہو گئے تھے۔ لوگوں نے آپ کو بہت تلاش کیا مگر نہ ملے عبدالمطلب نے کعبہ کا طواف کیا اللہ کی بارگاہ میں زاری کی:۔

فسمعوا منادياً ينادی من السماء يا معشر

الناس لا تضجوا فإن لمحمد رباً لا یخذله ولا یضیعه وأن محمداً بوادی تهامة عند شجرة السمر.

لوگوں نے آسمان سے منادی کو سنا وہ کہہ رہا ہے لوگو! نہ پریشان ہو محمد ﷺ کا رب اسے نہ رسوا کرے گا نہ ضائع کریگا بے شک محمد ﷺ وادی تہامہ میں ہیں بیری کے درخت کے نیچے۔

وہاں عبدالمطلب اور ورقہ بن نوفل گئے تو واقعی آپ بیری کے درخت کے نیچے ٹہنیوں اور پتوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔

آیت کریمہ ''وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى '' میں آپ کی یہ گمشدگی اور آپ کا مل جانا مراد ہے۔

چوتھی تفسیر:

یہ بھی ایک واقعہ ہے۔ کہ آپ ﷺ کی دائی سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنھا آپ کے دادا عبدالمطلب کو واپس کرنے کیلئے مکہ آئیں سرکار کا بچپن تھا۔ ابھی دودھ چھڑایا ہی تھا۔ کعبہ کے دروازے کے پاس آپ کو بٹھایا تو آپ دائی سے گم ہو گئے۔

ان چار واقعات کی روشنی میں لفظ ''ضال'' ضل فی

طریقہ سے ہوگا جب کہ ایسے راستہ پہ چل پڑے جو مقصود تک نہیں پہنچاتا ہے۔ تو یہاں آپ کی گمشدگی مراد ہے جس کے باعث اپنے محبین سے آپ غائب ہوگئے تھے اسے ضالا سے تعبیر کیا ہے۔

پانچویں تفسیر:

سید محمود آلوسیؒ نے چار واقعات نقل فرمائے مگر پھر ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ نہیں لفظ ''ضال'' کو اس معنی پر محمول کرنا بھی ضعیف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ پر احسان کا ذکر کر رہا ہے یہ جو احسان ان واقعات میں ہے اللہ کے بڑے احسانات کے مقابلہ میں معمولی ہے لہذا کوئی بڑا احسان خدا بر ذات مصطفےٰ ﷺ مراد ہونا چاہیئے۔ لہذا سید محمودؒ فرماتے ہیں۔

عربی زبان میں ''ضال'' اس درخت کو کہتے ہیں جو وادی میں اکیلا ہو اور اس کے آس پاس کوئی درخت نہ ہو اس معنی میں اس آیت کا مطلب ہوگا۔

وجدك وحدك ليس معك أحد فهدى الناس إليك ولم يتركك منفردا

آپ ﷺ کو اکیلا پایا آپ کے ساتھ کوئی نہ تھا لوگوں کو آپ کی

طرف راہنمائی فرمائی آپ کو اکیلے نہ چھوڑا۔

چھٹی تفسیر:

سید محمود آلوسیؒ جنید بغدادیؒ کا قول نقل کرتے ہیں جنہوں نے ''ضالا'' کا معنی متحیرا کیا ہے اور مطلب یہ لیا۔

ووجدك متحيرا في بيان الكتاب المنزل عليك فهداك في بيانه

آپ ﷺ کو خداوند عالم نے کتاب کے بیان میں متحیر پایا تو اس کے بیان کی طرف راہنمائی فرمادی۔

مطلب یہ کہ پہلے اللہ نے آپ پر قرآن مجید نازل فرمایا آپ ﷺ اس کے بیان اور تشریح کے بارے منتظر اور متحیر تھے خدا نے وہ بیان آپ کو سکھا دیا کیونکہ پہلے فرمایا تھا ثم ان علینا بیانہ پھر ہم پر اس کا بیان کرنا ہے۔

ساتویں تفسیر:

ووجدك غافلاً عن قدر نفسك فأطلعك على عظيم محلك

آپ ﷺ کو پایا کہ آپ اپنے مرتبہ و مقام سے آگاہ نہیں ہیں اس لیے اللہ نے آپ کو اپنے عظیم مقام سے آگاہ فرمادیا۔

آٹھویں تفسیر:

وجدك ضالاً عن معنى محض المودة فسقاك كأساً من شراب القربة

پایا آپ ﷺ کو خالص مؤدت کے معنی سے خالی پس آپ کو شرابِ قرب کا پیالہ پلادیا۔

نویں تفسیر

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے یہ معنی بیان کیا ہے۔

كنت ضالاً عن محبتي لك في الأزل فمننت عليك بمعرفتي

آپ ﷺ ازل میں میری محبت سے بے خبر تھے۔ میں نے اپنی معرفت عطا کر کے آپ پر احسان کیا۔

دسویں تفسیر:

حریری نے بھی تقریباً اس طرح کا معنی بیان کیا۔

اے حبیب ﷺ آپ محبت کے معانی کی گہرائیوں میں متردد

تھے ہم نے آپ کو ان گہرائیوں کی طرف رہنمائی فرمادی۔

علامہ سلوی کی خبر گیری

علامہ سلوی نے ترجمہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضاؒ کا نقل کیا اور تفسیر کیلئے کسی اور کی طرف رجوع کرلیا۔ یہاں ''روح المعانی'' کو ہاتھ ہی نہ لگایا حالانکہ اس میں امام احمد رضا کے ترجمہ کے مطابق نویں دسویں تفسیر مذکور تھی۔

نمبر 1 سوال یہ ہے کہ علامہ سلوی نے ایسی حرکت کیوں کی؟

نمبر 2 علامہ سلوی کو دس تفاسیر میں سے کوئی تفسیر پسند کیوں نہ آئی؟

نمبر 3 ان دس تفاسیر میں سے 40 سال کے بعد نبوت کے عطا ہونے نہ ہونے کا کہیں ذکر ہی نہیں تو علامہ سلوی نے یہاں اعطائے نبوت کیسے شامل کرلیا؟۔

نمبر 4 چھٹی تفسیر جو سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی اس میں تو کتاب اللہ قرآن مجید کے بیان اور تشریح کے بارے آپ ﷺ کے متحیر ہونے کا ذکر ہے۔ یہ تفسیر علامہ سلوی کو پسند کیوں نہ آئی؟ جبکہ علامہ سلوی کسی زمانہ میں اہل معرفت کے ساتھ منسلک تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ علامہ سلوی نے عقیدہ پہلے متعین کیا ہے اور تفاسیر کا مطالعہ بعد میں شروع کیا یوں علامہ کو دلائل کی تلاش اپنے مذموم عقیدہ کو ثابت کرنے کیلئے کرنا پڑ گئی۔ اور پھر

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا! بھان متی نے کنبہ جوڑا

خلاصہ کلام یہ کہ اس آیت کریمہ کا اعطائے نبوت کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں بنتا۔

اور اگر ایک اور تفسیر جو کہ بعض مفسرین نے کی ہے یعنی

"آپ ﷺ شرعی احکام سے بے خبر تھے اللہ نے آپ کو شرعی احکام سکھا دیئے"

مراد لیں تو بھی چالیس سال میں نبوت عطا کرنے کا یہاں کوئی قصہ نہیں۔

باب سوم

ازلی اور پیدائشی نبی ہونے پر احادیث سے دلائل

ربط:

قبل ازیں بندہ نے چار آیات قرآنی سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ ازلی اور پیدائشی نبی ہیں، اس کے بعد علامہ سیلوی نے جن آیات سے اپنے موقف پر استدلال کیا ان کے استدلال کو غلط ثابت کیا۔

اب تیسرا باب اُن احادیث طیبہ کو بیان کرنے کیلئے مقرر کیا ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے آقا کریم ﷺ ازلی اور پیدائشی نبی ہیں۔

حدیث نمبر 1:۔

عبدالرزاق رضی اللہ عنہ نے معمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اول شے کے

بارے میں جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ آپ نے جواب دیا

هُوَ نُوْرُ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ خَلَقَهُ اللّٰهُ

فرمایا وہ تیرے نبی کا نور ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا۔

پھر اس نور میں ہر خیر کو پیدا فرمایا اس کے بعد ہر شے کو پیدا فرمایا

اس نور کے پیدا کرنے کے بعد اسے 12 ہزار سال اپنے سامنے ''مقام قرب'' میں رکھا، اس کے بعد اس نور کے چار حصے کیئے ایک حصہ سے عرش و کرسی کو، دوسرے سے حاملین عرش کو اور تیسرے سے کرسی کے خازن کو اور چوتھی قسم کو اپنے ''مقام حب'' میں 12 ہزار سال رکھا پھر اس کے چار اجزاء کیئے ایک سے فرشتے، ایک سے آفتاب، ایک جزء سے ماہتاب اور کواکب قسم رابع کو ''مقام رجاء'' میں 12 سال رکھا پھر اس کے 14 اجزاء کیئے ایک جزء سے عقل دوسری سے علم وحکمت اور عصمت تیسرے جزء سے توفیق اور چوتھے جزء کو ''مقام حیاء'' میں 12 سال رکھا پھر اللہ عزوجل نے اس کی طرف نظر فرمائی تو اس سے نور کے قطرے بہنے لگے ایک لاکھ

اور چار ہزار یا ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرے وجود میں آ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ہر قطرے سے نبی اور رسول کی روح کو پیدا کیا۔ جب ارواح انبیاء علیہم السلام نے سانس لیا تو ان سانسوں سے اللہ تعالیٰ نے اولیاء، شہداء، سعداء اور قیامت تک کے مطیعین کو پیدا فرمایا۔

فَالْعَرْشُ وَالْكُرْسِيُّ مِنْ نُورِي عرش اور کرسی میرے نور سے ہیں:

فرشتے میرے نور سے، ساتوں آسمانوں کے ملائکہ میرے نور سے، سورج، چاند، ستارے میرے نور سے، عقل اور توفیق میرے نور سے، وَأَرْوَاحُ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ مِنْ نُورِي

رسولان عظام اور انبیاء علیہم السلام کی ارواح میرے نور سے، شہداء، سعداء اور صالحین میرے نور سے پیدا ہوئے۔

پھر اللہ نے 12 ہزار ''حجاب'' پیدا فرمائے، میرے نور کو قائم فرمایا اور وہ جزء رابع تھی، اس جزء رابع کو ہر حجاب میں ہزار سال اور یہ عبودیت، سکینہ، صبر، صدق اور یقین کے مقامات ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس نور کو ''حجاب'' میں ہزار سال غوطہ زن رکھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کو پردوں سے نکالا اور اسے زمین کے ساتھ جوڑ دیا جس سے مشرق و مغرب روشن ہوگیا جس طرح اندھیری رات میں چراغ سے روشنی ہوتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے زمین سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، ان کی پیشانی میں وہ نور جوڑا پھر وہ حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا اور یہ نور طاہر (پاک) سے طاہر کی طرف، اور طیب (پاکیزہ) سے طیب کی طرف منتقل ہوتا رہا، حتیٰ کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کی پشت کے ساتھ اس کو ملا دیا۔

وَمِنْهُ إِلَى زَوْجِهِ أُمِّي آمِنَةَ، ثُمَّ أَخْرَجَنِي إِلَى الدُّنْيَا فَجَعَلَنِي سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَرَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ هٰكَذَا كَانَ بَدْءُ خَلْقِ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ

اور ان سے ان کی زوجہ میری والدہ حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنھا تک منتقل ہوا، پھر مجھے دنیا کی طرف نکالا، فوراً مجھے سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ

العالمین، قائد الغر المحجلین بنادیا، اے جابر تیرے نبی ﷺ کی خلق کی ابتداء اس طرح ہوئی ہے۔

اس طویل روایت کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

طبقات ابن سعد جلد 5 صفحہ 546۔ تاریخ البخاری الکبیر جلد 7 صفحہ 378۔ تاریخ البخاری الصغیر جلد 2 صفحہ 115۔ الجرح والتعدیل جلد [illegible] صفحہ 255۔ الثقات لابن حبان جلد 7 صفحہ 484۔ سیر اعلام النبلاء جلد 7 صفحہ 5۔ وفیات الاعیان صفحہ 141۔ العبر اء صفحہ 220۔ تذکرۃ الحفاظ جلد 1 صفحہ 190۔ میزان الاعتدال جلد 4 صفحہ 154۔ تہذیب التہذیب جلد 4 صفحہ 127۔ التقریب جلد 9 صفحہ 80.[illegible]۔ تہذیب الکمال جلد 21 صفحہ 220۔ شذرات الذھب جلد 1 صفحہ 235۔

اس روایت کے آخری الفاظ پر علامہ سلوی خوب توجہ فرمائیں

ثُمَّ أَخْرَجَنِي إِلَى الدُّنْيَا فَجَعَلَنِي سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (علامہ سلوی اچھی طرح جانتے ہیں الفاء للتعقیب بلا فصل)

دنیا میں ظاہر فرماتے ہی صرف رسول نہیں صرف نبی نہیں وہ تو پہلے ہی تھے ظہور بطور سید المرسلین، خاتم النبیین ہوا۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ دنیا میں سید المرسلین کے طور پر تشریف لائے، لہذا آپ ﷺ کے پیدائشی نبی ہونے میں کوئی شک وشبہ نہ رہا۔

حدیث پاک کا یہ آخری حصہ مصنف عبدالرزاق مفقود جزء حدیث نمبر 18 امام عیسیٰ بن عبد اللہ بن محمد بن مانع الحمیری اپنی کتاب ''نور البدایات وختم النہایات'' کے صفحہ 29 کے حاشیہ پر تحریر کرتے ہیں

''ہماری تحقیق کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے''

شیخ الاکبر محی الدین ابن عربیؒ نے اپنی کتاب ''تلقیح الفہوم'' صفحہ 128 پر بعینہ یہی الفاظ نقل فرمائے ہیں۔

عطاء الخرکوشی نے شرف المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 311 پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے، عبدالرزاق ؒ نے اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے، علامہ قسطلانیؒ نے ''المواہب اللدنیہ'' جلد 1 صفحہ 71 پر عبدالملک بن زیاد نے فوائد میں عمر بن الخطاب ؓ سے اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں

یا عمر أتدری من انا؟ انا الذی خلق اللہ عز وجل اول

کل شیء نوری فسجد لله فبقی فی سجوده سبعمائة عام فاول کل شیء سجد نوری ولا فخر

یا عمر أتدری من انا ؟انا الذی خلق العرش من نوری والکرسی من نوری واللوح من نوری والقلم من نوری والشمس من نوری والقمر من نوری ونور الابصار من نوری والعقل الذی فی رؤوس الخلائق من نوری ونور المعرفة فی قلوب المؤمنین من نوری ولا فخر

اے عمر رضی اللہ عنہ جانتے ہو میں کون ہوں؟ میں وہ ہوں اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا، میرے نور نے سات سو سال سجدہ میں گذارے، ہر شے سے پہلے میرے نور نے سجدہ کیا مجھے فخر نہیں۔ میں وہ ہوں کہ اللہ نے عرش، کرسی، لوح، قلم، چاند، سورج، آنکھوں کے نور کو میرے نور سے بنایا، عقل جو مخلوق کے سروں میں ہے اور معرفت جو مومنین کے قلوب میں ہے اسے میرے نور سے بنایا۔ گویا ساری کائنات میں آپ ﷺ کے نورِ نبوت کا

فیضان ہے۔

اور ساری کائنات آپ کے نور ہی سے بنی ہے لہذا آپ کی نبوت بھی سب سے پہلے ہے اور اسی کا فیضان سب انبیاء کو عطا ہوا اور اپنے اپنے دور میں حضور کی نیابت میں آپ سے فیض لیکر کام کرتے رہے۔

كُلُّ الأنبيَاءِ حَقًّا تَبَعًا
يَرَى وَرَاءَهُ كَقُدَّامٍ مَعًا

تمام انبیاء حق ہیں اور آپ کے پیروکار ہیں آپ اپنے پیچھے اور آگے بیک وقت مشاہدہ فرماتے ہیں۔

حدیث نمبر 2

عن قتادہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ، وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ

جلیل الشان ثقہ راوی حضرت قتادہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خلق کے اعتبار سے میں اول نبی ہوں بعثت کے اعتبار سے آخری نبی ہوں۔

اسناد کے اعتبار سے یہ حدیث مرسل ہے شواھد کے لحاظ سے حسن ہے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ تک اس کی اسناد صحیح ہیں یہ محفوظ حدیث ہے۔

طبقات ابن سعد جلد 10 صفحہ 262۔طبرانی جلد 4 صفحہ 2662۔ابن ابی حاتم نے تفسیر میں۔تفسیر ابن کثیر جلد 6 صفحہ 2785۔ابو نعیم نے الدلائل میں صفحہ 3۔دیلمی نے الفردوس صفحہ 485 میں۔ثعلبی نے اپنی تفسیر جلد 3 صفحہ:93۔بغوی نے اپنی تفسیر جلد 4 صفحہ 435۔

ثابت ہوا ہمارے آقا ﷺ جس طرح اوّل الخلق ہیں، اوّل المسلمین ہیں۔اسی طرح اوّل النبیین ہیں۔سب سے اول آپ کو نبی ہونے کا اعزاز حاصل ہو گیا تو اس کے بعد بعثت بمعنیٰ ظہور ہی مناسب ہوگا کہ ظہور سب سے آخر ہوا تا کہ آپ کا سب انتظار کریں اور آپ کے بعد کسی کا انتظار نہ ہو اگر بعثت کا معنی کریں ''اعطائے نبوت'' تو عجیب مطلب ہو جائے گا، کہ میں اوّل النبیین ہوں اور نبوت مجھے سب سے آخر میں عطا ہوئی ہے لہذا اس کا یہی مفہوم ہے کہ میری بعثت ''جلوہ گری'' ظہور'' قوم کی طرف آمد'' سب سے آخر ہوئی ہے۔

حدیث نمبر 3

عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّى

اللہ علیہ وسلم إِنّی عَبْدُ اللّٰہِ لَخَاتَمُ النَّبِیّینَ وَإِنَّ آدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمُنْجَدِلٌ فِی طِینَتِہِ وَسَأُنَبِّئُکُمْ بِأَوَّلِ ذَلِکَ دَعْوَۃُ أَبِی إِبْرَاھِیمَ وَبِشَارَۃُ عِیسَی بِی وَرُؤْیَا أُمِّی الَّتِی رَأَتْ وَکَذَلِکَ أُمَّھَاتُ النَّبِیِّینَ تَرَیْنَ

عرباض بن ساریہ ﷺ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ میں اللہ کا بندہ ہوں میں خاتم النبیین ہوں اور بے شک اس وقت آدم علیہ السلام گارے میں گوندھے جا رہے تھے اور میں تمہیں اس کے بارے بتاتا ہوں میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی ماں کا خواب ہوں جو اس نے دیکھا تھا۔

یہ حدیث درج ذیل کتب میں مذکور ہے۔

مسند امام احمد جلد 4 صفحہ 149۔ التاریخ الکبیر جلد 6 صفحہ 68۔ التاریخ الصغیر جلد 1 صفحہ 12۔ المعجم الکبیر جلد 18 صفحہ 252۔ الدلائل جلد 1 صفحہ 10۔ المستدرک الحاکم جلد 2 صفحہ 609۔

ابن رجب نے لطائف المعارفین میں ارشاد فرمایا

امام احمد بن حنبل ﷺ نے عرباض بن ساریہ ﷺ کی حدیث

سے استدلال کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سے مخلوق ہوئے ہمیشہ توحید پر رہے جس نے ان کے خلاف گمان کیا امام احمد نے اس کی تردید کی ہے۔

بل قد یستدل بھذا الحدیث علیٰ انہ ﷺ ولد نبیا

اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ آپ ﷺ پیدائشی نبی ہیں اور آپ کی ولادت بطور نبی ہوئی۔

امام احمد آپ کے پیدائشی نبی ہونے پر دلیل دیتے ہیں:

فإن نبوتہ وجبت لہ من حین أخذ المیثاق منہ حین استخرج من صلب آدم فکان نبیا من حینئذ

آپ ﷺ کی نبوت آپ کے بارے میثاق (عہد) لینے کے وقت سے ثابت ہو چکی ہے جب کہ پشت آدم سے نکال کر عہد لیا گیا تھا اس وقت سے نبی ہیں۔

(محمد بن یوسف الصالحی الشامی سبل الھدیٰ والرشاد، فی سیرۃ خیر العباد،)(ابو الفرج ابن رجب عبد الرحمن بن احمد الحنبلی)

ایک وہم ہوتا ہے کہ دنیا میں رسول کریم ﷺ کا خروج بعد میں

ہوا تو آپ کیلئے نبوت پہلے سے کیسے ثابت ہو گئی امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ
اس کا جواب دیتے ہیں آپ فرماتے ہیں۔

لکن كانت مدة خروجه إلى الدنيا متأخرة عن ذلك و ذلك لا يمنع كونه نبيا قبل خروجه

آپ ﷺ کا دنیا میں خروج بعد میں ہوا اور بعد کا خروج ''قبل خروج'' نبی ہونے میں مانع نہیں ہے۔

امام احمد رضی اللہ عنہ اس کی مثال اور نظیر دے کر سمجھاتے ہیں کہ

كمن يولى ولاية و يؤمر بالتصرف فيها في زمن مستقبل فحكم الولاية ثابت له من حين ولايته و إن كان تصرفه يتأخر إلى حين مجيء الوقت.

جس طرح کسی شخص کو ایک علاقہ کی ولایت دیدی جاتی ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ فلاں وقت سے تصرف کا آغاز ہو گا۔

لہذا آقا کریم ﷺ کی نبوت ازلی اور پیدائشی ہے البتہ تصرفات خصوصیہ کا اظہار بعد میں ہو گا۔

امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ بعثت سے پہلے

اپنی قوم کے دین پر تھے تو آپ نے فرمایا
هذا قول سوء یہ سخت برا قول ہے۔
فرمایا جو ایسی بات کرے اس سے پرہیز لازم ہے۔
میں نے کہا ہمارے پڑوسی ابو العباس کہتے ہیں۔
فرمایا قاتله الله اللہ اسے قتل کرے۔
اس سے برا قول کیا ہوگا؟ آپ ﷺ کی قوم تو بتوں کی پوجا کرنے والی تھی اور آپ کے بارے عیسیٰ علیہ السلام اعلان کر رہے ہیں بشارت دے رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
فان اصحاب الکلام امرھم لا یزول الیٰ خیر
ایسے لوگوں سے بچو ایسے علم کلام سے بچو، ایسے لوگوں کا انجام بخیر نہیں۔
علامہ سلوی عقلی گھوڑا دوڑانے سے پہلے اپنے انجام کے بارے سوچ کرلیں۔
امام عیسیٰ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
اس حدیث میں آقا کریم ﷺ کی زبردست عظمت شان کا

بیان ہے یہ کہ

کان نبیا قبل جمیع الانبیاء فتکون نبوتہ ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن آدم الیٰ یوم القیمۃ وتکون الانبیاء واممھم کلھم من امتہ ویکون قولہ ﷺ بعثت الی الناس کافۃ لا یختص بہ الناس من زمنہ الی یوم القیمۃ بل یتناول من قبلھم ایضاً یبین ذالک معنی قولہ ﷺ کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد

آپ ﷺ تمام مخلوق سے پہلے نبی تھے لہذا آپ کی نبوت اور رسالت جمیع خلق آدم علیہ السلام کے زمانہ سے یوم قیامت تک ہے تمام انبیاء علیھم السلام اور ان کی امتیں آپ کی امت ہیں اور حضور کا ارشاد "بعثت الی الخلق کافۃ" میں ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں یہ مختص نہیں ہے حضور ﷺ کے زمانہ سے قیامت تک بلکہ اولین کو بھی شامل ہے اور اسی معنی کو آپ کا ارشاد واضح کر رہا ہے"

کنت نبیا و ادم بین الروح و الجسد ‘‘میں نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

امام عیسیٰ ’’نور البدایات و ختم النھایات‘‘ صفحہ 41 پر مزید فرماتے ہیں۔

وان من فسرہ یعلم اللہ بانہ سیصیر نبیا لم یدرک المعنی الصحیح

جس شخص نے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ اللہ کو علم ہے کہ آپ نبی ہو جائیں گے اس کو صحیح معنی کا ادراک نہیں حاصل ہوا۔

کیونکہ اللہ کا علم محیط ہے اور علم الہی میں تو انبیاء علیھم السلام خلق آدم سے پہلے انبیاء ہیں پھر آپ کی کیا خصوصیت ہے؟

نبوت و رسالت حضور ﷺ کا شرف ذاتی ہے لہذا جب ذات مصطفیٰ ساری مخلوقات بلکہ انبیاء علیھم السلام سے پہلے ہے، تمام مخلوقات کی ارواح سے بھی پہلے ہے تو نبوت و رسالت کا وصف بھی آپ ﷺ کیلئے اس وقت سے ثابت ہے تو یہ اعتراض غلط ہے کہ وصف

بغیر موصوف کے کیسے قائم ہو سکتا ہے؟

وصف نبوت تو آپ ﷺ کیلئے روز ازل سے ہے اس اعتبار سے آپ ''اول النبیین'' ہیں اور ظہور اور خروج آپ کا بعد میں ہوا تا کہ آپ کا ''خاتم النبیین'' ہونا بھی ظاہر ہو جائے۔ لہذا آقا کریم ﷺ اول بھی ہیں اور آخر بھی، اول النبیین ہیں اور خاتم النبیین ہیں اول النبیین ہونا بھی آپ کا اعزاز اور کمال ہے اور خاتم النبیین ہونا بھی آپ کا اعزاز اور آپ کا کمال ہے۔

حدیث نمبر 4

عَنْ أَبِی هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ قَالَ وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ

(الجامع الصحیح الترمذی جلد 5 صفحہ 585 کتاب المناقب)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نبوت آپ کیلئے کب ثابت ہوئی؟ فرمایا میں نبی تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''مرقاۃ شرح مشکوۃ'' میں ''بین الروح والجسد'' کی تشریح یوں فرمائی

وأنه مطروح علی الأرض صورة بلا روح والمعنی أنه قبل تعلق روحه بجسده

یعنی حضرت آدم علیہ السلام بغیر روح کے اپنے پیکر خاکی کے ساتھ زمین پر موجود تھے مراد یہ کہ آپ علیہ السلام کی روح اور جسد عنصری کا ابھی تعلق قائم نہیں ہوا تھا۔

اس حدیث مبارکہ سے نبوت محمدی علی صاحبها الصلوٰۃ کا تخلیق آدم علیہ السلام سے تقدم ثابت ہو گیا خلاصہ مفہوم یہ کہ جسطرح اولیت خلق کے مراتب میں سرکار ابد قرار ﷺ کو سب پر تقدم حاصل ہے یعنی اول الخلق ہیں اسی طرح آپ ﷺ کو ''ثبوت نبوت'' میں بھی تقدم حاصل ہے آپ اول النبیین ہیں۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ تخلیق آدم سے پہلے نبوت محمدی کا ثبوت محض علم الٰہی میں تھا اور عالم خارج میں نہ تھا۔ یہ فہم اور سمجھ سراسر

باطل اور غلط ہے اس لئے کہ اگر یہ معنی مراد لیا جائے تو حضور سرورکون مکان ﷺ کی امتیازی فضیلت باقی ہی نہیں رہتی کیونکہ علم الٰہی میں تو تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوتیں تھیں اس میں آپ ﷺ کا کونسا امتیاز ہو سکتا ہے؟۔ حالانکہ اس حدیث میں تو آپ ﷺ کی امتیازی خصوصیت بیان کی جارہی ہے اور یہ نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ صحابہ کرام ﷺ کا سوال علم الٰہی کے حوالے سے تھا؟ یا خارج میں شرف نبوت کے ساتھ متصف ہونے کے متعلق تھا؟

علم الٰہی کے حوالے سے تو سوال ہی بے معنی بن جاتا ہے کیونکہ علم الٰہی کی نہ ابتداء ہے نہ انتہاء علم الٰہی تو صفات ذاتیہ میں سے ہے اور یہ صفت قدیم ہے۔

صحابہ کرام ﷺ کا سوال ہے ''متی وجبت لك النبوة'' آپ کیلئے نبوت کب سے ثابت ہوئی۔ ثبوت نبوت، وجود محمدی کو مستلزم ہے کیونکہ نبوت وصف اور عرض ہے جس کا موصوف کے بغیر قیام ناممکن ہے۔

گویا صحابہ کرام ﷺ آقا کریم ﷺ سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کی تخلیق تو سب سے اول ہے اور آپ اول الخلق ہیں آپ وصف نبوت کے ساتھ کب متصف ہوئے؟

تو آقا کریم ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ تخلیق آدم سے پہلے میں مخلوق بھی ہو چکا تھا اور تخلیق آدم سے پہلے مجھے نبوت بھی عطا کی جا چکی تھی۔

انورشاہ کشمیری دیوبندی

انور شاہ کشمیری دیوبندی نے اسی حدیث شریف کی شرح میں یوں لکھا

أی کان النبی ﷺ نبیاً وجرت علیہ أحکام النبوۃ من ذلک الحین بخلاف الأنبیاء السابقین، فإن الأحکام جرت علیھم بعد البعثۃ

نبی کریم ﷺ نبی تھے آپ پر اسی وقت سے احکام نبوت جاری ہو چکے تھے بخلاف انبیاء سابقین ان پر احکام نبوت کا اجراء بعثت کے بعد ہوا۔

افسوس صد افسوس دیوبندی مکتبہ فکر کا مولوی آقا کریم ﷺ کیلئے نبوت بمعہ احکام تخلیق آدم سے پہلے تسلیم کرتا ہے اور یہی

حدیث ترمذی کا مفہوم سمجھتا ہے مگر بریلوی عالم بلکہ اشرف العلماء کا فہم اس حقیقت کے ادراک سے خالی ہو بلکہ قاصر ہو۔ فیا للعجب واضاعۃ الادب۔ مقام حیرت و تعجب ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ارشاد

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں

سالته سوالا روحانیا عن معنی قوله کنت نبیا وآدم لمنجدل بین الماء والطین ففاض علی روحی من روحه الکریمه الصورۃ المثالیه التی قبل ان یوجد فی عالم الاجسام وان فیضانها فی الحضرۃ المثالیه کان عند کون آدم منجدلا بین الماء والطین وان له ظهوراتاما فی تلك الحضرۃ وهو المعبر عنه بالنبوۃ فی هذا الحدیث (تفهیمات الهیه)

میں نے سرور کائنات ﷺ سے آپ کے ارشاد ''میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے'' کے بارے میں روحانی طور پر سوال کیا تو حضور ﷺ کی روح مبارک مثالی صورت

میں میری روح پر نمودار ہوئی، اس صورت میں کہ عالم اجسام میں آنے سے پہلے موجود تھی، اس کا فیضان عالم مثال میں تخلیق آدم سے پہلے جاری تھا اور حضور ﷺ کو ظہور تام حاصل تھا اسی کو نبوت محمدی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

عاشق رسول عبد الرحمان جامی کا عقیدہ

انور کشمیری نے عاشق رسول علامہ عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے

أنه كان نبياً قبل النشأة العنصرية

(العرف الشذی شرح سنن الترمذی جلد2 صفحہ372)

وجود عنصری سے پہلے بھی آپ ﷺ نبی تھے۔

امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام ﷡ نے سوال کیا تھا متی وجبت لك النبوة؟ آپ نے سوال کے عین مطابق جواب عطا فرمایا کہ میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی تخلیق کے مراحل میں تھے۔ یعنی خلق آدم سے پہلے مجھے نبوت عطا ہو چکی تھی۔ (مرقاۃ المفاتیح جلد 11 صفحہ 58)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں اس حدیث پاک سے حضرت آدم علیہ السلام پر آپ ﷺ کی نبوت کی سبقت اور نبوت کا تقدم ثابت ہوتا ہے۔ (لمعات)

شیخ احمد شہاب الدین قسطلانی

شیخ احمد شہاب الدین قسطلانیؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

"تخلیق آدم سے قبل خارج میں نبوت محمدی کا اس حدیث سے ثبوت حاصل ہو رہا ہے اور یہ حدیث ظہور نبوت کی صریح دلیل ہے"

(المواہب اللدنیہ جلد 1 صفحہ 60)

حدیث نمبر 5

عَنْ مَیْسَرَۃَ الْفَجْرِ، قَالَ قُلْتُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ، مَتٰی کُنْتَ نَبِیًّا؟ قَالَ وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ.

حضرت میسرۃ الفجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب سے نبی بنے ہیں؟ فرمایا میں اس وقت سے نبی ہوں

جب کہ آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

یہ حدیث مبارکہ درج ذیل کتب میں موجود ہے

مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 50۔

طبرانی المعجم الکبیر جلد 20 صفحہ 353۔

التاریخ الکبیر امام بخاری جلد 7 صفحہ 374۔

کتاب الشریعۃ للآجری جلد 1 صفحہ 431۔

البدایۃ والنھایۃ حافظ ابن کثیر میں لکھا ہے کہ اس کی اسناد جید ہیں۔

المستدرک امام حاکم جلد 2 صفحہ 608۔

دلائل النبوۃ امام بیہقی جلد 1 صفحہ 84۔

امام ذھبی نے اس حدیث کو درست تسلیم کیا ہے

باب چہارم

ألم تعلموا أنا وجدنا محمدًا
نبيًّا كموسى خُطَّ فى أول الكتب
وأنَّ عليهِ فى العبادِ محبةً
ولا خيرَ ممن خَصَّه الله بالحُب

تم جانتے نہیں کہ ہم نے پایا محمد ﷺ کو نبی جس طرح موسیٰ علیہ السلام کا کتابوں کے اول میں ذکر ہے اور بیشک لوگوں میں آپ کی محبت رکھ دی گئی ہے اور اس سے افضل کوئی نہیں جسے اللہ نے آپ کی محبت کے ساتھ مختص فرمایا۔

علامہ سلوی کی کتاب "تحقیقات" پر تفصیلی تبصرہ

هذا بصائر للناس

علامہ سلوی یا ان کے کسی تلمیذ یا صاحبزادہ کا قول نقل کرنے کے لئے عنوان ہوگا۔ "قولہ"

"بصیرہ" کے عنوان کے ساتھ بندہ کا تبصرہ ہوگا۔

قولہ (قول تلمیذ مجہول)

تلمیذ مجہول کا واعظین پر غصّہ:

''گذشتہ کئی مہینوں سے اشرف العلماء شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی زید مجدہ العالی کے حوالے سے علماء، واعظین اور مقررین کے ہاں عجیب وغریب نظریات دیکھنے اور سننے کو مل رہے ہیں۔کوئی یہ کہتا ہے کہ (معاذ اللہ)

"انہوں نے سرکار کی نبوت ورسالت کا انکار کردیا الخ (ت ص ۷)

بصیرہ نمبر 1۔

اگر قتل انسانی کو بندہ بھول جائے تو قصاص سراسر ظلم اور عجیب وغریب محسوس ہوتا ہے۔یونہی علامہ سلوی نے جو کچھ کیا' تلمیذ (ناکارہ خلائق) نے اسے درخور اعتنا نہیں سمجھا اس لئے اسے بطور قصاص علامہ سلوی کے خلاف علماء وغیرہ کے نظریات عجیب دکھائے دے رہے ہیں اور غریب سنائی دے رہے ہیں۔

علامہ سلوی کے خلاف کسی عالم نے کوئی الزام نہیں لگایا۔ موصوف نے واقعی آقا کریم ﷺ کی پیدائشی نبوت کا انکار کیا اور چالیس سال سے قبل آپ کو وصف نبوت سے خالی قرار دیا ہے۔قلمی مسودہ کے

علاوہ تحقیقات میں آپ نے یہی تحقیق فرمائی ہے۔ اور موصوف کی یہ تحقیق ان کے سابقہ نظریات کے صریحاً خلاف ہے۔ (تفصیل آگے آرہی ہے)۔ لہذا علماء پر ایسے منحرف شخص کی مخالفت لازم ہو چکی تھی 'اسمیں نہ جائے تعجب ہے نہ یہ معاملہ غریب ہے۔ البتہ تلمیذ کے اپنے ذہن کا حال عجیب ہے۔

قولہ (قول تلمیذ ناکارہ خلائق)

واعظین کو خاموش رہنے کا مشورہ:

مناظرہ جھنگ کی فتح و نصرت جس کے ماتھے کا جھومر ہے آپ کس منہ سے ان کی شان میں لب کشائی کر رہے ہیں؟ آپ خاموشی اختیار فرمائیں اس لئے کہ آپ اس طرح کے مسائل میں گفتگو کے اہل نہیں ہیں یہ علماء کا باہمی مسئلہ ہے۔ (ت ص ۸)

واعظین علماء کرام کو ڈانٹنے کا ناکارہ خلائق کی طرف سے انوکھا انداز ہے۔ مقصد یہ ہوا اشرف علی تھانوی (علیہ ما علیہ) اگر کچھ لکھے تو اس کے خلاف یہ واعظین ضرور بولیں۔ لیکن "اشرف العلماء" کچھ بولیں یا لکھیں اگرچہ ان کے مسلمہ عقائد کے خلاف لکھیں تو واعظین حضرات خاموشی اختیار کرلیں۔ کیونکہ واعظین کی امہات کتب تک

رسائی نہیں ہے۔ اور واضح بات ہے کہ جب اس نا کارہ خلائق نے علماء واعظین کو خاموش رہنے کا حکم دے دیا ہے تو عوام کو بولنے کی تو یقیناً اجازت نہیں ہو گی۔ ابھی ایک طبقہ باقی تھا جو کہ تلمیذ کے نزدیک "اہل علم" ہیں۔ ان کے بارے نا کارہ خلائق کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔

قولہ (تلمیذ مجہول)

اہل علم پر سلوی مقصد نہ سمجھنے پر اظہارِ افسوس:

''اہل علم'' جو اس مسئلے میں گفتگو کے اہل ہیں ان پر افسوس ہے کہ سوائے دو یا تین اہل علم کے کسی بھی مہربان نے یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کہ اصل مسئلہ ہے کیا؟

تبصرہ نمبر 2

نا کارہ خلائق نے ''اہل علم'' کی اکثریت کی خوب درگت بنائی کہ وہ یہ جان ہی نہ سکے کہ اصل مسئلہ ہے کیا؟ دو تین جنہوں نے جاننے کی کوشش کی ان کے بارے صورت حال ابہام کا شکار ہے کہ انہیں اصل مسئلہ کا علم ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو "سوائے دو تین" کے استثناء کا کچھ مطلب نہیں۔ وہ بھی نہ جاننے والوں کے زمرہ میں

شامل رہے۔

اور اگر انہیں علم ہو گیا کہ ''اشرف العلماء'' کا اصل مسئلہ کیا ہے۔ حضرت کا موقف کیا ہے؟ تو پھر وہ دو تین کدھر گئے۔ لگتا ہے کہ انہوں نے بھی علامہ سلوی کی مخالفت اور کردار کشی کی مہم کا آغاز کر دیا۔

تلمیذ کی غصے کی علاقہ پوٹھوہار سے مثال:

ناکارۂ خلائق کے مذکور بیان سے مجھے علاقہ پوٹھوہار کے جواری (جوئے باز) یاد آگئے۔ وہ صبح و شام اس غلط کام میں مصروف رہتے ہیں۔ اگر والدین، اساتذہ، اہل خانہ، رشتہ دار منع کریں یا انہیں جوا کے لئے رقم نہ دیں تو وہ والدین اور اساتذہ سمیت سب کا رگڑا نکال دیتے ہیں۔ اور سب کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اور کبھی توجہ نہیں دیتے کہ ہم جوا' سے باز آجائیں۔ تو ساری خرابی دور ہو جائے گی۔

ناکارۂ خلائق کا فرض تھا کہ وہ اپنے ابا حضور'' اشرف العلماء'' کو دست بستہ عرض کرتا' کہ رسول اللہ ﷺ کو وصف نبوت سے

خالی قرار دینے کی جرات نہ کریں۔ آقا ﷺ کے دیوانے برداشت نہیں کریں گے۔ محسوس ہوتا ہے کہ ان ناکارہ لوگوں نے ہی ''اشرف العلماء'' کو مجبور کیا ہوگا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کو 40 سال سے قبل وصف نبوت سے خالی قرار دیں اپنی تحقیقات کے دریا بہا دیں آپ کی خوب شہرت ہوگی۔ اور کچھ ہمارا بھی کاروبار چل جائے گا۔ لہذا عوام، واعظین اور اہل علم سب کو اس ناکارۂ خلائق نے خاموشی اختیار کرنے کا مشورہ دے دیا۔ تاکہ ''اشرف العلماء'' کی گاڑی بآسانی چل سکے۔

قولہ (قول تلمیذ ناکارۂ خلائق)

سیّد نصیر الدین اور علامہ سلوی:

''لیکن مجھے آج تک یہ سمجھ نہیں آسکی کی انہوں نے صاجزادہ نصیر الدین نصیر کی وفات پر خصوصی نمبر شائع کیے۔ اپنے رسائل و جرائد میں ان کی "خدمات دینیہ" اور ان کے علم وفن کا اعتراف کرنے میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے حالانکہ یہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے وفات سے تقریباً آٹھ سال پہلے نجدیت کی بولی بولنی

شروع کی۔“

بصیرہ نمبر 3۔

”اذکروا محاسن موتاکم“ اپنے فوت ہوجانے والوں کی خوبیاں ذکر کرو (مشکوۃ شریف)۔ اس ارشاد رسول ﷺ کے تحت جن لوگوں نے پیر نصیر الدین نصیرؔ کے اوصاف حمیدہ اپنے رسائل میں ذکر کیے جب کہ خاص طور پر انہیں ان کی کتاب "اعانت واستعانت" کے مندرجات کا علم نہ تھا وہ اسمیں معذور گردانے جا سکتے ہیں۔

لیکن اشرف العلماء تو ابھی بقید حیات ہیں۔ وہ اپنے اقوال غیر مرضیہ اور عقائد فاسدہ سے ابھی توبہ کرلیں تاکہ ان کے وصال پر اہل سنت کے ہر طبقہ کی طرف سے مدح سرائی ہو سکے۔ ابھی موقعہ ہے۔ ابھی وقت ہے۔ صاحبزادہ نصیر الدین نصیر گولڑویؔ نے اگر عقائد میں تبدیلی کی اور بے باکانہ قسم کے جملے لکھ گئے تو اب وہ اپنے انجام کو بھی پہنچ چکے ہیں۔ لہذا صاحبزادہ نصیر الدین نصیرؔ کی مثال سامنے رکھ کر جناب ”اشرف العلماء“ علامہ سلوی کو اس قسم کی حرکت

کرنا زیب نہیں دیتا تھا۔ لیکن افسوس کی علامہ سلوی کو ایسا نازیبا مشورہ کسی نا کارہَ خلائق نے دے دیا کہ آپ بھی وفات سے پہلے اسی طرح کی حرکت کریں شائد آپ کے وصال پر بھی جرائد ورسائل زمین و آسمان کے قلابے ملا دیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر توبہ کے بغیر ''اشرف العلماء'' کا انتقال ہو گیا تو صبحِ قیامت تک اشرف علی تھانوی کی طرح متنازعہ ہی رہیں گے۔

قولہ (ای تلمیذ مجہول)

پیدائشی نبی ماننا قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف ہے:

''دوسری طرف ہمارے مہربانوں کی نظر شائد اس طرف نہیں گئی کہ پیدائشی طور پر نبوت تسلیم کرنا (قرآن وسنت کی تصریحات اور اکابر کی سینکڑوں وضاحتوں کے تو خلاف ہے ہی) کتنے ایسے لاینحل مسائل پیدا کرے گا جن کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں۔

بصیرہ نمبر 4۔

قرآن وسنت میں کہیں بھی تصریح نہیں کہ رسول کریم ﷺ پیدائشی

نبی نہیں۔ صرف اگرچہ مگرچہ کا سلوی چکر ہے۔
اکابر کی وضاحت اپنی مرضی اور رائے کے مطابق بنائی گئی ہے۔
اکابرین میں سے کسی کی تحریر میں یہ نہیں ملے گا کہ
رسول کریم ﷺ پیدائشی نبی نہیں ہیں۔
نہ قرآن وحدیث میں تصریح ہے نہ اکابر کے کلام میں کہیں تصریح
ہے۔ یہ صرف سلوی چکر ہے۔ (تفصیل آگے آرہی ہے)۔

قولہ (ای السلوی) والصلوٰۃ علیٰ من کان نبیاً و آدم بین الماء والطین الخ

بصیرۃ نمبر 5۔

علامہ سلوی اپنے خطبہ میں پھنس گئے:

علامہ سلوی کا خطبہ ہی ان کے نئے عقیدہ پر ضرب کاری ہے۔
اس لیے کہ اس خطبہ سے آقا ﷺ کی نہ صرف پیدائشی نبوت کا اظہار
ہو رہا ہے بلکہ ازلی نبوت کا بھی اظہار ہو رہا ہے۔
اگرچہ بین الطین والماء کے الفاظ حدیث پاک سے
ثابت نہیں (مدارج النبوت) مگر تحقیقات کا مصنف لکھ سکتا ہے۔ ممکن

ہے ان کی تحقیقات کی زد میں یہ الفاظ بھی ثابت ہو گئے ہوں۔

جو الفاظ روایت سے ثابت ہیں وہ ہیں کنت نبیاً و آدم بین الروح والجسد۔ اور حضور ﷺ کا یہ جواب، صحابہ کرام ؓ کے اس سوال کے بعد صادر ہوا۔ متی! وجبت لك النبوۃ؟ آپ کے لئے یا رسول اللہ ﷺ نبوت کب سے ثابت ہے؟ علامہ سلوی بتائیں کہ ''صحابہ کرام ؓ کو معلوم نہیں تھا کہ آپ ﷺ چالیس سال کے بعد غار حرا میں نبی بنائے گئے؟ اگر انہیں علم نہیں تھا' تو علامہ سلوی صاحب! کو کیسے علم ہوا؟

اگر انہیں علم تھا اور یقیناً وہ غار حرا کے جملہ واقعات سے آگاہ تھے تو پھر انہوں نے ایسا سوال کیوں کیا؟

واضح ہے یہ سوال عالم ارواح کے اندر نہیں ہو رہا۔ عالم اجسام میں ہو رہا ہے اور حضور سرور کائنات ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کو ڈانٹا کیوں نہیں کہ میری نبوت کا آغاز تمہارے سامنے غار حرا سے ہوا۔ تم ایسا سوال کیوں کر رہے ہو؟ ڈانٹنا تو ایک طرف' آپ ﷺ صاف کہہ دیتے'' کہ میں چالیس سال کے بعد غار حرا میں نبی بنایا

گیا ہوں۔ آپ ﷺ نے جواب یہ دیا کنت نبیاً و آدم بین الروح و الجسد (میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے) معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ازلی اور پیدائشی نبی ہیں۔

علامہ سیالوی کا جملہ علماء پر اظہار غصہ:

قولہ (ای السلوی) کچھ عرصہ سے چند نوجوان' نوخیز واعظین کرام' اور مقررین عظام اس طرح کا پروپیگنڈہ کر رہے ہیں اور شور شرابا برپا کیے ہوئے ہیں کہ "محمد اشرف سیالوی نبی کریم ﷺ کو بچپن سے نبی تسلیم نہیں کرتا" اور چالیس سال کے بعد آپ ﷺ کے لئے نبوت ور سالت کا تحقق تسلیم کرتا ہے۔ (ت ص ۱۵)

بصیرہ نمبر 6۔

نا کارہ خلائق تلمیذ نے مقررین، واعظین، بلکہ اہل علم کو بھی خاموش کر دیا اور انہیں سخت ڈانٹ پلا دی۔ اب استاذ گرامی اشرف العلماء نے ایک حقیقت کو "پروپیگنڈہ"، اور واعظین کا "

شور شرابا'' قرار دے دیا کہ " محمد اشرف نبی کریم ﷺ کو بچپن سے نبی تسلیم نہیں کرتا"۔

میں علامہ سلوی سے سوال کرتا ہوں کہ حضرت صاحب!
اگر یہ ''پروپیگنڈہ'' اور آپ کے خلاف ''شور شرابا'' ہے تو بتائیں حقیقت کیا ہے؟ کیا آپ رسول کریم ﷺ کو پیدائشی نبی مانتے ہیں؟
اگر آپ مانتے ہیں' تو واقعی یہ پروپیگنڈہ ہے لیکن پھر یہ بتائیں کہ قلمی مسودہ اور تحقیقات میں آپ نے کیا گل کھلائے ہیں؟ افسوس صد افسوس۔
آپ نے قلمی مسودہ اور تحقیقات میں اسی لئے اوراق سیاہ کیے ہیں اور یہی تحقیق پیش فرمائی ہے کہ رسول کریم ﷺ پیدائشی نبی نہیں ہیں۔
اور آپ ﷺ کے لئے نبوت و رسالت کا تحقق 40 سال بعد غار حرا میں نزول وحی کے ساتھ ہوا۔

حقیقت بیانی کو شور و شرابا قرار دینا:

''حقیقت بیانی'' کو آپ ''پروپیگنڈہ'' کہہ رہے ہیں اور آپ کے بارے سچ بولنے کو آپ ''شور شرابا'' کہہ رہے ہیں۔
آپ اعلان کریں کہ محمد اشرف سلوی / سابق سیالوی پہلے کی

طرح آقا ﷺ کو پیدائشی نبی مانتا ہے اور جدید نظریہ سے توبہ کرتا ہے تو تمام واعظین، اور مقررین آپ کے خلاف بولنا، لکھنا ترک کر دیں گے۔ اور اگر آپ اپنے جدید موقف پر قائم رہیں تو علماء کرام، آپ کے جدید باطل نظریہ کے خلاف قلمی جہاد کرتے رہیں گے لہذا بہتر ہے کہ اپنی اصلاح کرلیں۔

قولہ (ای السلوی)

بندہ سنتا رہا اور صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے تقریری اور تحریری طور پر جواب دینے سے اجتناب برتتے ہوئے انتظار کرتا رہا (الخ)

بصیرہ نمبر 7۔

رسول کریم ﷺ کی پیدائشی نبوت کا انکار کرنے سے پہلے صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے تھا، اور خود علماء اہلسنت، اور مشائخ ملت، اور اکابرین سے مشورہ حاصل کرنا چاہیے تھا بلکہ انہیں اپنا ہمنوا بنانے کیلئے سخت محنت سے کام لینا چاہئے تھا تاکہ جو پریشانی آپ کو بعد میں لاحق ہوئی وہ لاحق نہ ہوتی۔

علماء کو کتب بینی اور مطالعہ کا دشمن قرار دینا:

قولہ: "الحاصل بندہ کا موجودہ مدعیان علم و فضل اور مقررین و واعظین (الا ما شاء اللہ) کے بارے یہ تاثر پختہ ہو گیا ہے۔

کہ یہ حضرات علم و دانش اور مطالعہ و کتب بینی کے دشمن ہیں'

بصیرہ نمبر 8۔

"یہ تاثر پختہ کب ہوا؟ جب آپ نے اپنے سابقہ عقیدہ' اور نظریہ میں تبدیلی پیدا کردی۔ پہلے یہ تاثر نہ تھا۔ صاحبانِ علم و فضل کو اور واعظین کو علامہ سلوی خوب داد دیا کرتے تھے جن پر اب سخت اظہار غصہ کر رہے ہیں۔

صرف اس لئے کہ علماء' و مشائخ' اور دانشور حضرات نے علامہ سلوی کی باطل اور جدید نظریہ میں تائید نہیں کی۔

قولہ (ای السلوی)' میرا اہل سنت کے اہل علم سے یہ سوال ہے کہ ہمیں بتلایا جائے اس وقت کون اہلسنت کا امام و مقتدا اور رہبر و رہنما ہے؟

بصیرہ نمبر 9۔

امامت کبریٰ اور علامہ سلوی:

علامہ سلوی کا یہ سوال بالکل درست بلکہ قابل صد تعریف ہے۔ کیونکہ امام زمانہ کی معرفت' اور پہچان انتہائی لازم اور ضروری

ہے۔ شرح عقائد میں یہ حدیث منقول ہے۔

قال النبی ﷺ من مات و لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃً جاھلیۃ

جو اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچان سکا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اس حدیث کی روشنی میں مسلمانوں پر اپنا امام مقرر کرنا انتہائی ضروری ہے جیسا کہ عقائد نسفی میں نجم الملۃ والدین عمر نسفے اعلی اللہ درجتہ فی دارالسلام نے فرمایا ''والمسلون لا بدّلھم من امام'' (مسلمانوں کے لئے اپنا امام (اکبر) مقرر کرنا ضروری ہے۔

بندہ نے اس موضوع پر مدت گذری "امامت کبری" کے عنوان سے بڑے سائز کا ''اشتہار'' شائع کیا تھا۔ ایک کتاب اسی عنوان پر تحریر کی تھی جسے پوری دنیا میں مفت تقسیم کیا گیا تھا۔ ''تحریک امامت کبری انٹرنیشل'' تنظیم قائم کر کے یہ پیغام پوری دنیا میں پہنچانے کی کوشش کی ہے اور اپنی ہمت اور بساط کے مطابق کوشش جاری ہے۔ حاجی احمد خان آف جنڈانوالہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات اور مولانا حق نواز نے (باوجود سفید پوشی کے) اس سلسلہ

میں کافی محنت و مشقت اٹھائی اور ۔۔۔ ملک المدرسین' استاذی' استاذ الکل' علامہ عطا محمد بندیالوی گولڑوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر متعدد بار زبانی / تحریری سیر حاصل بحث کی لیکن علامہ سلوی بتائیں کہ ''انہوں نے اس موضوع کے حوالے سے کیا کردار ادا کیا ہے؟ اگر علامہ سلوی اس موضوع پر توجہ دیتے تو آج ان حالات سے دوچار نہ ہوتے۔ جن کی وجہ سے آپ سخت مایوس اور پریشان نظر آرہے ہیں اور (محض رسمی استثناء کے ساتھ) تمام علماء اور دانشور حضرات کو مطالعہ کتب کا دشمن قرار دے رہے ہیں۔ اب موقع ہے علامہ سلوی اپنے باطل نظریہ سے توبہ کریں اور اپنے شاگردوں کو ''امامت کبریٰ'' کے موضوع پر خوب قائل کریں اور اس کی اہمیت سے آگاہ کریں شرائط پر تفصیل سے بحث کریں اور امامت کبریٰ کے قیام کے لئے اپنی زندگی میں کوشش کر جائیں تاکہ بارگاہ رسالت میں شرمندگی نہ اٹھانی پڑیں۔

قولہ (ای السلوی) ''پتہ نہیں آپ اس قدر فاتر العقل اور کم فہم کیوں بن گئے ہیں؟ کہیں والد گرامی کی ناراضگی اور بددعاؤں

کے اثرات تو نمایاں نہیں ہو رہے ہیں؟ باادب بانصیب بے ادب بے نصیب (ت ص ۳۰)

بصیرہ نمبر ۱۰: کاش کہ علامہ سلوی صاحب جو کچھ سید نصیر الدین نصیر کے بارے کہہ رہے ہیں وہ کچھ اپنے بارے بھی سوچ کر لیں۔ اس طرح اصلاح سلوی کا امکان پیدا ہو سکتا ہے۔

قولہ (ای السلوی) ''ان پروانوں کا سارا زور اس امر پر ہے کہ ''حضور اکرم ﷺ بچپن سے نبی ہیں'' کیونکہ آپ نے یہ فرمایا ہے

"میں اس وقت سے نبی ہوں جبکہ آدم علیہ السلام آب و گل اور روح وجسد کے درمیان تھے"

حالانکہ چھ ہزار سال کا عرصہ آپ ﷺ آباء و اجداد کے اصلاب اور پشتوں میں اور امہات اور جدات کے ارحام میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتے رہے۔

بصیرہ نمبر 11۔

علامہ سلوی کا رسول پاک ﷺ کو چھ ہزار سال نبوت سے خالی قرار دینا:

علامہ سلوی کا مطلب یہ ہے کہ چھ ہزار کے عرصہ میں رسول کریم ﷺ جب آباء کی پشتوں اور امہات کے ارحام میں منتقل ہوتے رہے تو اس عرصہ میں آپ ﷺ نبوت و رسالت سے خالی تھے۔ لہذا حضور کے عاشق اور پروانے آپ کو بچپن سے نبی کہنے اور سمجھنے پر زور نہ دیں۔

سوال یہ ہے کہ آپ کے ارشاد گرامی کنت نبیاً الخ کی موجودگی میں جو کہ حدیث بھی صحیح ثابت ہے اور آقا کریم ﷺ ظاہری حیات میں سوال کا جواب دیتے ہوئے اپنی نبوت کا وجوب اور ثبوت مدت مدید سے یعنی تخلیق آدم سے پہلے ثابت کر رہے ہیں۔ تو اس ''زمانہ انتقال'' نیں آپ ﷺ کا وجود تھا۔ اسم گرامی تھا۔ تو یقیناً وصف نبوت و رسالت بھی تھا۔ علامہ سلوی صاحب ذرا حدیث کے الفاظ پر غور فرمائیں جو آپ نے خود نقل فرمائی ہے۔

اھبطنی وجعلنی ینقلنی اخرجنی

جس طرح معراج جسمانی کو لفظ "عبد" ظاہر کرتا ہے اسی طرح متکلم کی ضمیر "ی" آقا کریم ﷺ کی ذات بمعہ صفات کو ظاہر کر رہی ہے۔ اور قابل توجہ یہ نکتہ ہے کہ آقا کریم ﷺ اصحاب رسول پر اپنی عظمت و شان بیان فرما رہے ہیں۔ ثابت ہوا کہ آپ ﷺ ''زمانہ انتقال'' میں محمد، احمد' نور' برھان' نبی' اور رسول تھے۔ بلکہ جملہ اوصاف کے ساتھ متصف تھے البتہ ظہور ہمارے لئے بذریعہ آپ ﷺ کے والدین کے ہوا۔ لہذا عاشقان رسول کا اس بات پر زور دینا کہ آقا کریم ﷺ بچپن سے نبی ہیں بالکل جائز اور درست ہے۔ بلکہ آقا کریم ﷺ روز ازل سے نبی ہیں۔ لہذا ازلی اور پیدائشی نبی ہیں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنھما کے قصیدہ کا مفہوم بھی یہی ہے کہ ''زمین پر نزول اجلال سے قبل' آپ ﷺ جنت کے درختوں کے سایہ میں خوش و خرم تھے۔ آپ کشتی نوح پر سواری کر رہے تھے۔

آپ کی وجہ سے خلیل اللہ علیہ السلام نارِ نمرود سے محفوظ رہے۔ اور جب آپ ﷺ کا ظہور قدسی بطن مادر سے ہوا تو روئے زمین آپ ﷺ کے نور سے چمک اٹھی۔ سبحان اللہ' روایت اور قصیدہ آقا کریم ﷺ کی شانِ اعجازی اور مقامِ نبوت کو واضح کر رہے ہیں اور علامہ سلوی اسے نبوت کی نفی پر دلیل بنا رہے ہیں۔

ببین تفاوتِ راہ از کجا تا بکجا

قولہ (ای سلوی) منتقلی کا عرصہ تقریباً چھ ہزار سال ہے اور اس عرصے میں مخالفین بھی آپ کے نبی ہونے کے قائل نہیں الخ (تحقیقات ص ۳۴)

بصیرہ نمبر 12۔ علامہ سلوی نے یہ بات خواہ مخواہ اپنی طرف سے کہہ دی ہے واضح ہے مخالفین سے مراد وہ لوگ ہیں جو علامہ سلوی کے نظریہ کے مخالف ہیں اور وہ آقا کریم ﷺ کو ازلی نبی مانتے ہیں۔ اور ازلی نبی تسلیم کرنے کے اسباب وعلل قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ ہیں لہذا علامہ سلوی کم از کم اس بدگمانی سے توبہ کریں۔ بلاشبہ آقا کریم ﷺ کے پروانے اور دیوانے علماء مشائخ آپ ﷺ کو ازلی نبی تسلیم کرتے ہیں لہذا

چھ ہزار سال ''زمانہ انتقال'' میں بھی نبی تسلیم کرتے ہیں۔ نبوت و رسالت کو رسول اللہ ﷺ کا ذاتی شرف مانتے ہیں۔

البتہ یہاں ایک سوال کا جواب دینا ضروری ہے وہ سوال یہ کہ ''زمانہ انتقال'' میں آپ ﷺ کی نبوت کے ثمرات کیا ہیں؟ جواب یہ ہے کہ ثمرات تو صاف ظاہر ہیں۔ سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ آپ کے وسیلہ سے قبول ہوئی۔ کشتی نوح آپ ﷺ کی برکت سے کنارے لگی۔ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر آگ آپ ﷺ کی برکت سے گل وگلزار ہوئی۔

نیز رسول اللہ ﷺ کی ابتداء اور انتہاء معجزہ ہے۔ لہذا آپ ﷺ کا وصف نبوت بھی اعجازی شان رکھتا ہے۔

لہذا علامہ سلوی' کا مخالفین کے بارے یہ بدگمانی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو چھ ہزار سال کے ''زمانہ انتقال'' میں نبی نہیں مانتے بے بنیاد۔ قول سلوی ہے۔ پھر اس ''فاسد بنیاد'' پر بنیاد رکھ کر موصوف کا یہ کہنا ''تو کیا اتنے عرصہ میں آپ کو نبی اور رسول نہ ماننا بے ادبی اور

گستاخی نہیں ہے؟ چھ ہزار سال کے لئے نبوت ورسالت کی نفی اور انکار اگر گستاخی اور بے ادبی نہیں ہے تو مزید چالیس سال شامل کر لینا کیونکر بے ادبی اور گستاخی قرار پائے گا؟

بناء الفاسد علی الفاسد:

اسی کو کہتے ہیں بناء الفاسد علی الفاسد۔ جب چھ ہزار سال کے عرصہ میں کسی نے آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کا انکار ہی نہیں کیا تو بے ادبی اور گستاخی کا سوال ہی غلط ہے۔ لہذا علامہ سلوی نے تنبیہ کے عنوان کے تحت جو کچھ ذکر کیا وہ سب فضول غیر معقول اور آقا کریم ﷺ کی شان اعجازی سے عدم توجہ کے باعث ہوا۔ بلاشبہ رسول کریم ﷺ نے اپنے انتقال من الا صلاب الی الارحام کو خود بیان فرمایا۔ اور انتقال سے قبل اپنے لئے نبوت کو ثابت فرمایا۔ تو اس زمانہ میں آپ ﷺ نے نبوت کی نفی کا ذکر نہ فرمایا۔ تو کوئی نبی کا دیوانہ اس ''زمانہ انتقال'' میں آپ کی نبوت کا کیسے انکار کرسکتا ہے؟

علامہ سلوی صاحب!

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

آپ نے دوسروں پر انکار کا الزام بھی لگا دیا۔ اور عقلی گھوڑا دوڑاتے ہوئے، چھ ہزار چالیس سال تک رسول اللہ ﷺ سے نبوت کی نفی بھی کر دی۔

علامہ سلوی کی ایک اور سینہ زوری:

جس طرح موصوف نے اپنے مخالفین پر یہ الزام لگا دیا کہ وہ ''زمانہ انتقال'' میں آقا کریم ﷺ کو نبی نہیں مانتے۔ پھر سوالات کی بوچھاڑ شروع کر دی کہ ''تم چھ ہزار سال تک نبی نہیں مانتے تو میں 40 سال کا اضافہ کرتا ہوں تو کیا فرق پڑتا ہے؟

اسی طرح علامہ سلوی سمجھتے ہیں کہ آقا کریم ﷺ کی تخلیق تو حضرت آدم علیہ السلام سے بہت پہلے ہوئی۔ مگر ان لاکھوں سالوں میں آپ ﷺ نبی نہیں تھے۔ (العیاذ باللہ)

علامہ سلوی کا مطلب یہ ہے کہ آقا کریم ﷺ نے تو صرف یہ فرمایا تھا۔

میں نبی تھا جبکہ آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

تو اس کا مطلب یہ نکلا کہ اس سے پہلے آپ نبی نہ تھے۔

پہلی بات یہ ہے کہ اس میں تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے نبوت کی نفی نہیں۔ بلکہ اس جملہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ تخلیق آدم علیہ السلام کے وقت بھی نبی تھا۔ کیونکہ ہماری سمجھ میں یہ وقت بآسانی آسکتا تھا۔

نمبر۲۔ آقا کریم ﷺ کا دوسرا ارشاد گرامی بھی ہے انا اول النبیین فی الخلق تو جسطرح اول الخلق ہیں، اول المسلمین اسی طرح اول النبیین بھی ہیں۔ لہذا اول حقیقی کا مصداق صرف اور صرف آپ ﷺ ہیں اس لئے آپ کی تخلیق ہی بطور نور' بطور برہان' بطور رسول' اور بطور نبی' کے ہوئی۔ اسی لئے ساق عرش پر تخلیق آدم سے پہلے لکھ دیا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ سلوی نے تحقیقات ص ۳۶ پر رسول کریم ﷺ کو دیگر انبیاء علیہم

السلام پر قیاس کرتے ہوئے لکھا۔

"اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب انبیاء علیھم السلام کو چالیس سال بعد نبی ماننا گستاخی اور بے ادبی اور تحقیر و اہانت نہیں تو یہاں اس کو بے ادبی اور گستاخی قرار دینے کا کیا جواز ہے؟

پہلی بات یہ ہے کہ یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔ کہاں وہ ہستی جو وجہ تخلیق کائنات ہے۔ جس کے بارے ارشاد باری تعالیٰ ہے حدیث قدسی

لولاك لما خلقت الدنیا ولا الجنة ولا النار (اگر آپ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں دنیا پیدا نہ کرتا' اور نہ جنت نہ دوزخ)

کہاں وہ ہستی' جو انبیاء کو فیض عطا کرنے کے لئے بنائی گئی

لہٰذا دیگر انبیاء علیھم السلام پر رسول اللہ ﷺ کو قیاس کرنا درست نہیں۔ دوسری یہ بات ہے کہ ہم رسول کریم ﷺ کے امتی ہیں۔ ہماری اصل غرض رسول کریم ﷺ ہیں اور ہم تفصیلاً گفتگو آپ

کے بارے کر سکتے ہیں۔

دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے ہماری معلومات کا دائرہ اتنا وسیع نہیں۔ وہ پیدائشی نبی ہیں یا نہیں؟ وہ کب سے نبی ہیں؟ ہم ان کے بارے اتنا کہہ سکتے ہیں جتنا ہمیں ہمارے آقا ﷺ نے بتایا۔ زائد باتوں میں پڑنا ہمارے بس میں نہیں۔

اخفائے نبوت اور علامہ سلوی کا عجب فہم:

قولہ: کیا نبی اکرم ﷺ نے چالیس سال تک نبوت کو چھپائے رکھا؟

بصیرہ نمبر 13۔ علامہ سلوی کا یہ سوال بڑا اہم ہے۔ کیونکہ علمی مسودہ میں موصوف نے اہل تشیع کے تقیہ کو بھی یہاں شامل کرلیا۔ اور فرمایا کہ ''اگر نبوت کو چالیس سال تک چھپائے رکھا تو یہ تقیہ کے مشابہ ہو گا۔ بلکہ تحقیقات ص ۳۸ پر بھی رقمطراز ہیں۔

''تقیہ کو انبیاء علیہم السلام کے حق میں جائز رکھنا کسی سنی مسلمان کا کام نہیں ہوسکتا یہ تو صرف شیعہ کا عقیدہ و نظریہ ہے۔

جواب یہ ہے کہ جس طرح شیخ سعدی شیرازیؒ نے کہا ہے۔

دو چیز وطیرہ عقل است

گفتن بوقتِ خاموشی، وخاموشی بوقتِ گفتن

ترجمہ:۔ دو چیز عقلی تقاضے کے خلاف ہیں۔ بولنا خاموشی کے وقت' اورخاموشی اختیار کر لینا بولنے کے وقت۔

روز روشن کی طرح واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بولنا وحی خداوندی کے تابع تھا۔

ارشاد باری تعالی ہے

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم:3،4)

لہذا پہلے آپ ﷺ کو نبوت کے اظہار کا حکم نہ ملا تھا اس لئے اظہار نہیں کیا اور جب حکم ملا۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (الحجر:94)

تو آپ ﷺ نے اظہار فرمادیا۔

تقیہ اور نبوت:

اس میں تقیہ کا کیا معاملہ ہے؟ جو کہ بوجہ خوف کے کیا جاتا ہے۔

دوسری یہ بات ہے کہ متشابہات کا علم اللہ کریم نے رسول اللہ ﷺ کو ضرور عطا فرمایا۔ اسمیں تقریباً تمام مفسرین کا اتفاق ہے۔

جو راسخون فی العلم ہیں، انہیں ایک قول پر متشابہات کا علم عطا نہ ہوا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ رسول کریم ﷺ نے بھی انہیں مطلع نہ فرمایا تو کیا اسے بھی آپ ''تقیہ'' قرار دیں گے؟

رسول کریم ﷺ نے بے شمار اسرار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کھولے' دوسروں کو نہ بتائے۔ تو کیا آپ کے نزدیک یہ بھی تقیہ تھا؟

آقا کریم ﷺ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دو قسم کے علم عطا فرمائے۔ ایک علم انہوں نے ظاہر فرمایا۔ دوسرا ظاہر کرتے تو شہ رگ کٹ جاتی۔ جیسا کہ مشکوۃ شریف میں خود آپ نے ارشاد فرمایا ہے حضرت حذیفہ آقا ﷺ کے صاحب سر تھے۔ یعنی آپ کے کئی اسرار کے امین تھے۔

خلاصہ جواب یہ کہ آقا کریم ﷺ ازلی اور پیدائشی نبی ہیں۔ اور وہ آپ ﷺ کا شرف ذاتی ہے اور ''نبوت برائے تبلیغ خلق'' کا اظہار اس وقت ہوا جب آپ کو اظہار کا حکم ملا۔

جسطرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پیدائشی نبی ہیں اور سیدنا یحیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے آپ کے لئے لفظ نبی اللہ نے استعمال فرمایا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہونے کے باوجود پیدا ہوتے ہی نہ بولے۔ بلکہ جب لوگوں نے آپ علیہ السلام کی والدہ پر بیہودہ قسم کے الزام لگائے۔ والدہ نے آپ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔ لوگوں نے کہا ہم کیسے کلام کریں اس سے جو پنگھوڑے میں بچہ ہے۔ تو آپ بحکم خدا بول پڑے۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا (مریم:30)

سوال یہ ہے کہ پہلے کیوں نہ بولے؟

جواب یہ ہے کہ بولنے کے بارے حکم خدا نہ ملا تھا۔

یونہی رسول اللہ ﷺ 40 سال سے قبل کیوں نہ بولے؟

اس لئے کہ حکم خدا بولنے کا نہ ملا تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا

"خوارق عادت کا ظہور نبوت کی شرط ہے ولایت کی شرط

نہیں''۔

نبوت کو ظاہر کرنا واجب ہے ولایت ظاہر کرنا واجب نہیں۔

یہ بالکل بجا اور درست ہے لیکن علامہ سلوی بتائیں کہ کہاں لکھا ہے کہ نبوت عطا ہوتے ہی اس کو ظاہر کرنا واجب ہے؟

خوارق کا ظہور شرط ہے۔ چاہے خوارق ایک بار یا چند بار ظاہر ہوں۔ یونہی اظہار نبوت ضروری اور واجب ہو جاتا ہے۔

امید ہے کہ علامہ سلوی کے دماغ شریف میں یہ نکتہ آ گیا ہوگا۔ لہذا مجدد پاک کا اس مقام پر حوالہ دینا بے موقع اور بے محل ہے۔ مجدد پاک کا مقصد اور ہے'

علامہ سلوی کا مقصد اور ہے۔

رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کے سامنے اپنی ازلی نبوت کا اظہار بھی کر دیا اور غار حرا کے بعد نبوت برائے تبلیغ کا بھی اظہار کر دیا۔ میر سید شریفؒ نے شرح مواقف میں اور مولانا امجد علیؒ نے بہار شریعت میں جو کچھ فرمایا وہ بالکل درست ہے۔ وہ نبوت برائے تبلیغ احکام کے حوالے سے ہے۔ واضح بات ہے کہ نبوت برائے تبلیغ میں لوگوں کو قبول

کرنے کے لئے تیار کرنا ضروری ہے۔ اور اظہار کے وقت اظہار ضروری ہے۔

حضور علیہ السلام نے چالیس سال سے پہلے کس کس پر اپنی نبوت کا اظہار فرمایا اور کس پر نہیں فرمایا۔ یہ خود راز ہے جس کو بتایا وہ آگے کیسے بتا سکتا تھا؟ لہذا اس کا روایت میں ذکر کیسے ہو سکتا تھا؟

لہذا علامہ سلوی کا یہ کہنا کہ ''امی جان پر اظہار فرمایا' نہ ہی انتہائی مشفق دادا جان' پر نہ جناب ابو طالب' جیسے فدا کار اور جاں نثار چچا کو اس راز سے مطلع فرمایا نہ ہی اپنی مجسمہ وفا زوجہ اور مال و زر قربان کرنے والی مخلص ترین بیوی اور شریک حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر اس کا اظہار فرمایا نہ صدیق اکبر ﷺ جیسے جگری دوست اور سراپا اخلاص یار پر اس عرصہ میں اس کا اظہار فرمایا"۔

تبصرہ

اس کے بارے پہلی بات یہ ہے کہ آپ کو کیسے علم ہوا؟ کہ حضور علیہ السلام نے ان کو نہیں بتایا۔ صرف اس بات سے کہ انہوں

نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور علامہ صاحب! عدم ذکر، عدم وجود کی دلیل نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کو آپ نے اپنے نبی ہونے کا نہیں بتایا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ بتانے کا حکم نہیں ملا تھا۔

تیسری بات یہ کہ چالیس سال کے بعد تین سال تک آپ ﷺ نے اعلانیہ احکامات نہیں بتائے۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (الحجر:94)

کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ بیضاوی فرماتے ہیں

اَیْ فاجھر بہ. یعنی اپنی نبوت کا اظہار فرمائیں تو ثابت ہوا کہ اعطائے نبوت کے فوراً بعد اظہار ضروری نہیں بلکہ احکام کا امر بھی پہلے ہو چکا تھا ان کے اظہار کا حکم یہاں بعد میں دیا گیا۔

قولہ (ای السلوی) کسی نبی کو بھی اخفاء نبوت کا پابند نہیں کیا گیا۔

(تحقیقات صفحہ 40)

بصیرہ نمبر 14۔ علامہ کی فکر کا انداز بالکل تبدیل ہو چکا ہے علامہ

سلوی سے بندہ کا یہ سوال ہے کہ آیا نبوت عطا ہونے کے بعد ایک لمحہ کی بھی تاخیر اظہار نبوت میں جائز ہے یا نہیں؟ اگر آپ کہتے ہیں ''جائز نہیں'' تو قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت پیش کریں۔

نمبر 2 یہ بتائیں کہ غار حرا سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تک آنے میں جو تاخیر ہوئی اس کا ذمہ دار کون ہے؟

نمبر 3 سیدنا موسی علیہ السلام کی دعا کے نتیجہ میں سیدنا ہارون علیہ السلام کو نبوت عطا کرنے کا ازلی فیصلہ تھا لہذا سیدنا موسی علیہ السلام کی نبوت کو سیدنا ہارون علیہ السلام کی نبوت پر تقدم زمانی بلکہ تقدم ذاتی بھی حاصل ہے اور دونوں کو فرعون کی طرف جانے کا حکم بعد میں ملا ''ملاحظہ ہوں آیات ربانی'' وَاَشْرِکْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ (طٰہٰ:32) اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی۔ (طٰہٰ:43) تو تبلیغ احکام میں یہ تاخیر (بقول آپ کے) کیونکر جائز ہوگی؟ اور کیا یہ اخفاء بحکم خدا ہے؟ یا اپنی مرضی سے؟ ثابت ہوا کہ آپ کی فکر خطا پر مبنی ہے یہ معاملہ اخفاء نبوت کا نہیں بلکہ مناسب اور موزوں وقت اور مناسب انداز میں اظہار

نبوت کا معاملہ ہے لہذا اظہار نبوت کیلئے مناسب اور موزوں وقت مقرر کرنا عین حکمت کا تقاضا ہے۔

و فھم السلوی یذھب معکوسا و منحنیئا ھذہ المسئلۃ ،مسئلۃ اظھار النبوۃ لا اخفاء النبوۃ والسلوی یصرفہ وانا اقول لہ ایھا اسلوی ائی تصرفون والی این تؤفکون

پس ثابت ہوا کہ علامہ سلویؔ کا یہ کہنا کہ ''فلاں فلاں کو اپنی نبوت سے آگاہ نہیں کیا'' یہ دعوی بلا دلیل ہے بلکہ خالص وہم ہے۔ اور اگر واقعہ میں نہیں بتایا (بفرض محال) تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ بتانے کا حکم نہیں ملا اور اگر بتا دیا تھا تو راز رکھنے کا حکم تھا مخصوص وقت تک۔ اور ان تینوں صورتوں میں کوئی استحالہ نہیں۔

قولہ (ای السلوی) حضرت خضر علیہ السلام باطنی نظام کے کارکنوں اور موکلوں کو اللہ تعالیٰ کے باطنی احکام اور تدابیر سے آگاہ کرتے ہیں؛ تحقیقات ص 41

بصیرہ 15۔ حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت کے حوالے سے علامہ سلوی

نے سوال نقل تو کر دیا مگر جواب میں سخت پھنس گئے کیونکہ حضرت خضر علیہ السلام کے بارے تفسیر ابن حبان میں ہے اتفق الجمھور علی انہ کان نبیا۔ (تفسیر ابن حبان بحوالہ روح البیان) جمہور امت کا اتفاق ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے حضرت سیدنا موسی علیہ السلام کو ان کے پاس خداوند عالم کا بھیجنا اور ان کے بارے میں فرمانا وَعَلَّمْنٰهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا (ہم نے اسے اپنی بارگاہ سے علم خاص عطا فرمایا ہے) اور حضرت خضر علیہ السلام کا حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو یہ کہنا: وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا: یہ واضح قرائن ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام کے بارے جمہور امت کا اتفاق درست ہے کہ وہ نبی ہیں۔ جب وہ نبی ہیں تو اخفاء نبوت کیوں ہے؟ آپ نے تو لکھا ہے: کسی نبی کو بھی اخفاء نبوت کا پابند نہیں کیا گیا:

سلب کلی کی نقیض ایجاب جزئی ہوتا ہے۔

جب آپ کے اپنے بیان کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام کو اخفاء نبوت کا پابند بنایا گیا تو علامہ سلوی صاحب! آپ کا سلب کلی کدھر گیا؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو اپنے ہی دام میں صیاد آ گیا
قبلہ سلوی یہ سوال نہ لکھتے تو اچھا تھا
اب تو انہیں دادا نانا یاد آ گیا

حضرت خضر علیہ السلام باتفاق جمہور نبی تھے' اور اخفاء نبوت بھی ہے' تو ثابت ہوا کہ علامہ سلوی کی فکر کی (ریت والی) دیوار گر گئی ہے۔ اب یہ حکمت بیان کرنا کہ حضرت خضر علیہ السلام باطنی نظام کے کارکنوں اور موکلوں کو، اللہ تعالی کے باطنی احکام اور تدابیر سے آگاہ کرتے ہیں،۔ علامہ سلوی صاحب آپ سخت پھنس گئے ہیں' حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت سیدنا موسی علیہ السلام کے مابین تو آپ ظاہر اور باطن کا فرق بیان کر سکتے ہیں حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو "عالم ظواہر" اور حضرت خضر علیہ السلام کو "عالم بواطن" قرار دے دیں لیکن آقا کریم ﷺ کے بارے میں علامہ اسماعیل حقی نے "روح البیان" میں جو کچھ لکھا ہے وہ ملاحظہ فرمائیں "ان نبینا علیہ وسلم کان جامعا للظواھر والبواطن" ہمارے نبی ﷺ ظواہر اور بواطن

کے جامع تھے اور ہیں ''خصائص الکبریٰ'' میں بھی ایسے ہی ہے تو آقا کریم ﷺ بحیثیت جامع ''علوم بواطن'' اپنی نبوت کا کچھ مخصوص وقت میں اظہار نہ فرمائیں تو بتائیں آپ کو کیا خرابی نظر آتی ہے؟ اگر حضرت خضر علیہ السلام کو نبی تسلیم کر کے ان کیلئے اخفاء نبوت کو تسلیم کر سکتے ہیں اور انہیں عالم بواطن اور مبلغ بواطن قرار دے سکتے ہیں تو آقا کریم ﷺ کے لئے کچھ مدت تک یہ سب کچھ تسلیم کیوں نہیں کرتے؟

بین بیانا شافیا کاملا و بین الفرق، لم هناك التسليم؟ و هنا الانكار؟ ذاك نبي وهذا نبي الانبياء

علامہ سلوی صاحب! آپ سے یہاں بھی سوال کیا جاتا ہے کہ بتائیے علماء عقائد نے جو نبی کی تعریف کی:

انسان بعثه الله تعالى الى الخلق لتبليغ الاحكام اور نبوت کا معنی السفارة بين الله وبين العباد۔

تبلیغ احکام سے مراد احکام ظاہرہ ہیں (برائے مخلوقات ظاہرہ) یا مطلق ہیں؟ اگر احکام ظاہرہ برائے مخلوقات ظاہرہ مراد ہیں تو حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت پر اور آپ کے نبی ہونے پر یہ تعریف

صادق نہ آئے گی۔ اور مطلق احکام مراد ہیں (ظاہرہ ہوں یا باطنہ) تو آپ کی "بات" جائے گی۔ اسی طرح تعریف سفارت باطنہ کو شامل ہوگی۔

اور مخلوقات باطنہ کو بھی شامل ہوگی لہذا اعلان نہ بھی ہو تو نبوت کا وجود ممکن ہوگا۔ تو آپ جو پاپڑ بیل رہے ہیں وہ سب ٹوٹ جائیں گے۔

تو اب جواب دیں کہ

کیا اعلان نبوت ورسالت کے بغیر نبی ورسول بنانے کا مقصد حاصل ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر "نہیں" تو خضر علیہ السلام کی نبوت کے ساتھ نقض وارد ہوگا۔ اگر مقصد پورا ہوسکتا ہے تو رسول کریم ﷺ کے لئے مخصوص مدت میں اعلان نہ کروانا اور مخصوص مدت کے بعد اعلان کروانا مخصوص مقاصد کے حوالے سے درست ہوگا۔

نمبر 2 اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو خلافت ارضی عطا فرمائی۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً .

(البقرہ:30)

اور آپ کو خلافت کے ضمن میں نبوت بھی عطا فرما دی چنانچہ آقا کریم ﷺ نے ایک اعتبار سے آپ کو ''اول الانبیاء'' تسلیم کیا۔

میں پوچھتا ہوں۔ علامہ سلوی صاحب بتائیں، آدم علیہ السلام کو نبوت عطا کی گئی۔ تو تبلیغ احکام کا سلسلہ کیسے متحقق ہوا؟ جب کہ ابھی اولاد آدم کا وجود اور ثبوت ہی نہ تھا۔

معلوم ہوا کہ ''نبی'' اور ''نبوت'' کی تعریفات محض اعتباری ہیں۔ اور یہ جامع مانع تعریفات نہیں ہیں۔ صرف عمومی انداز کی تعریفات ہیں۔ علامہ سلوی صاحب! ان تعریفات کو مدنظر رکھتے ہوئے سیدنا خضر علیہ السلام کی نبوت اور سیدنا آدم علیہ السلام کی نبوت اور رسول اللہ ﷺ کی پیدائشی نبوت کا انکار نہ کریں۔ خسارے میں رہیں گے۔ قبر میں منکر نکیر آپ کو ماریں گے۔

قولہ (ابی السلوی) تو کیا اصلی اور حقیقی اور دائمی بشریت کا اثر ظاہر نہیں ہوگا؟ یقیناً اثر کا ظاہر ہونا لازم اور ضروری ہے۔

بصیرہ نمبر 16۔ علامہ سلوی، ''بشریت'' کو فیض، قبول کرنے میں مانع اور رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ اور ملکیت میں فیض قبول

کرنے کی قوت وطاقت زیادہ سمجھتے ہیں۔

حالانکہ خلافت آدم کے بارے ملائکہ کے سوال کا جواب بڑا جامع ہے۔

اِنِّیٓ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ (جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے)

پھر یہی انسان مسجودِ ملائکہ بنا۔ ارشاد ہوتا ہے

وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ (البقرہ:34)

(یاد کرو جب ہم نے ملائکہ سے کہا سجدہ کرو آدم کے لئے)

علم کلی انسان کو دیا گیا ملائکہ اُسے قبول کرنے کے قابل نہ تھے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ۔ علامہ سلوی صاحب! آپ قرآن پاک کی صریح آیات کے خلاف "رام کہانی" لکھ رہے ہیں۔ "جب اللہ پاک نے انسان کو پیدا کیا تو ارشاد فرمایا"

ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰہُ خَلۡقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ (المومن 18)

دوسری جگہ اس بشر کے بارے فرمایا

"لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ" (التین:4)

آپ کہتے ہیں بشریت، فیض قبول کرنے میں مانع ہو جاتی ہے۔ یہ محض خیالی اور فرضی باتیں ہیں جو ایک شیخ الحدیث اور اشرف العلماء کے قلم سے برآمد ہو رہی ہیں۔

قولہ (ای سلوی) اس کے بار بار سینے کے ساتھ لگانے اور دبانے اور توجہ اتحادی کے ذریعے بشریت کو مغلوب کرنے اور روحانیت و نورانیت کو غالب کرنے' اور عالم ملائکہ کے ساتھ' اور عالم بالا' اور عالم غیب کے ساتھ آپ کا ربط و تعلق قائم کرتے ہیں (ت ص 52)

اقول۔ سبحان اللہ۔ علامہ سلوی صاحب اپنی سمجھ کے مطابق جبریل امین کو رسول کریم ﷺ کا نہ صرف ''استاذ'' بلکہ ''مرشد کامل'' ثابت کر رہے ہیں بلکہ حضور ﷺ کے اندر جو بشریت اللہ نے رکھی جبریل امین علیہ السلام توجہ اتحادی سے اس بشریت کو مغلوب کر کے آپ کا عالم ملائکہ وغیرہ سے ربط قائم کر رہے ہیں۔ اگر یہ واقعی حقائق ہیں تو بشریت ایک بڑا مانع اور نقص ثابت ہوا۔ جو کہ اللہ تعالی نے رسول ﷺ میں رکھ دیا پھر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا

(سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا اَجْمَلَکَ مَا اَحْسَنَکَ مَا اَکْمَلَکَ)

اور حضرت حسان بن ثابت ﷛ صحابی رسول کا کہنا۔

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ

درست ثابت نہ ہوگا

اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ بشریت میں اکمل، نورانیت میں اعلیٰ، اور حقیقت میں بے مثل و بے مثال بلکہ ہماری عقول سے بہت بلند و بالا ہیں۔ علامہ سلوی صاحب آپ ﷺ کی بشریت کو نقص اور مانع من الفیض بتا رہے ہیں۔ جبریل امین کا غار حرا میں آپ کو دبانا حتی بلغ منی الجھد بالکل بجا اور درست ہے مگر مسئلہ مقاصد کا ہے آپ یہ کیوں نہیں کہتے کہ جس ہستی سے عرش اعظم فیض لیتا ہے، جبریل امین علیہ السلام بھی فیض حاصل کرنے کے لئے آقا کریم ﷺ کے سینہ پاک سے لپٹ رہے ہیں۔

علامہ سلوی صاحب! آپ خادم کو مخدوم، شاگرد کو استاد، مرید کو پیر اور امتی کو آقا بنانے کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

کچھ تو خیال فرمائیں آخر آپ شیخ الحدیث ہیں۔ اگر میں صرف یہ کہہ دوں ''کہ وہ مجہول تلمیذ (جو اپنے آپ کو ناکارہ خلائق کہتا ہے آپ کو اس نے توجہ اتحادی دے کر ''اشرف العلماء'' بنا دیا ہے تو یقیناً آپ تسلیم نہ کریں گے رسول کریم ﷺ کے سامنے جبریل امین کا مقام خادم' اور دربان کا ہے۔

ہے عرش سے اونچا شان محمد ﷺ کا

جبریل امیں ہے دربان محمد ﷺ کا

علامہ سلوی کے عقیدہ میں تبدیلی

علامہ سلوی کا سابقہ عقیدہ تمام اہلسنت و جماعت کے مطابق تھا وہ آقا کریم ﷺ کو پیدائش اور ازلی نبی تسلیم کرتے تھے۔ 1992ء کے سیلاب میں معلوم ہوا کہ آپ کا کافی نقصان ہوا' اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کتابیں بھی گیلی ہو گئیں جس کی وجہ سے آپ کے عقیدہ میں تبدیلی ہو گئی۔ شاید احتجاجاً تبدیلی واقع ہوئی۔ اس کا

ثبوت کہ آپ (سلوی صاحب) کا پہلے عقیدہ یہی تھا کہ آقا کریم ﷺ پیدائشی نبی ہیں ایک ثبوت تحریری دوسرا زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

تحریری ثبوت:

علامہ سلوی نے "الوفاء باحوال المصطفٰے ﷺ" کا ترجمہ کیا۔ اور بعض مقامات پر اپنی طرف سے بہترین نکات بھی تحریر کیے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو حضور ﷺ سے نبوت کے بارے سوال کیا تھا اس کے حوالے سے موصوف لکھتے ہیں۔

"حضرت میسرہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے منقول مرفوع دو روایات اور علی الخصوص ترمذی شریف جیسی مستند کتاب سے منقول روایت کی صحت میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے اب قابل غور یہ امر ہے کہ ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنا سوال اور سرورِ عالم ﷺ کا جواب نقل فرمایا اگر ان کے نزدیک آنحضرت ﷺ کا وجود عالم عناصر کے ظہور سے قبل نہیں تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سوال عبث اور آنحضرت ﷺ کا جواب غلط (نعوذ باللہ من ذالک) تولامحالہ

ماننا پڑے گا کہ صحابہ کرام ﷺ نے اپنے نورِ فراست سے یہ سمجھ لیا تھا کہ جس ذاتِ اقدس نے عالم عناصر میں نمو فرما ہونے کے چالیس سال بعد اعلان نبوت فرمایا۔ نہ وہ نبی اَب بنے ہیں' اور نہ ہی صرف چالیس سال قبل وجود میں آئے' بلکہ وہ موجود بھی پہلے سے ہین اور شرفِ نبوت سے مشرف بھی پہلے سے ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ نے ان کی تائید و تصدیق فرما کر اپنے اصلی مقام و شان کو واضح فرمایا کہ میں اس وقت سے موجود ہوں جب کہ ابوالبشر کا وجود نہیں تھا اور نہ صرف موجود نہیں تھا بلکہ تاجِ نبوت اور خلعت رسالت بھی زیب تن کیے ہوئے تھا اور اہل علم پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ثبوت وصف نبوت کا بغیر تحقق ذاتِ نبی کے ممکن نہیں ہے علی الخصوص جب کہ سوال بھی وقتِ اتصاف سے ہے اور جواب میں بھی وقت اتصاف بیان فرمایا گیا یعنی میں اس وقت سے نبوت کے ساتھ مخصوص ہوں جب کہ تخلیق آدم علیہ السلام مکمل نہیں ہوئی تھی اگر آپ ﷺ کا وجود مسعود تھا تو وقتِ اتصاف کا بیان ممکن، ورنہ نہیں، نیز اگر علم باری تعالیٰ کے

لحاظ سے وصف نبوت کے ساتھ متصف ہونا مقصود ہوتا تو یہ اولاً اس لیے ممکن نہیں کہ علم باری میں سارے نبی وصف نبوت کیساتھ موصوف تھے آپ ﷺ کی نہ تو اس میں تخصیص ہے اور نہ اوّلیت کی وجہ اور ثانیاً اس لئے باطل ہے کہ باری تعالیٰ کے علم میں اگر آپ ﷺ کا وصف نبوت سے موصوف ہونا اس وقت متحقق ہوا جب آدم علیہ السلام کی تخلیق شروع ہو چکی تھی تو اس سے قبل اللہ رب العزت کا (العیاذ باللہ) اس علم سے خالی ہونا لازم آئے گا۔ یہ بھی محال ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا حادث ہونا لازم آئے گا حالانکہ وہ واجب الوجود ہے قدیم بالذات والزمان ہے اور ازلی ابدی، تو روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوالبشر علیہ السلام سے قبل خارج میں متحقق تھی اور وصف نبوت بلکہ خاتم النبین والے وصف سے موصوف تھی اگرچہ وجود عنصری کے لحاظ سے ظہور بعد میں ہوا اور یہی مفہوم ہے حدیث مذکورہ کا (اَلْحَمْدُ لِلّٰہ)

(حاشیہ الوفاء باحوال المصطفٰے ص ۴۶)

یہاں صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

علامہ سلوی کا مذکور بیان حقیقت کشا، اہلسنت، اکابرین کے موقف کے عین مطابق ہے۔ اس میں موصوف نے ان جملہ اعتراضات اشکالات کا جواب دے دیا ہے جو منافقین کی طرف سے وارد سے کئے جاتے ہیں۔۔۔ تفصیل مقام یوں ہے۔

اعتراضات

پہلا اعتراض

یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اس عالم میں آنے سے پہلے آپ ﷺ کا وجود نہیں ہے تو وصف نبوت کے ساتھ آپ ﷺ کیسے موصوف ہو سکتے ہیں؟

جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوال "متی وجبت لك النبوة" اور رسول پاک ﷺ کے جواب "کنت نبیا" سے صاف ظاہر ہے کہ عالم عناصر سے پہلے رسول پاک ﷺ کا جود تھا۔

ورنہ متعدد خرابیاں لازم آئیں گی۔

دوسرا اعتراض:

ترمذی شریف کی حدیث کا مطلب ہے علم الٰہی میں آپ نبی تھے۔

جواب! اس میں حضور علیہ السلام کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ علم الٰہی میں سارے نبی وصف نبوت کے ساتھ متصف تھے اور ہیں۔

حالانکہ حدیث سے مقصود اولیت اور تخصیص ہے۔

تیسرا اعتراض

کیا حقیقت محمدیہ صرف عالم ارواح میں متحقق تھی یا خارج میں۔

جواب: حقیقت محمدیہ آدم علیہ السلام سے قبل خارج میں متحقق تھی اور وصف نبوت کے ساتھ موصوف تھی۔

علامہ سلوی کا زبانی ثبوت:

علامہ سلوی نے جس طرح الوفاء کے حاشیہ میں اکابرین اہلسنت کے مطابق عقیدہ تحریر فرمایا۔ اسی طرح موصوف نے تقریباً 17 سال قبل میری دعوت پر مرکزی جامع مسجد منگلا میں

خطاب کے دوران ارشاد فرمایا تھا۔

''جو لوگ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ رسول کریم ﷺ چالیس سال کے بعد نبی بنے اور پہلے وصفِ نبوت کے ساتھ موصوف نہیں تھے' انکے ایمان اور عقل وفہم کا ماتم کرنا چاہیے۔ ایسے لوگوں کی بے وقوفی ثابت کرنے کے لیے کسی اور دلیل کی حاجت ہی نہیں ہے''۔

علامہ حکیم امجد علی کا عقیدہ:

ہمارے آقا ﷺ کو نبوت ورسالت اور اوصافِ حمیدہ روزِ اول سے عطا کر دیئے گئے ہیں۔ ہر نبی نے آپ ﷺ کے نائب ہونے کی حیثیت میں کام کیا ہے۔ اس سلسلہ میں حکیم امجد علی رحمۃ اللہ علیہ کے ''بہارِ شریعت'' سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

جن سے واضح ہوگا کہ سلوی عقیدہ باطل ہے۔

صاحب بہار شریعت نے عمومی انداز میں لکھا ہے کہ انبیاء علیھم السلام کو نبوت کے حصول سے پہلے ولایت کا اعلیٰ مقام حاصل ہوتا ہے۔

سلوی صاحب اس سے یہ استدلال کرنا چاہتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کا بھی یہی معاملہ ہے کہ چالیس سال عمر تک آپ ولی تھے نبی نہ تھے۔

بندہ نے بہارِ شریعت جلد اول عقائد متعلقہ نبوت کا بار ہا مطالعہ کیا، سلوی صاحب کی نقل کردہ عبارت بعینہ نہ مل سکی تاہم درج ذیل چند عبارات ملی ہیں، برائے ملاحظہ پیش خدمت ہیں۔

(1) نبوت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعے سے حاصل کر سکے بلکہ محض عطائے الٰہی ہے جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے ہاں دیتا اسی کو ہے جسے اس منصب عظیم کے قابل بناتا ہے جو حصول نبوت سے قبل تمام اخلاق رذیلہ سے پاک اور تمام اخلاق فاضلہ سے مزین ہو کر جملہ مدارج ولایت طے کر چکتا ہے اور اپنے نسب وجسم، قول وفعل، حرکات وسکنات میں ہر ایسی بات سے منزہ ہوتا ہے۔ جو باعث نفرت ہو اسے عقل کامل عطا کی جاتی ہے جو اوروں کی عقل سے بدرجہا زائد ہوتی ہے کسی حکیم، کسی فلسفی کی عقل اس کے لاکھویں حصہ تک پہنچ نہیں سکتی۔ (عقیدہ نمبر 14)

(2) جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جائز جانے وہ کافر ہے۔
(عقیدہ نمبر 15)

(3) ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا (عقیدہ نمبر 22)

اب بعض وہ اُمور جو نبی ﷺ کے خصائص میں ہیں بیان کیے جاتے ہیں۔

(4) **عقیدہ** اور انبیاء کی بعثت خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوتی ہے۔حضور اقدس ﷺ تمام مخلوق انسان و جن بلکہ ملائکہ حیوانات، جمادات، سب کی طرف مبعوث ہوئے جس طرح انسان کے ذمہ حضور ﷺ کی اطاعت فرض ہے یوں ہی ہر مخلوق پر حضور ﷺ کی فرمانبرداری ضروری ہے۔ (عقیدہ نمبر 34)

عقیدہ: (5) حضور اقدس ﷺ ملائکہ وانس وجن وحور وغلمان و حیوانات وجمادات غرض تمام عالم کے لیے رحمت ہیں۔
(عقیدہ نمبر 35)

عقیدہ: (6) حضور ﷺ نبی الانبیاء اور تمام انبیاء حضور ﷺ کے

امتی سب نے اپنے اپنے عہد کریم حضور ﷺ کی نیابت میں کام کیا۔

(عقیدہ نمبر 51)

(بہار شریعت عقائد متعلقہ نبوت)

سلوی صاحب! مندرجہ بالات عبارات پر توجہ فرمائیں۔ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے دیئے گئے حوالہ نمبر 2 میں فرماتے ہیں۔ جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جائز جانے' کافر ہے۔

اور بندہ نے متعدد حوالہ جات سے ثابت کر دیا کہ آقا کریم ﷺ جس طرح اوّل الخلق ہیں، اوّل المسلمین ہیں اسی طرح اوّل النبین بھی ہیں اور وصفِ نبوت ذاتی کے ساتھ آپ روزِ ازل سے متصف بالفعل چلے آرہے ہیں۔ اور آپ ﷺ سے وصف نبوت کسی لمحہ نہ سلب ہوا نہ زائل ہوا۔

تو سلوی صاحب آپ کس جرأت سے فرماتے ہیں کہ 40 سال تک آپ ﷺ نبی نہ تھے۔

بندہ آپ کو چیلنج کرتا ہے کہ حکیم امجد علی رحمۃ اللہ علیہ کی ایسی عبارت دکھائیں جس میں آپ نے صریح طور پر فرمایا ہے۔ کہ رسولِ

پاک صاحب لولاک ﷺ، وقتِ ولادت نبی نہیں تھے۔ 40 سال کی عمر تک آپ ﷺ نبی نہیں تھے۔ انشاء اللہ روزِ قیامت تک آپ ایسی عبارت نہ دکھا سکیں گے۔

مزید آپ ہمارے حوالہ نمبر 4 کی عبارت پر غور فرمائیں کہ حکیم امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور اقدس ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ تمام مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے۔

واضح ہے کہ مخلوق میں تمام جن وانس، جمادات وحیوانات شامل ہیں۔ کہ اگر آپ کو 40 سال کے بعد نبوت عطا ہوئی تو اوّلین کے لیے آپ ﷺ کیسے مبعوث ہوئے؟ جبکہ اوّلین تو موت کی گھاٹی میں اتر چکے تھے اور ان پر عدم طاری ہو چکا تھا۔ یہ بعثت عامہ تب ہی ممکن ہو سکتی ہے جب کہ آپ تمام مخلوق سے پہلے وصف نبوت سے ساتھ متصف ہوں اور بلا شبہ آپ وصف نبوت کے ساتھ روز اوّل سے ہی متصف چلے آرہے ہیں۔ النَّبِیَّ الْاُمِّی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پہلے سے لقب عطا کیا ہوا ہے۔ چنانچہ تورات اور انجیل میں آپ

کے وجود عنصری سے پہلے آپ کے یہ القاب لکھے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری ہے۔

" اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ " (الاعراف آیت نمبر 157)

وہ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول نبی امی کی جسے لکھا ہوا پاتے ہیں اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں،

حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کو وعظ کرتے ہوئے آپ ﷺ کا نام لے کر بشارت دیتے ہیں اور آپ ﷺ کو رسول کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

نبوت اور رسالت دونوں اوصاف آپ ﷺ کو پہلے سے عطا ہیں۔ بلکہ سب سے پہلے عطا ہوئے۔ ہر نبی نے آپ کے نائب ہونے کی حیثیت میں کام کیا۔

اس ضمن میں صدر الشریعہ علامہ حکیم امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایمان افروز باطل سوز بیان علامہ سلوی صاحب بغور ملاحظہ

فرمائیں۔

عقیدہ :

سب سے پہلے مرتبہ نبوت حضور ﷺ کو ملا' روزِ میثاق' تمام انبیاء علیہم السلام سے حضور پر ایمان لانے اور حضور کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا اور اسی شرط پر یہ منصب ان کو دیا گیا حضور نبی الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء حضور کے اُمتی۔ سب نے اپنے اپنے عہد میں حضور کی نیابت میں کام کیا' اللہ عزّوجل نے حضور کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور کے نور سے تمام عالم کو منور فرمایا۔ بایں معنی ہر جگہ حضور تشریف فرما ہیں۔

کا الشمس فی وسط النہار و نورھا
یغشی البلا دمشارقا و مغاربا
مگر کور باطن کا کیا علاج
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم' چشمہ آفتاب را چہ گناہ

پس ثابت ہوا کہ علامہ سلوی صاحب نے بہارِ شریعت کا حوالہ بے جا پیش کیا۔ صاحب بہار شریعت کا عقیدہ وہ نہیں ہے۔ جو

علامہ سلوی نے کچھ عرصہ پہلے اختیار کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ پیدائشی نبی نہیں ہیں۔ آپ 40 سال تک نبی نہیں تھے۔ علامہ سلوی کے عقیدے کی طرح بہار شریعت میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

صاحب بہارِ شریعت کا عقیدہ یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ ﷺ کو نبوت عطا کی گئی باقی انبیاء علیہم السلام کو آپ کے وسیلہ سے عطا کی گئی۔ وہ آپ کے نائب کے طور پر کام کرتے رہے۔

علامہ سلوی کا ''جواہر البحار'' سے جگہ جگہ غلط استدلال:

علامہ سلوی نے ''جواہر البحار'' کے بے شمار حوالہ جات پیش کیے اور اگر مگر کا چکر چلا کر استدلالاتِ فاسدہ کا ارتکاب کیا بندہ کے پاس اس وقت امام محقق، علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''جواہر البحار'' کا اُردو ترجمہ ہے۔ علامہ احمد دین توگیریؔ السیفی آف لاہور نے یہ ترجمہ کیا اور مکتبہ حامدیہ لاہور نے اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اس مترجم کتاب سے چند حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں۔

جواہر البحار اور علامہ سلوی

علامہ سلوی نے ''جواہر البحار'' جلد نمبر 4 میں سے متعدد علماء کے اقوال نقل فرمائے۔

علامہ سلوی تاثر یہ دینا چاہتے ہیں کہ یہ علماء رسول پاک ﷺ کو پیدائشی نبی تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں انہوں نے ظہورِ نبوت کے حوالے سے کلام فرمائی ہے جس میں زمانہ ظہور اور بعد ظہور کے بارے ارشادات ہیں کسی اہلسنت عالم نے صریح طور پر یہ نہیں کہا کہ حضور ﷺ مطلق وصفِ نبوت کے ساتھ فلاں وقت متصف نہیں تھے۔ مثلاً صاحب ''تنبیہات'' کا قول خود سلوی صاحب نے یہ نقل فرمایا!

''اعلم ان النبی هو الذی یا تیه الملك بالوحی من عند اللّٰه یتضمن ذالك الوحی شریعته یعتبدہ اللّٰه تعالیٰ بها فی نفس''

موصوف نے اس عبارت کا مفہوم اپنے الفاظ میں پہلے یوں

بیان کیا ایسی شریعت پر مشتمل جس شریعت پر عمل کرتے ہوئے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔

نبی کی مذکورہ تعریف سے علامہ سلوی اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ پر غارِ حرا میں وحی فرشتہ لے کر آیا اس سے پہلے آپ نبی نہ تھے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ اس تعریف میں ''تبلیغ''، ''انذار'' اور ''تبشیر'' کا نام ہی نہیں۔ اگر سلوی صاحب کو یہ تعریف قبول ہے تو اس تعریف کے مطابق سلوی صاحب کا یہ نظریہ باطل ہو جائے گا کہ وصف نبوت کے ساتھ متصف ہونے کیلئے ''تبلیغ''، ''انذار'' اور ''تبشیر'' شرط ہے۔

چنانچہ سلوی صاحب نے اپنے مقصد کیلئے ''فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ'' اور ''اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا'' آیات پیش کی ہیں۔

دوسری یہ بات ہے کہ موصوف صاحب ''تنبیھات'' نے

صرف فرشتہ کا ذکر کیا ہے حالانکہ بلا واسطہ کلام وحی، یا پس پردہ حجاب بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔

''وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا'' صاحب ''تنبیہات'' نے صرف ''اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا'' والی صورت کا ذکر کیا ہے، اس نا تمام تعریف کے سہارے پر علامہ سلوی صاحب! کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جب کہ یہ تعریف اُن کے اپنے موقف کے صریح خلاف ہے۔ اس میں صفت نبوت کے ساتھ متصف ہونے کے لیے تبلیغ کی شرط نہیں لگائی گئی ہے۔

سلوی صاحب نے امام توسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد بھی نقل فرمایا اور حوالہ جواہر البحار' ج 4، ص 103 کا دیا ہے۔

خلاصہ دلیل اور بیان یہ ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں کچھ آباؤ اجداد نے اپنے بچوں کے نام بھی ''محمد'' رکھے تھے کہ شاید انہیں نبوت عطا ہو جائے لیکن جب نبوت و رسالت اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرما دی تو ان میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

جناب سلوی صاحب بلکہ شیخ الحدیث صاحب اس سے یہ نتیجہ

اخذ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے وقت پیدائش سے ہی نبوت تسلیم کر لی جائے تو پھر اس عبارت کا کوئی مطلب نہیں بنتا۔

پہلی بات یہ ہے کہ جس ہستی کو ظاہری، تبلیغی، تبشیری، انذاری نبوت سے نوازا تھا وہ تو پہلے سے مطلق وصف نبوت کے ساتھ متصف چلی آ رہی تھی اور علامات ظاہرہ اس پر دال تھیں کہ یہی اس منصب کا اہل ہے۔ مثلاً مہر نبوت، حسن مجسم، آنکھوں میں مازاغ کا سرمہ، اور چاند سے کھیلنا، چہرہ پاک کی روشنی، کھیل وکود سے دور رہنا، اس لیے علامہ نے آپ کے لیے تحقیق نبوت کی بات کی ہے۔

''حتی تحققت الرسالۃ والنبوۃ'' اور انہوں نے کسی جگہ یہ نہیں لکھا کہ آپ ﷺ مطلق وصف نبوت کے ساتھ موصوف نہیں تھے۔

علامہ نے اللہ کا کرم جس کو قرار دیا وہ یہ ہے کہ جن کے نام آپ کے اسم گرامی کے مطابق رکھے گئے تھے کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی ان میں سے کسی کو نبی کہا گیا بلکہ کسی کو شک وشبہ بھی

نہ گزرا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں وہ اوصافِ نہ تھے۔ ان میں وہ علامات نہ تھیں جو ہمارے آقا ﷺ میں تھیں۔

علامہ سلوی کی منشاء خطا

علامہ سلوی نے اصطلاحی الفاظ "قبل نبوت"، "بعد نبوت"، "قبل وحی"، "بعد وحی" یونہی ایک اصطلاحی جملہ ہے۔ قبل البعثت، بعد البعثت، قبل الوحی الجلی، بعد الوحی الجلی جن سے "قبل نبوۃ التبلیغ"، اور "بعد نبوۃ التبلیغ" مراد ہے۔ تو علامہ سلوی نے دیدہ دانستہ اس مفہوم میں تبدیلی کر کے یہ مطلب لے لیا کہ آپ ﷺ پیدائشی نبی نہیں ہیں اور یہ کہ آپ میں نبوت کی استعداد تھی۔ کمالات نبوت تھے مگر آپ نبی نہ تھے۔

لہذا علامہ سلوی نے "بالقوۃ" اور "بالفعل" مناطقہ کی اصطلاح استعمال کرنا شروع کر دی۔ حالانکہ قبل ظہور نبوت متعدد لوگوں نے رسول پاک ﷺ کو پہچان لیا کہ آپ نبی ہیں آپ رسول رب العالمین ہیں۔

علامہ سلوی لکھتے ہیں۔

"اگر میرا یہ عقیدہ ان بزرگوں کے عقیدہ کے خلاف ہو تو میں رجوع کے لیے تیار ہوں"۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ علامہ سلوی نے رجوع کر لیا، توبہ کر لی وہ علامہ سلوی کے اس جملہ پر غور فرمائیں۔ موصوف پہلے لکھتے ہیں کہ میرا عقیدہ بزرگوں کے مطابق ہے۔ اور اب رجوع کے لیے شرط لگا دی ہے۔ واضح ہے کہ ان کے بقول ان کا عقیدہ بزرگوں کے مطابق ہے تو رجوع کرنے کی ضرورت ہی کہاں ہے؟

اس کے باوجود کچھ لوگ اس کو توبہ نامہ رجوع نامہ قرار دیں تو یہ درست نہ ہوگا۔

علامہ سیالوی "ہدایت المتذبذب" کے ص 302 سطر 4 کے بعد اضافہ کرتے ہیں وہ اضافہ ملاحظہ کریں۔

نبی کریم ﷺ کی نبوت عالم ارواح میں اور چالیس سال کی عمر شریف کے بعد بالفعل ہے اور چالیس سال تک نبوت بالقوۃ تھی اس کے بعد حضرت نے جعلی رجوع نامہ پر دستخط کیے اور مہر لگائی۔

سبحان اللہ! علامہ سلوی کا پرنالہ ابھی اُدھر ہی بالقوۃ کے چکر میں پھنسا ہے۔ اِس کے بعد علامہ سلوی کو بالقوۃ اور بالفعل کی وضاحت کے لیے ایک الگ بیان لکھنا پڑا۔

اگر یہ اصطلاح بریلی، دہلی اور گولڑہ شریف میں پہلے سے موجود ہوتی تو موصوف فرماتے کہ ''بالقوہ'' اور ''بالفعل'' سے میری وہی مراد ہے جو ان بزرگوں نے لی ہے۔ لیکن ان بزرگوں نے حضور علیہ السلام کی نبوت کے متعلق ایسی اصطلاح استعمال ہی نہیں کی اس لیے موصوف کو اس کی وضاحت کیلیے الگ بیان لکھنا پڑا۔ لیکن بالقوہ کی وضاحت میں ایسا ہیرا پھیری سے کام لیا کہ سابقہ ''وضاحتی بیان'' اور ''اس بیان'' میں واضح تضاد نظر آ رہا ہے۔ اور دونوں بیان مل کر ''ہدایت المتذبذب'' کے متضاد نظر آ رہے ہیں۔ لیکن موصوف نے چابکدستی سے یہ واضح نہ کیا کہ مجھ سے خطا کہاں ہوئی اور میں نے کس بات سے رجوع کیا۔

پہلے بیان فرماتے ہیں۔

''اس دنیا میں تشریف لانے کے بعد بھی آپ ﷺ چالیس

سال کی عمر شریف تک نبوت کے تمام تر کمالات کے حامل تھے''۔

آگے فرماتے ہیں۔

''چالیس سال سے پہلے کے عرصہ کو ''نبوت بالقوۃ'' اور اس کے بعد کو ''نبوت بالفعل'' سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ آگے آخر میں لکھتے ہیں۔ اور چالیس سال تک نبوت بالقوۃ تھی''۔

دوسرے بیان میں بالقوہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آپ ﷺ کی بالقوہ نبوت سے مراد یہ ہے کہ عمر مبارک چالیس سال تک پہنچنے سے پہلے آپ ﷺ اللہ کے ہاں مقامِ نبوت پر فائز تھے۔

آگے علامہ سلوی لیکن سے وہم کا ازالہ فرماتے ہیں۔

لیکن میرا سوال ہے کہ ''بالقوۃ'' اور ''بالفعل'' مناطقہ کی اصطلاح ہے بالقوۃ سے مراد اِمکان ہوتا ہے۔ اور امکان بالفعل سے پہلے ہوتا ہے۔ بالفعل شے کا ہونا امکان کو مستلزم ہوتا ہے یعنی جو شے ممکن نہ ہو وہ بالفعل نہیں ہو سکتی۔ لیکن جو بالامکان ہو اُس کا بالفعل ہونا ضروری نہیں۔ بے شمار چیزیں ممکن ہوتی ہیں۔ مگر بالفعل

وہ نہیں پائی جاتیں۔

لہٰذا بالقوہ کا صاف مطلب ہوتا ہے کہ شے کا وجود نہیں مگر ممتنع بھی نہیں تو نبوت بالقوہ کا مطلب وہی ہے جو علامہ سلوی نے پہلے بیان کیا یعنی آپ ﷺ نبوت کے تمام تر کمالات کے حامل تھے۔ لیکن نبی نہ تھے۔ دوسرے بیان میں بالقوہ کا مطلب یہ بیان کیا کہ اللہ کے ہاں چالیس سال تک پہنچنے سے پہلے مقامِ نبوت پر فائز تھے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نبی تھے کیونکہ مقامِ نبوت پر فائز تھے۔

آگے علامہ سلوی صاحب وَہم دور کرتے ہیں لیکن وہم تو رہا ہی نہیں۔ نہ وہم پہلے پیدا ہوا پہلے بیان میں موصوف نے بالقوہ کا صحیح مطلب بیان کیا کہ آپ ﷺ کمالات نبوت کے حامل تھے۔ لیکن مقام نبوت پر فائز نہ تھے دوسرے بیان میں تسلیم کرلیا کہ مقامِ نبوت پر فائز تھے۔ بالقوہ کا مطلب ہوتا ہے شے کا وجود میں نہ ہونا۔ مگر صلاحیت اور استعداد کا پایا جانا، کمالات کا پایا جانا صلاحیت اور استعداد ہے۔

اور مقام نبوت پر فائز ہونا بالفعل ہے۔

علامہ سلوی پھنس گئے صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں۔ میرے پیارے علامہ سلوی صاحب جناب قبلہ شیخ الحدیث صاحب صرف اعلان کریں کہ

میں نے "ہدایت المتذبذب" میں جو لکھا تھا کہ آپ ﷺ پیدائشی نبی نہیں بلکہ ولی ہیں اور آپ چالیس سال کی عمر شریف تک نبی نہیں تھے۔ بالکل غلط لکھا تھا۔

یہ اہلسنت کے اکابرین کا عقیدہ نہ تھا بلکہ میرا مصنوعی عقیدہ تھا یہ بریلی، دہلی اور گولڑہ شریف کا عقیدہ نہ تھا۔

میں اس باطل عقیدہ سے توبہ کرتا ہوں یہ قرآنی عقیدہ نہ تھا بلکہ بدمذہب منافقین کا عقیدہ ہے۔

کسی اہلسنت کا یہ عقیدہ نہیں میں اس عقیدہ سے رجوع کرتا ہوں اور میں نے اہلسنت عوام اور علماء اہلسنت اور مشائخ اہلسنت کو اس باطل عقیدہ کے اظہار سے جو ایذاء دی ان پر سب سے دست بستہ معافی طلب کرتا ہوں آئندہ محتاط رہوں گا۔

سچی توبہ کے فوائد

اگر علامہ سلوی سچی توبہ کرلیں تو اس کے حسب ذیل انہیں فوائد حاصل ہوتگے۔(اور عقل مند انسان ہمیشہ اپنے فوائد کو مدنظر رکھتا ہے)

(۱) ان کے شاگرد بھی توبہ کرلیں گے۔

(۲) حق کا بول بالا ہوگا۔

(۳) اہلسنت میں علامہ سلوی کا کھویا ہوا مقام واپس ہو جائے گا۔

(۴) بارگاہِ خدا سے یقیناً انعام عطا ہوگا۔

(۵) قبر وحشر میں بہتری ہوگی انجام اچھا ہوگا۔

توبہ نہ کرنے کے نقصانات

اگر علامہ سلوی سچی توبہ نہیں کریں گے تو اس کے حسب ذیل نقصانات یقینی ہیں (اور دانا انسان نقصانات سے بچنے کی تدابیر اختیار کرتا ہے)

(۱) تو علامہ سلوی قیامت تک متنازعہ شخصیت رہیں گے۔

جس طرح اشرف علی تھانوی (علیہ ما علیہ) نے ''حفظ الایمان'' لکھ کر اپنے آپ کو متنازعہ بنایا اگرچہ بعد میں اپنے مریدین کے کہنے پر حفظ الایمان کی عبارت کو بدل دیا تھا اور ''تغییر العنوان'' شائع کی تھی مگر وہ نہ رجوع شمار ہوا نہ توبہ۔

علامہ سلوی جلدی کریں وہ صاف اعلان کریں ورنہ خطرہ ہے کہ کہیں ان کا انجام اشرف علی تھانوی جیسا نہ ہو جائے۔

(۲) علامہ سلوی کے شاگرد اور معتقدین سخت امتحان کا شکار رہیں گے بے چارے جواب بھی نہ دے سکیں گے اور اپنے استاد کا ساتھ چھوڑنا بھی مشکل ہوگا' ہمیشہ زوجہ معلقہ کی طرح رہیں گے۔

(۳) علماء اہلسنت کے لیے بھی مسلسل پریشان کن صورت رہے گی۔

(۴) جتنے لوگوں کا عقیدہ بگڑے گا سب کا بوجھ علامہ سلوی کی گردن پر رہے گا (وقت پیری ایسا بوجھ اٹھانا ممکن نہ ہوگا)۔

علماء اہلسنت کا بہترین کردار:

حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری زیدہ مجدہ نے غالباً سب سے پہلے اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے تحریری محاذ پر کردار ادا کیا۔ علامہ سلوی کو حقیقت کشا مکتوب ارسال کیا۔ جن کا سلوی صاحب نے جواب تحریر کیا۔ مفتی محمد خان قادری نے جواب الجواب لکھا اس کے بعد فریقین نے خاموشی اختیار کر لی۔ حالانکہ مفتی محمد خان قادری پر لازم تھا کہ اس سلسلہ کو منطقی انجام تک پہنچا کر دم لیتے۔

حضرت مولانا مفتی شیر محمد خان (بھیرہ شریف) نے اس معاملہ کو منطقی انجام تک پہنچانے کا بیڑہ اٹھایا۔ بیڑہ سمندر میں ٹھیل دیا مگر بیچ منجدھار کے چھوڑ دیا۔ علامہ سلوی سے ہمارے شیر نے "توبہ اور رجوع" کے بجائے وضاحت طلب کر لی۔ علامہ سلوی نے متضاد قسم کی وضاحتیں دے کر ہمارے علامہ مفتی شیر محمد خان کو شائد مطمئن کر دیا' اور معاملہ حل ہونے کی بجائے خاموشی اختیار کر گیا۔

تاہم یہ تمام علماء مبارک باد کے مستحق ہیں کہ کم از کم

انہوں نے اچھے کام کیلئے قدم تو اٹھایا' اور وہ علماء بھی مبارک کے مستحق ہیں جنہوں نے جرأت سے کام لیا اور خوبصورت مضامین لکھ کر علامہ سلوی کا ناطقہ بند کر دیا۔ اور دلائل و براہین کے انبار لگا دیئے۔

اگر یہ علماء' علامہ سلوی کے علم و عقل اور بیانی صلاحیتوں سے خوف زدہ رہتے تو شاید علامہ سلوی وضاحت در وضاحت کی ضرورت بھی محسوس نہ کرتے اور خدا جانے مزید کیا کیا جرأتیں کر جاتے۔

علامہ سلوی کو سب سے پہلے بندہ نے ٹوکا:

علامہ سلوی نے پنجاب میں رائج ذکر پاک،

''حق لا الہ الا اللّٰہ یا محمد سرور صل علی''

کے بارے فتویٰ دیا۔ کہ یہ ذکر خلاف شرع ہے' مولانا محمد دین سیالوی (خدا اِن پر رحم کرے) نے سوہاوہ سے ''جماعت اہلسنت'' کے پلیٹ فارم سے اس فتویٰ کو بلا مشورہ شائع کیا اور جگہ جگہ تقسیم کیا۔ اس فتویٰ میں یہ بیہودہ جملہ بھی مذکور ہے کہ ''رہا معاملہ یا محمد سرور صلی

علیٰ کا'' تو یہ کلمات مہمل ہیں۔ (خدا کی پناہ)

حالانکہ اس ذکر پاک میں کوئی خلاف شرع چیز نہیں ہے۔ یہ ذکر پاک پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خود کرتے تھے۔ حضور خواجہ قمر الملۃ والدین علامہ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرزاق جامی نعت خوان سے یہ ذکر سنا۔ تو آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی مگر سب سے بڑی بات یہی ہے کہ اس ذکر میں کوئی خلافِ شرع بات نہیں ہے۔

بندہ نے علامہ محمد دین سیالوی کو کہا'' کہ نام نہاد پیر ظہور کے خلاف آپ نے مجھ سے فتویٰ حاصل کیا'' ضلعی انتظامیہ جہلم کے سامنے مجھے بطور مفتی پیش کیا اور میرے ہی فتویٰ کی وجہ سے پیر ظہور کے خلاف FIR درج ہوئی۔ آپ علامہ سلوی سے کہیں کہ وہ اپنے فتویٰ سے فوراً رجوع کا اعلان کرے اور توہین آمیز جملہ سے توبہ کرے۔

محمد دین سیالوی نے وعدہ کیا کہ وہ ایسا فوراً کریں گے مگر محمد دین سیالوی تو خود مشکوک قسم کا سنی تھا اور ہے اس نے کچھ کردار

ادا نہ کیا۔ وہ صرف پیر ظہور کے خلاف کردار ادا کرتا رہا۔ اور علامہ سلوی کے جرم پر پردہ ڈالتا رہا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ علامہ سلوی نے رسول پاک ﷺ کو پیدائشی نبی ماننے سے انکار کر دیا۔ اب محمد دین سیالوی صاحب' انگلینڈ کے کسی شہر میں منہ چھپائے زندگی گزار رہے ہیں اور علامہ محمد اشرف سلوی سخت پریشانی کے عالم میں زندگی کے آخری سانس لے رہے ہیں انہیں اپنے باطل موقف کا کوئی عالم دین حمایتی اور تائید کنندہ میسر نہیں آرہا ہے اب سلوی صاحب پکار رہے ہوں گے۔

مروادِتا ای او محمد دینا

کاش!

کہ محمد دین صاحب اس وقت علامہ سلوی کو آئینہ دکھا دیتے تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ لیکن جن کے دوست ایسے لوگ ہوتے ہیں انہیں دشمنوں کی دشمنی سے کیا واسطہ۔ ان کے لیے محمد دین سلوی جیسے دوست ہی بیڑہ غرق کرنے کے لیے کافی ہوتے ہیں۔

مفتی محمد طیب ارشد:

یہ ایک نئے مفتی صاحب ہیں جو جنوبی پنجاب سے گجرات کے ضلع میں براجمان ہیں۔ ان کے ساتھ ضلع جہلم سوہن کے علاقہ کے ایک حافظ صاحب ہیں' جو اپنے آپ کو بندیالوی کہلاتے ہیں۔ یہ دونوں "اپنوں میں اَشِــدَّآءُ"......اور......"غیروں میں رُحَمَآءُ" کے مظہر ہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ دونوں بھی علامہ محمد اشرف سیلوی سے اسی موضوع یعنی نبوت کے موضوع پر گفتگو کے لیے دینہ کشمیر ٹاؤن تشریف لائے۔ بحث کا آغاز بھی نہ کر سکے اور صرف ناشتہ کھا کر دم دبا کر راہ فرار اختیار کی۔

تاہم یہ دونوں مبارک باد کے مستحق ہیں کہ عقیدہ کے معاملہ میں ان کی رگ پھڑکی تو تھی۔ ورنہ ایسے لوگ "طلاق کے مسائل" میں جو کہ فروعی مسائل میں سے ہیں مناظرہ کے لیے تیار ہو جاتے ہیں اور الزام تراشی پر اتر آتے ہی مشرق و مغرب کا سفر شروع کر

دیتے ہیں۔ اور عقائد میں خاموشی کو ترجیح دیتے ہیں۔

عقائد کے بارے میں سب کچھ برداشت کرتے ہیں۔ اور فقہی مسائل میں معمولی اختلاف برداشت نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو صحیح شعور اور عقیدہ کی پختگی عطا فرمائے۔

علامہ سلوی کے دیگر شبہات کا ازالہ:

غارِ حرا میں وحی کے نزول کے وقت اور اس کے بعد کے حالات کو جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مذکور ہیں۔ علامہ سلوی کو یہ شبہ ہے کہ یہ حالات اس لئے بنے اور بوجھ اس لیے پڑا کہ آپ پر نبوت کی ذمہ داریاں عائد ہوگئیں تھیں۔ علامہ سلوی کہتے ہیں کہ مطلق وحی تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف بھی آئی تھی۔ ''وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی '' اور فرشتوں کی طرف بھی ''اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ '' اور شہد کی مکھی کی طرف بھی وحی آتی ہے۔ ''وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ ''۔ علامہ سلوی خود ہی جمہور اہلسنت کی طرف سے جواب دیتے ہیں اور جواب کی تردید کرتے ہیں۔

حالانکہ اِس حوالے سے صورت بالکل واضح ہے کہ آقا کریم ﷺ ازلی، پیدائشی نبی ہیں۔ وحی خفی کا آپ پر پہلے سے نزول جاری تھا۔ ذاتی شرف نبوت آپ کو پہلے سے حاصل تھا۔ نبوت برائے تبلیغ کا اظہار وحی جلی سے غارِ حرا میں ہوا فرشتہ نے آپ کو دبوچا۔ کیونکہ ''توجہ الی الحق'' سے ''توجہ الی الخلق'' کا معاملہ تھا۔ لہذا قلب کریم پر بوجھ کا پڑنا فطری اَمر تھا۔ اس میں پہلے سے نبی نہ ہونے کا کوئی مسئلہ ہی نہیں جیسا کہ ہم ''نبوتِ ذاتی'' اور ''نبوت برائے تبلیغ'' کے بارے علماء کرام کے اقوال پیش کر چکے ہیں۔

علامہ سلوی کے ایک بہت بڑے اشتباہ کا ازالہ:

علامہ سلوی صاحب کو یہ بھی اشتباہ ہے کہ اُمت ہی نہیں تو چالیس سال سے پہلے آپ ﷺ نبی کیسے ہو سکتے ہیں؟

جواب یہ ہے کہ فقہ اکبر میں عقائد متعلقہ توحید وصفات کے حوالے سے یہ عقیدہ لکھا ہے۔ علامہ سلوی ملاحظہ فرمائیں۔

وکان اللہ خالقاً قبل ان یخلقورازقاً قبل ان یرزق

(شرح فقہ اکبر صفحہ 82)

اللہ پیدا کرنے سے پہلے خالق تھااور رزق دینے سے پہلے رازق تھا۔

یہ تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے جو فقہ اکبر کے متن میں مذکور ہے اس کی شرح میں ملا علی قاری نے جو اس مقام پر ارشاد فرمایا۔ علامہ سلوی صاحب وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں

وکان اللہ خالقا قبل ان یخلق ای یحدث المخلوق ورازقاً قبل ان یرزق ای یوجد المرزوق

یعنی اللہ مخلوق ایجاد کرنے سے پہلے خالق اور مرزوق ایجاد کرنے سے پہلے رازق تھا۔

لفظ خالق ،خلق سے اور رازق ،رزق سے بنے ہیں تو ان کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر مشتق منہ کے وجو سے پہلے ہوا ہے۔

ملا علی قاری وضاحت فرماتے ہیں کہ

ولعل الامام الاعظم (رحمة الله عليه) كرر هذا المرام للاعلام بان هذا هو المعتقد الصحيح الذي يجب ان يعتمده الخواص والعوام.

یعنی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس عقیدہ کا تکرار کیا یہ بتانے کیلئے کہ یہی عقیدہ صحیح ہے جس پر خواص اور عوام اہل اسلام کا اعتماد کرنا ضروری ہے۔ اللہ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ''خالق'' تھا اور اللہ مرزوق کو پیدا کرنے سے پہلے ''رازق'' تھا۔ اور یہ سمجھنا کہ مخلوق نہیں تو خالق کیسے؟ مرزوق نہیں تو رازق کیسے۔ یہ عقیدہ صحیح نہیں۔ یہ سوال بھی صحیح نہیں۔

پھر علامہ سلوی خیال کر سکتے تھے کہ ''خالق'' کا اور ''رازق'' کا اطلاق مجازاً ہوا ہو گا تو ملا علی قاری کا اس سلسلہ میں ارشاد ملاحظہ فرمائیں......

آپ لکھتے ہیں۔

وقال الزركشي. اطلاق نحو الخالق والرازق في وصفه سبحانه قبل وجود الخلق والرزق حقيقة.

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' خالق اور رازق جیسے اوصاف کا اطلاق خداوند عالم کے اوصاف میں مجاز نہیں بلکہ حقیقت ہے اور آگے وجہ بیان کرتے ہیں کہ یہ اطلاق مجاز کیوں نہیں۔

''وایضا لو کان مجازاً لصح نفیہ والحال ان القول بانہ لیس خالقاً ورازقا وقادراً فی الازل امر مستھجن لا یقال مثلہ''

(شرح فقہ اکبر ص 82)

یعنی اگر اس اطلاق کو مجاز قرار دیا جائے تو اس کی نفی صحیح ہوگی (چونکہ مجاز کی نفی صحیح ہوتی ہے) اور حالانکہ یہ انتہائی قبیح قول ہے کہ وہ خالق، رازق، قادر نہیں تھا۔

ملا علی قاری، بعض لوگوں کے اس نظریہ کو تسلیم نہیں کرتے جو کہتے ہیں ''ازل میں خالق رازق تھا مگر ازل میں اس نے مخلوق کی خلق کر دی تھی اور مرزوق کو ایجاد کر دیا تھا'' آپ فرماتے ہیں یہ نظریہ اس لیے باطل ہے کہ

لانہ یودی الی قدم المخلوق

یہ نظریہ مخلوق کو قدیم بنا دے گا۔

حالانکہ مخلوق کے قدیم ہونے کا نظریہ صریحاً باطل ہے۔

اُمید ہے کہ علامہ سلوی کے ذہن کا بوجھ اتر گیا ہوگا۔ ہمارے آقا کریم ﷺ اُمت کے پیدا ہونے سے پہلے وصفِ نبوت کے ساتھ متصف تھے۔ وحی جلی نازل ہونے سے پہلے آپ نبی تھے۔ بوقت ولادت آپ نبی تھے۔ اور اس میں کوئی استحالہ نہیں۔ آپ ﷺ بالقوہ نہیں، بلکہ بالفعل نبی تھے، مجازاً نہیں، بلکہ حقیقۃً نبی تھے۔ اور اس عقیدہ کو اجمال اور تفصیل سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

جس طرح علم الٰہی کے حوالے سے ہمارا عقیدہ ہے کہ ازل میں وہ علیم تھا تو اس ارشاد کا کیا مطلب ہے؟

"وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ"

(العنکبوت آیت 11)

"اللہ ایمان والوں کو ضرور جانے گا اور اللہ منافقین کو ضرور جانے گا"

اور یہ ارشاد کیا معنی رکھتا ہے؟

"اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ" (آل عمران، آیت 142)

کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ تم جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تک اللہ نے تمہارے مجاہدین کو جانا ہی نہیں اور صابرین کو جانا ہی نہیں۔

لامحالہ علامہ سلوی یہاں پر جواب دیں گے کہ اللہ ازل میں علیم تھا اور وہ مومنین، مجاہدین، صابرین اور منافقین کا علم رکھتا تھا۔ ورنہ جہل لازم آئے گا۔ لیکن جب مومنین، مجاہدین، صابرین اور منافقین دنیا میں آئے تو پہلے اجمالی علم تھا اب تفصیلی علم ہے علم میں کچھ تبدیلی نہیں۔ اجمالی اور تفصیلی کا فرق ہے۔ اس کو باطن اور ظہور سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ بعض لوگ اس کو یعنی بعد والے علم کو امتحان لینے سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

مگر بالقوۃ اور بالفعل والا قول کسی نے نہیں کیا کہ اللہ پاک مخلوق کی خلق سے پہلے بالقوۃ خالق تھا اور صابرین کے اظہار صبر سے پہلے، اور مومنین کے اظہار ایمان سے پہلے اور منافقین کے

وہ نہیں پائی جاتیں۔

لہذا بالقوہ کا صاف مطلب ہوتا ہے کہ شے کا وجود نہیں مگر ممتنع بھی نہیں تو نبوت بالقوہ کا مطلب وہی ہے جو علامہ سلوی نے پہلے بیان کیا یعنی آپ ﷺ نبوت کے تمام تر کمالات کے حامل تھے۔ لیکن نبی نہ تھے۔ دوسرے بیان میں بالقوہ کا مطلب یہ بیان کیا کہ اللہ کے ہاں چالیس سال تک پہنچنے سے پہلے مقامِ نبوت پر فائز تھے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نبی تھے کیونکہ مقامِ نبوت پر فائز تھے۔

آگے علامہ سلوی صاحب وَہم دور کرتے ہیں لیکن وہم تو رہا ہی نہیں۔ نہ وہم پہلے پیدا ہوا پہلے بیان میں موصوف نے بالقوہ کا صحیح مطلب بیان کیا کہ آپ ﷺ کمالات نبوت کے حامل تھے۔ لیکن مقام نبوت پر فائز نہ تھے دوسرے بیان میں تسلیم کرلیا کہ مقامِ نبوت پر فائز تھے۔ بالقوہ کا مطلب ہوتا ہے شے کا وجود میں نہ ہونا۔ مگر صلاحیت اور استعداد کا پایا جانا، کمالات کا پایا جانا صلاحیت اور استعداد ہے۔

اور مقام نبوت پر فائز ہونا بالفعل ہے۔

علامہ سلوی پھنس گئے صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں۔ میرے پیارے علامہ سلوی صاحب جناب قبلہ شیخ الحدیث صاحب صرف اعلان کریں کہ

میں نے ''ہدایت المتذبذب'' میں جو لکھا تھا کہ آپ ﷺ پیدائشی نبی نہیں بلکہ ولی ہیں اور آپ چالیس سال کی عمر شریف تک نبی نہیں تھے۔ بالکل غلط لکھا تھا۔

یہ اہلسنت کے اکابرین کا عقیدہ نہ تھا بلکہ میرا مصنوعی عقیدہ تھا یہ بریلی، دہلی اور گولڑہ شریف کا عقیدہ نہ تھا۔

میں اس باطل عقیدہ سے توبہ کرتا ہوں یہ قرآنی عقیدہ نہ تھا بلکہ بدمذہب منافقین کا عقیدہ ہے۔

کسی اہلسنت کا یہ عقیدہ نہیں میں اس عقیدہ سے رجوع کرتا ہوں اور میں نے اہلسنت عوام اور علماء اہلسنت اور مشائخ اہلسنت کو اس باطل عقیدہ کے اظہار سے جو ایذاء دی اس پر سب سے دست بستہ معافی طلب کرتا ہوں آئندہ محتاط رہوں گا۔

سچی توبہ کے فوائد

اگر علامہ سلوی سچی توبہ کرلیں تو اس کے حسب ذیل انہیں فوائد حاصل ہونگے۔ (اور عقل مند انسان ہمیشہ اپنے فوائد کو مدنظر رکھتا ہے)

(۱) ان کے شاگرد بھی توبہ کرلیں گے۔

(۲) حق کا بول بالا ہوگا۔

(۳) اہلسنت میں علامہ سلوی کا کھویا ہوا مقام واپس ہو جائے گا۔

(۴) بارگاہِ خدا سے یقیناً انعام عطا ہوگا۔

(۵) قبر و حشر میں بہتری ہوگی انجام اچھا ہوگا۔

توبہ نہ کرنے کے نقصانات

اگر علامہ سلوی سچی توبہ نہیں کریں گے تو اس کے حسب ذیل نقصانات یقینی ہیں (اور دانا انسان نقصانات سے بچنے کی تدابیر اختیار کرتا ہے)

(۱) تو علامہ سلوی قیامت تک متنازعہ شخصیت رہیں گے۔

جس طرح اشرف علی تھانوی (علیہ ما علیہ) نے ''حفظ الایمان'' لکھ کر اپنے آپ کو متنازعہ بنایا اگرچہ بعد میں اپنے مریدین کے کہنے پر حفظ الایمان کی عبارت کو بدل دیا تھا اور ''تغیر العنوان'' شائع کی تھی مگر وہ نہ رجوع شمار ہوا نہ توبہ۔

علامہ سلوی جلدی کریں وہ صاف اعلان کریں ورنہ خطرہ ہے کہ کہیں ان کا انجام اشرف علی تھانوی جیسا نہ ہو جائے۔

(۲) علامہ سلوی کے شاگرد اور معتقدین سخت امتحان کا شکار رہیں گے بے چارے جواب بھی نہ دے سکیں گے اور اپنے استاد کا ساتھ چھوڑنا بھی مشکل ہوگا' ہمیشہ زوجہ معلقہ کی طرح رہیں گے۔

(۳) علماء اہلسنت کے لیے بھی مسلسل پریشان کن صورت رہے گی۔

(۴) جتنے لوگوں کا عقیدہ بگڑے گا سب کا بوجھ علامہ سلوی کی گردن پر رہے گا (وقت پیری ایسا بوجھ اٹھانا ممکن نہ ہوگا)۔

علماء اہلسنت کا بہترین کردار:

حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری زیدہ مجدہ نے غالباً سب سے پہلے اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے تحریری محاذ پر کردار ادا کیا۔ علامہ سلوی کو حقیقت کشا مکتوب ارسال کیا۔ جس کا سلوی صاحب نے جواب تحریر کیا۔ مفتی محمد خان قادری نے جواب الجواب لکھا اس کے بعد فریقین نے خاموشی اختیار کرلی۔ حالانکہ مفتی محمد خان قادری پر لازم تھا کہ اس سلسلہ کو منطقی انجام تک پہنچا کر دم لیتے۔

حضرت مولانا مفتی شیر محمد خان (بھیرہ شریف) نے اس معاملہ کو منطقی انجام تک پہنچانے کا بیڑہ اٹھایا۔ بیڑہ سمندر میں ٹھیل دیا مگر بیچ منجدھار کے چھوڑ دیا۔ علامہ سلوی سے ہمارے شیر نے "توبہ اور رجوع" کے بجائے وضاحت طلب کرلی۔ علامہ سلوی نے متضاد قسم کی وضاحتیں دے کر ہمارے علامہ مفتی شیر محمد خان کو شائد مطمئن کردیا' اور معاملہ حل ہونے کی بجائے خاموشی اختیار کر گیا۔

تاہم یہ تمام علماء مبارک باد کے مستحق ہیں کہ کم از کم

انہوں نے اچھے کام کیلئے قدم تو اٹھایا' اور وہ علماء بھی مبارک کے مستحق ہیں جنہوں نے جرأت سے کام لیا اور خوبصورت مضامین لکھ کر علامہ سلوی کا ناطقہ بند کر دیا۔ اور دلائل و براہین کے انبار لگا دیئے۔

اگر یہ علماء' علامہ سلوی کے علم و عقل اور بیانی صلاحیتوں سے خوف زدہ رہتے تو شاید علامہ سلوی وضاحت در وضاحت کی ضرورت بھی محسوس نہ کرتے اور خدا جانے مزید کیا کیا جرأتیں کر جاتے۔

علامہ سلوی کو سب سے پہلے بندہ نے ٹوکا:

علامہ سلوی نے پنجاب میں رائج ذکر پاک،

''حق لا الہ الا اللہ یا محمد سرور صل علی''۔

کے بارے فتویٰ دیا۔ کہ یہ ذکر خلافِ شرع ہے' مولانا محمد دین سیالوی (خدا اِن پر رحم کرے) نے سوہاوہ سے ''جماعت اہلسنت'' کے پلیٹ فارم سے اس فتویٰ کو بلا مشورہ شائع کیا اور جگہ جگہ تقسیم کیا۔ اس فتویٰ میں یہ بیہودہ جملہ بھی مذکور ہے کہ ''رہا معاملہ یا محمد سرور صلی

علیؓ کا'' تو یہ کلمات مہمل ہیں۔ (خدا کی پناہ)

حالانکہ اس ذکر پاک میں کوئی خلاف شرع چیز نہیں ہے۔ یہ ذکر پاک پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خود کرتے تھے۔ حضور خواجہ قمر الملۃ والدین علامہ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرزاق جامیؔ نعت خوان سے یہ ذکر سنا۔ تو آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی مگر سب سے بڑی بات یہی ہے کہ اس ذکر میں کوئی خلافِ شرع بات نہیں ہے۔

بندہ نے علامہ محمد دین سیالوی کو کہا'' کہ نام نہاد پیر ظہور کے خلاف آپ نے مجھ سے فتویٰ حاصل کیا'' ضلعی انتظامیہ جہلم کے سامنے مجھے بطور مفتی پیش کیا اور میرے ہی فتویٰ کی وجہ سے پیر ظہور کے خلاف FIR درج ہوئی۔ آپ علامہ سلوی سے کہیں کہ وہ اپنے فتویٰ سے فوراً رجوع کا اعلان کرے اور توہین آمیز جملہ سے توبہ کرے۔

محمد دین سیالوی نے وعدہ کیا کہ وہ ایسا فوراً کریں گے مگر محمد دین سیالوی تو خود مشکوک قسم کا سنی تھا اور ہے اس نے کچھ کردار

ادا نہ کیا۔ وہ صرف پیر ظہور کے خلاف کردار ادا کرتا رہا۔ اور علامہ سلوی کے جرم پر پردہ ڈالتا رہا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ علامہ سلوی نے رسول پاک ﷺ کو پیدائشی نبی ماننے سے انکار کر دیا۔ اب محمد دین سیالوی صاحب' انگلینڈ کے کسی شہر میں منہ چھپائے زندگی گزار رہے ہیں اور علامہ محمد اشرف سلوی سخت پریشانی کے عالم میں زندگی کے آخری سانس لے رہے ہیں انہیں اپنے باطل موقف کا کوئی عالم دین حمایتی اور تائید کنندہ میسر نہیں آ رہا ہے اب سلوی صاحب پکار رہے ہوں گے۔

مروا دِتا ای او محمد دینا

کاش!

کہ محمد دین صاحب اس وقت علامہ سلوی کو آئینہ دکھا دیتے تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ لیکن جن کے دوست ایسے لوگ ہوتے ہیں انہیں دشمنوں کی دشمنی سے کیا واسطہ۔ ان کے لیے محمد دین سلوی جیسے دوست ہی بیڑہ غرق کرنے کے لیے کافی ہوتے ہیں۔

مفتی محمد طیب ارشد:

یہ ایک نئے مفتی صاحب ہیں جو جنوبی پنجاب سے گجرات کے ضلع میں براجمان ہیں۔ ان کے ساتھ ضلع جہلم سوہن کے علاقہ کے ایک حافظ صاحب ہیں، جو اپنے آپ کو بندیالوی کہلاتے ہیں۔ یہ دونوں "اپنوں میں اَشِــدَّآءُ"....اور...... "غیروں میں رُحَمَآءُ" کے مظہر ہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ دونوں بھی علامہ محمد اشرف سیالوی سے اسی موضوع یعنی نبوت کے موضوع پر گفتگو کے لیے دینہ کشمیر ٹاؤن تشریف لائے۔ بحث کا آغاز بھی نہ کر سکے اور صرف ناشتہ کھا کر دم دبا کر راہ فرار اختیار کی۔

تاہم یہ دونوں مبارک باد کے مستحق ہیں کہ عقیدہ کے معاملہ میں ان کی رگ پھڑکی تو تھی۔ ورنہ ایسے لوگ "طلاق کے مسائل" میں جو کہ فروعی مسائل میں سے ہیں مناظرہ کے لیے تیار ہو جاتے ہیں اور الزام تراشی پر اتر آتے ہی مشرق و مغرب کا سفر شروع کر دیاں

دیتے ہیں۔ اور عقائد میں خاموشی کو ترجیح دیتے ہیں۔

عقائد کے بارے میں سب کچھ برداشت کرتے ہیں۔ اور فقہی مسائل میں معمولی اختلاف برداشت نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو صحیح شعور اور عقیدہ کی پختگی عطا فرمائے۔

علامہ سلوی کے دیگر شبہات کا ازالہ:

غارِ حرا میں وحی کے نزول کے وقت اور اس کے بعد کے حالات کو جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مذکور ہیں۔ علامہ سلوی کو یہ شبہ ہے کہ یہ حالات اس لئے بنے اور بوجھ اس لیے پڑا کہ آپ پر نبوت کی ذمہ داریاں عائد ہو گئیں تھیں۔ علامہ سلوی کہتے ہیں کہ مطلق وحی تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف بھی آئی تھی۔ "وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی" اور فرشتوں کی طرف بھی "اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِكَةِ" اور شہد کی مکھی کی طرف بھی وحی آتی ہے۔ "وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ"۔ علامہ سلوی خود ہی جمہور اہلسنت کی طرف سے جواب دیتے ہیں اور جواب کی تردید کرتے ہیں۔

خالانکہ اس حوالے سے صورت بالکل واضح ہے کہ آقا کریم ﷺ ازلی، پیدائشی نبی ہیں۔ وحی خفی کا آپ پر پہلے سے نزول جاری تھا۔ ذاتی شرف نبوت آپ کو پہلے سے حاصل تھا۔ نبوت برائے تبلیغ کا اظہار وحی جلی سے غارِ حرا میں ہوا فرشتہ نے آپ کو دبوچا۔ کیونکہ ''توجہ الی الحق'' سے ''توجہ الی الخلق'' کا معاملہ تھا۔ لہذا قلب کریم پر بوجھ کا پڑنا فطری اَمر تھا۔ اس میں پہلے سے نبی نہ ہونے کا کوئی مسئلہ ہی نہیں جیسا کہ ہم ''نبوتِ ذاتی'' اور ''نبوت برائے تبلیغ'' کے بارے علماء کرام کے اقوال پیش کر چکے ہیں۔

علامہ سلوی کے ایک بہت بڑے اشتباہ کا ازالہ:

علامہ سلوی صاحب کو یہ بھی اشتباہ ہے کہ امت ہی نہیں تو چالیس سال سے پہلے آپ ﷺ نبی کیسے ہو سکتے ہیں؟

جواب یہ ہے کہ فقہ اکبر میں عقائد متعلقہ توحید وصفات کے حوالے سے یہ عقیدہ لکھا ہے۔ علامہ سلوی ملاحظہ فرمائیں۔

وکان اللہ خالقاً قبل ان یخلق و رازقاً قبل ان یرزق

(شرح فقہ اکبر صفحہ 82)

اللہ پیدا کرنے سے پہلے خالق تھا اور رزق دینے سے پہلے رازق تھا۔

یہ تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے جو فقہ اکبر کے متن میں مذکور ہے اس کی شرح میں ملا علی قاری نے جو اس مقام پر ارشاد فرمایا۔ علامہ سلوی صاحب وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں

وکان اللہ خالقا قبل ان یخلق ای یحدث المخلوق ورازقاً قبل ان یرزق ای یوجد المرزوق

یعنی اللہ مخلوق ایجاد کرنے سے پہلے خالق اور مرزوق ایجاد کرنے سے پہلے رازق تھا۔

لفظ خالق، خلق سے اور رازق، رزق سے بنے ہیں تو ان کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر مشتق منہ کے وجود سے پہلے ہوا ہے۔

ملا علی قاری وضاحت فرماتے ہیں کہ

ولعل الامام الاعظم (رحمة الله عليه) كرر هذا المرام للاعلام بان هذا هوا لمعتقد الصحيح الذى يجب ان يعتمده الخواص والعوام.

یعنی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس عقیدہ کا تکرار کیا یہ بتانے کیلیے کہ یہی عقیدہ صحیح ہے جس پر خواص اور عوام اہل اسلام کا اعتماد کرنا ضروری ہے۔ اللہ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ''خالق'' تھا اور اللہ مرزوق کو پیدا کرنے سے پہلے ''رازق'' تھا۔ اور یہ سمجھنا کہ مخلوق نہیں تو خالق کیسے؟ مرزوق نہیں تو رازق کیسے۔ یہ عقیدہ صحیح نہیں۔ یہ سوال بھی صحیح نہیں۔

پھر علامہ سلوی خیال کر سکتے تھے کہ ''خالق'' کا اور ''رازق'' کا اطلاق مجاز اً ہوا ہوگا تو ملا علی قاری کا اس سلسلہ میں ارشاد ملاحظہ فرمائیں......

آپ لکھتے ہیں۔

وقال الزركشى. اطلاق نحو الخالق والرازق فى وصفه سبحانه قبل وجود الخلق والرزق حقيقة.

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' خالق اور رازق جیسے اوصاف کا اطلاق خداوند عالم کے اوصاف میں مجاز نہیں بلکہ حقیقت ہے اور آگے وجہ بیان کرتے ہیں کہ یہ اطلاق مجاز کیوں نہیں۔

''وایضاً لو کان مجازاً لصح نفیه والحال ان القول بانه لیس خالقاً ورازقا وقادراً فی الازل امر مستهجن لا یقال مثله''

(شرح فقہ اکبر ص 82)

یعنی اگر اس اطلاق کو مجاز قرار دیا جائے تو اس کی نفی صحیح ہو گی (چونکہ مجاز کی نفی صحیح ہوتی ہے) اور حالانکہ یہ انتہائی قبیح قول ہے کہ وہ خالق، رازق، قادر نہیں تھا۔

ملا علی قاری، بعض لوگوں کے اس نظریہ کو تسلیم نہیں کرتے جو کہتے ہیں ''ازل میں خالق رازق تھا مگر ازل میں اس نے مخلوق کی خلق کر دی تھی اور مرزوق کو ایجاد کر دیا تھا'' آپ فرماتے ہیں یہ نظریہ اس لیے باطل ہے کہ

لانه یودی الی قدم المخلوق

یہ نظریہ مخلوق کو قدیم بنا دے گا۔

حالانکہ مخلوق کے قدیم ہونے کا نظریہ صریحاً باطل ہے۔

اُمید ہے کہ علامہ سلوی کے ذہن کا بوجھ اتر گیا ہوگا۔ ہمارے آقا کریم ﷺ اُمت کے پیدا ہونے سے پہلے وصفِ نبوت کے ساتھ متصف تھے۔ وحی جلی نازل ہونے سے پہلے آپ نبی تھے۔ بوقت ولادت آپ نبی تھے۔ اور اس میں کوئی استحالہ نہیں۔ آپ ﷺ بالقوہ نہیں، بلکہ بالفعل نبی تھے، مجازاً نہیں، بلکہ حقیقۃً نبی تھے۔ اور اس عقیدہ کو اجمال اور تفصیل سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

جس طرح علم الٰہی کے حوالے سے ہمارا عقیدہ ہے کہ ازل میں وہ علیم تھا تو اس ارشاد کا کیا مطلب ہے؟

"وَ لَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ"

(العنکبوت آیت 11)

"اللہ ایمان والوں کو ضرور جانے گا اور اللہ منافقین کو ضرور جانے گا"

اور یہ ارشاد کیا معنی رکھتا ہے؟

"اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ يَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ" (آل عمران، آیت 142)

کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ تم جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تک اللہ نے تمہارے مجاہدین کو جانا ہی نہیں اور صابرین کو جانا ہی نہیں۔

لامحالہ علامہ سلوی یہاں پر جواب دیں گے کہ اللہ ازل میں علیم تھا اور وہ مومنین، مجاہدین، صابرین اور منافقین کا علم رکھتا تھا۔ ورنہ جہل لازم آئے گا۔ لیکن جب مومنین، مجاہدین، صابرین اور منافقین دنیا میں آئے تو پہلے اجمالی علم تھا اب تفصیلی علم ہے علم میں کچھ تبدیلی نہیں۔ اجمالی اور تفصیلی کا فرق ہے۔ اس کو باطن اور ظہور سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ بعض لوگ اس کو یعنی بعد والے علم کو امتحان لینے سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

مگر بالقوۃ اور بالفعل والا قول کسی نے نہیں کیا کہ اللہ پاک مخلوق کی خلق سے پہلے بالقوۃ خالق تھا اور صابرین کے اظہار صبر سے پہلے، اور مومنین کے اظہار ایمان سے پہلے اور منافقین کے

اظہار منافقت سے پہلے بالقوہ علم رکھتا تھا اور بعد میں بالفعل علم حاصل ہوا۔ ممکن ہے علامہ سلوی نے ایسی کوئی اصطلاح گڑھ لی ہو پہلے علماء میں سے کسی کا ایسا قول نہیں ہے۔

علامہ سلوی کی طرف سے صریح حکم رسول ﷺ کی خلاف ورزی اور اپنے مرشد پاک کی توہین

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ علامہ سلوی جو کہ کسی وقت اہلسنت کے ہیرو تھے اب انکی نگاہ میں زیرو کیوں ہو گئے؟

اس کا جواب علامہ سلوی کی اپنی ایک تحریر کی مدد سے پیش کیا جاتا ہے۔ بطور تمہید گذارش ہے کہ حضرت صاحبزادہ عزیز احمد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد پروفیسر محمد مسعود نے ''ذکر عزیز'' کے نام سے آپ کے احوال اور سوانح حیات کا ایک خاکہ پیش فرمایا ہے۔

ذکر عزیز کے ص 267 تا ص 274 علامہ محمد اشرف سلوی کے قلم سے تحریر ہوئے ہیں۔ علامہ سلوی نے صاحبزادہ عزیز احمد کے

حوالے سے ایک واقعہ خود تحریر کیا ہے۔ اس واقعہ کا پس منظر صرف اتنا ہے کہ دارالعلوم سیال شریف میں علامہ سلوی تدریسی فرائض سر انجام دے رہے تھے۔ کسی بات پر اپنے مرشد پاک حضور قمر الملۃ والدین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ سے ناراض اور خفا ہو کر دارالعلوم سیال شریف کو چھوڑنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔

آگے علامہ سلوی کے اپنے الفاظ ملاحظہ کریں۔

"دارالعلوم سے اجازت لینے کا مصمم ارادہ کر لیا چار پانچ گھنٹے گذرے تو حضور شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز اور آپ کے صاحبزادگان مع حضرت صاحبزادہ عزیز احمد اور چند دیگر احباب میری دارالعلوم والی رہائش گاہ پر تشریف لائے میں باہر نکلا تو حضور شیخ الاسلام نے فرمایا" میں معذرت کے لئے حاضر ہوا ہوں مجھ سے یہ الفاظ ایک عزیز اور بچہ سمجھتے ہوئے سرزد ہو گئے تھے۔ مجھے اس پر دلی صدمہ اور دکھ ہوا ہے مین معافی چاہتا ہوں" ذکر عزیز ص 270

تبصرہ

یہاں تک آپ نے واقعہ کا یہ پہلو ملاحظہ فرمالیا کہ مرشد پاک شیخ الاسلام، علامہ سلوی سے ان کی رہائش گاہ پر معذرت طلب کرنے تشریف لائے۔ اور واضح الفاظ میں فرمایا ''میں معافی چاہتا ہوں''

ابھی علامہ سلوی کچھ کہہ نہ پائے تھے کہ ساتھ آنے والوں میں سے ایک صاحب نے فرما دیا۔ معذرت کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اور قبول نہیں کرتا تو کیا ہے؟ سوال یہ ہے کہ علامہ سلوی مرشد پاک کے معافی طلب کرنے کے باوجود کس موڈ میں رہے۔ علامہ سلوی کے اپنے الفاظ ملاحظہ کریں۔

''میں اس واقعہ کے بعد بھی (یعنی مرشد کے معافی طلب کرنے کے باوجود بھی) دارالعلوم سے رخصتی کے ارادہ پر قائم رہا''

تبصرہ

معاملہ جو بھی ہوا تھا اس کی باریکیوں میں جانا ہمارے لیے

مناسب نہیں لیکن مرشد پاک کے علامہ سلوی کی رہائش گاہ پر بمعہ صاجزادگان تشریف لانے اور معافی طلب کرنے کے باوجود علامہ سلوی پر کچھ اثر مرتب نہ ہونا اور اپنے ارادہ پر قائم رہنا۔ کیا ظاہر کر رہا ہے؟ کہ علامہ سلوی کا دماغ کیسا ہے؟ اسمیں افکار کیسے ہیں؟ اور علامہ سلوی ادب آداب کی منازل سے دور کتنے ہیں؟

یہ تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ علامہ سلوی کا اپنے مرشد پاک کے ساتھ کیا سلوک تھا اور ان کی بات کو کتنی اہمیت دیتے تھے۔

علامہ سلوی لکھتے ہیں

چند دن اسی حالت میں گذر گئے تو بندہ کی درسگاہ میں تشریف لائے (صاجزادہ عزیز احمد صاحب) اور مجھ سے دریافت فرمایا کیا یہ حدیث شریف صحیح ہے؟

من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار

(جو مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے)۔

تو میں نے عرض کیا بالکل صحیح ہے۔ فرمانے لگے مجھے رسول گرامی ﷺ کی اس حدیث کے صحیح ہونے میں شک وشبہ نہیں تھا صرف

اس لئے پوچھا کہ آپ کو اطمینان دلا سکوں کہ میں جو کچھ کہنے والا ہوں وہ اس فرمان رسالت ﷺ کو مدنظر رکھ کر عرض کرنے والا ہوں، جس میں ذرہ بھر کمی بیشی کی گنجائش نہیں سمجھا۔

آپ کو معلوم ہے کہ میں کس قدر پریشان ہوں اسی پریشانی کے عالم میں سرور عالم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ والا جاہ میں آپ بھی حاضر ہیں۔ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں تو حضور ﷺ نے آپ کے متعلق فرمایا کہ ان سے (علامہ سلوی) سے دعا کراؤ۔ میں نے عرض کیا یہ ہمیں اور دارالعلوم کو چھوڑ رہے ہیں اور کوچ کرنے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''نہیں، انہیں یہیں رہنا چاہیے اور آپ ان کو میری طرف سے کہہ دیں کہ اگر سیال شریف کا دارالعلوم چھوڑنے پر کوئی ضرر و نقصان پہنچ گیا تو پھر مجھے گلہ نہ دینا''

صاحبزادہ عزیز احمد صاحب نے ارشاد رسول ﷺ سنانے کے بعد علامہ سلوی کو پھر کہا۔

"یہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے اور آپ پر جھوٹ باندھنا جتنا سنگین جرم ہے وہ اس حدیث پاک سے ظاہر ہے اور بندہ کو اس کا پورا پورا علم ہے اور اس سے زیادہ میں آپ کو کیا تسلی کرا سکتا ہوں"

تبصرہ

یہ تو صاحبزادہ عزیز احمد کی طرف سے ارشاد رسول ﷺ پہنچانے کا معاملہ تھا۔ علامہ سلوی پر اس کا کیا اثر ہوا۔ اُنہی کی زبانی پڑھیے۔

آپ کے (صاحبزادہ عزیز احمد) سید عالم ﷺ کی طرف سے پہنچائے گئے اس فرمان کے بعد بندہ کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ رہ گئی تھی لہذا فوری طور پر جس ردعمل کے اظہار کا ارادہ تھا وہ ملتوی کرنا پڑا۔

تبصرہ

قارئین کرام ایک طرف صاحبزادہ عزیز صاحب کا بیان، ارشاد رسول ﷺ بتانے کا انداز ملاحظہ کریں دوسری طرف علامہ

سلوی کی ضدی طبیعت اور ہٹ دھرم مزاج کا جائزہ لیں۔ مگر ارادہ میں تبدیلی محض وقتی اور فوری طور پر کی۔ سیال شریف کے دار العلوم میں قیام مستقل اور ہمیشہ کے لئے رکھنے کا ارادہ پھر بھی نہ کیا۔

ہائے نفس امارہ! تو بندہ کو کہاں تک لے جاتا ہے۔

آپ سوچتے ہوں گے کہ علامہ سلوی نے ہمیشہ ہمیشہ دار العلوم سیال شریف میں تدریسی فرائض سرانجام دینے کا فیصلہ کر لیا ہوگا۔ اور ہمیشہ ادھر قیام کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہوگا کیونکہ آپ کے لئے دار العلوم سیال شریف میں قیام کرنے کے بارے صریح ارشاد رسول ﷺ پہنچ گیا تھا۔ اور دار العلوم سیال چھوڑنے کی صورت میں نقصان کا معاملہ بھی واضح تھا۔ اگر علامہ سلوی واقعی سیالوی ہوتے تو مرشد پاک کی تشریف آوری کے بعد آپ سیال شریف سے کوچ کرنے کا ارادہ بدل لیتے۔ کیونکہ

بے سجادہ رنگین کن گرت پیرِ مغان گوید

کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسم منزلہا

اپنے شیخ کے ارشاد کے باوجود اور رسول پاک ﷺ کے ارشاد

گرامی کے باوجود کیا ہوا۔ علامہ سلوی کی زبانی ملاحظہ کریں۔

"لیکن زیادہ عرصہ دارالعلوم کی خدمت سرانجام نہ دے سکا۔ اس فرمان پرعمل درآمد کی سعادت زیادہ عرصہ کے لئے حاصل نہ کر سکا۔ آپ کی خواہش و مرضی کے برعکس دارالعلوم سے چھٹی حاصل کر لی اور جامعہ نظامیہ (لاہور) چلا گیا" ذکر عزیز ص 272

تبصرہ

یہاں علامہ کے دل، دماغ، سوچ وفکر کا ماتم کرنا ہی مناسب لگتا ہے۔ اگر اہلسنت کے نزدیک ماتم جائز ہوتا، تو میں اہل تشیع کا ایک گروہ برائے ماتم اجرت پر حاصل کرتا جو کہ سرگودھا کے دارالعلوم جہاں علامہ سلوی آجکل قیام پذیر ہیں۔ گیٹ پر کھڑے ہو کر وہ گروہ سینہ کوبی، زنجیر زنی کرتا اور دنیا کو بتایا جاتا کہ جو شخص صریح ارشاد رسول ﷺ کے باوجود دارالعلوم سیال شریف کو چھوڑ دے جو نہ مرشد پاک شیخ الاسلام کے معافی طلب کرنے کی پرواہ کرے اور نہ آقا کریم ﷺ کے ارشاد گرامی کی پرواہ کرے۔

اس کا یہی انجام ہوتا ہے۔ مگر ماتم کا تو صرف لفظ استعمال کرنا تھا ماتم کا تو جواز نہیں۔

لہذا تمام اہلسنت عاشقان رسول سے التجا ہے کہ دعا فرمائیں علامہ سلوی اب بھی دارالعلوم سیال شریف چلے جائیں اپنے آپ کو نقصان سے بچائیں۔ ساتھ ہی "تحقیقات سلوی" کو سمندر میں ڈبو دیں۔

علامہ سلوی جلدی کریں توبہ کریں۔ مرشد پاک کے خاندان سے معافی طلب کریں۔ مرشد خانہ پر بیٹھ جائیں وہ کریم اور سخی لوگ ہیں۔ انشاء اللہ معافی عطا ہو جائے گی۔ اور علامہ سلوی کا انجام اچھا ہو جائے گا۔ بصورت دیگر اشرف علی تھانوی جیسا انجام ہونے کا خطرہ ہے۔ کسی شاعر نے شاید اسی موقع کی مناسبت سے کہا ہے

اپنے مرکز سے اگر دور نکل جاؤ گے
خواب ہو جاؤ گے افسانوں میں ڈھل جاؤ گے

اپنی مٹی پہ ہی چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے

وصلی اللہ تعالیٰ علی رسول خیر خلقہ نور الہدایات وختم النہایات مفیض الانوار و فاتح الابصار وکاشف الاسرار ونور الانوار سید الابرار وحبیب الجبار وبشیر الغفار لعبادہ الابرار و نذیر القہار للظالمین الفجار وعلی الہ الاطہار واصحابہ الاخیار.

ربنا تقبل منی انک انت السمیع العلیم وتب علی انک انت التواب الرحیم

مفتی محمود حسین شائق ہاشمی

17 رمضان المبارک (یوم البدر) 1431ھ

تجلیات علمی کے خاص خاص نکات

قارئین کی سہولت کیلیے خاص خاص نکات ذکر کیے جاتے ہیں جو آقا کریم ﷺ کے پیدائشی نبی ہونے کو واضح کرتے ہیں

(1) آپ ﷺ کی نبوت کے بارے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں سے عالم ارواح کے علاوہ عالم خارج میں بھی عہد لیا گیا۔ لہذا روز ازل سے آپ ﷺ کی نبوت ثابت ہے۔

(2) آپ ﷺ کی رسالت زمانہ آدم علیہ السلام سے تا قیام قیامت ہے بلکہ آپ کی نبوت آپ ﷺ کے زمانہ خلق سے ہی ثابت ہے۔ لہذا آپ ازلی اور پیدائشی نبی ہیں۔

(3) آپ ﷺ نبی مطلق رسول حقیقی اور شارع استقلالی ہیں آپ کی نبوت وقت کے ساتھ مقید نہیں ہر نبی اور رسول نے آپ کی نیابت میں اپنے فرائض منصبی سرانجام دیئے ہیں

(4) آپ برہان خدا، نور خدا اور رسول خدا ہیں آپ کی دنیا میں آمد بطور برہان، بطور نور اور بطور رسول ہوئی۔ برہان پہلے تھے

نور پہلے تھے یونہی آمد سے پہلے رسول بھی تھے۔

(5) آپ ﷺ پر قرآن مجید کے نزول کا آغاز غار حرا سے ہوا لیکن قرآن مجید کا وجود پہلے سے ہے اسی طرح ہمارے آقا کی نبوت جو کہ شرف ذاتی ہے پہلے سے موجود ہے۔

(6) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی بشارت میں آپ ﷺ کا نام بعد میں لیا اور آپ کے رسول ہونے کا ذکر پہلے کیا۔ واضح ہے آپ کا نام نامی اسم گرامی پہلے سے موجود ہے اسی طرح آپ کی رسالت بھی پہلے سے ثابت ہے۔

(7) آپ ﷺ صفات اربعہ (اول آخر ظاہر باطن) کے ساتھ متصف ہیں لہذا آپ اول النبیین فی الخلق ہیں۔

(8) اولین و آخرین کو آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ اگر 40 سال سے پہلے آپ کو نبی تسلیم نہ کیا جائے تو اولین کو آپ کی نبوت پر ایمان لانے کا حکم عبث ہوگا۔

(9) آپ ﷺ کی آمد اور بعثت کا ذکر قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ میں جگہ جگہ وارد ہے اور بعثت کا معنی اعطائے نبوت

کسی لغت کی کتاب میں نہیں ہے۔ یہ معنی علامہ سلوی کا ایجاد کردہ ہے۔

پس ان اجمالی نو 9 دلائل سے ثابت ہوا کہ ہمارے آقا ازلی اور پیدائشی نبی ہیں وھذا ھو المطلوب نسأل اللہ الھدایۃ والتوفیق

مفتی محمود حسین شائق ہاشمی

18 رمضان المبارک (یوم البدر) 1431ھ

مصنف کی دیگر تصانیف

(۱) تفسیر سلطانی مکمل۔ پانچ جلدوں میں۔ زیرِ طبع

(۲) طریقت کے نیرّ اعظم (سوانح امام ربانی مجدد الف ثانیؒ)

(۳) شاہراہِ اسلام

(۴) محفل میلاد النبی ﷺ (ترجمہ)

(۵) تبرکاتِ رسول ﷺ (ترجمہ)

(۶) محاسنِ کنز الایمان

(۷) فضائل رمضان

(۸) انوارِ علم

جامعہ مخدومیہ دربار شریف سوئیں حافظاں

تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی ترقی کی راہ پر

﴿رسم افتتاح﴾

1998ء میں حضور پیر طریقت، رہبر شریعت، قبلہ حاجی محمد عبدالواحد المعروف حاجی پیر صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ سلطانیہ کالا دیو شریف جہلم نے اپنی پرکیف دعا سے جامعہ کی تعمیر کا افتتاح فرمایا۔

دارالعلوم کے 12 کمرے تعمیر ہو چکے ہیں۔اور بزرگوں کے 2 دربار بھی تعمیر ہو چکے ہیں۔ایک کنواں پانی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کھدوایا جا چکا ہے۔ مسجد کی تعمیر تو تکمیل کے مراحل میں ہے' نشاندہی کے لیے بیول کلر روڈ پر ''بہشتی گیٹ'' تعمیر ہو چکا ہے۔20 طلباء قرآنِ مجید دارالعلوم سے حفظ کر چکے ہیں۔سینکڑوں بچے اور بچیاں ناظرہ قرآنِ پاک کی تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔اب دارالعلوم میں جدید تعلیم کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔ پرائمری اور مڈل کے امتحانات بچوں نے 100% کامیابی کے ساتھ پاس کیے۔

﴿احباب دارالعلوم کی ترقی کیلئے دُعاگو رہیں﴾

حافظ محمد عمران ہاشمی (ناظم اعلیٰ دارالعلوم)

0300-9120291

تقریظ (منظوم) وتائید تجلیاتِ علمی فی ردِ تحقیقاتِ سلوی

از پیر طریقت حضور خواجہ فخر السادات **سید دلشاد حسین منصور** دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شکریلہ شریف گجرات

تحقیق کا شاہکار ہے ''علمی تجلیات''
مٹ گئی جس کے سامنے ''التحقیقات''

حضور ﷺ کی نبوت ازلی ہے پیدائشی ہے
گواہ ہیں جس پہ قرآنی آیات

عقلی و نقلی دلائل ایک طرف
موجود ہیں بکثرت حضور ﷺ کے ارشادات

منطقی و فقہی جواب ہیں حاضر
کھول کر دیکھ لو پورے حوالہ جات

کرے شواہد کو جو نہ تسلیم
ہے لبادۂ بشریت میں چھپا بد ذات

کثرتِ علمی لے ڈوبی ہے بہتوں کو
ابلیس سے ہوئی ہے جس کی شروعات

حضور ﷺ کی عظمت نہ رکھی جس ملحوظ
ظلمت کی چھا گئی ہے اس پہ مات

احترامِ رسول ﷺ کا نہ رکھا جس پاس
شقاوت سے ہوئی نہ اس کی نجات

اسلاف کی تحقیق سے ہوئے جو منحرف
منڈلا رہے ہیں گرد اُنکے خطرات ہی خطرات

کھل گیا بحث کا یہ اک نیا باب
کم نہ تھیں پہلے سے خارجیوں کی ہفوات

چھٹ گئے ''سلوی تحقیق'' کے اندھیرے
شائق کے قلم سے جب پھیلے انوارات

رکھتے ہیں حرف جو حضور ﷺ کی شان پہ
پائیں گے منصور کیسے وہ آپ کی شفاعت

فقیر: سیّد دلشاد حسین منصور (شکریلہ شریف گجرات) 18 رمضان المبارک